صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمۃ للعالمین

قائد اعظم کی نظر میں

محمد حنیف شاہد

رحمۃ اللعالمین ﷺ قائداعظمؒ کی نظر میں مصنف محقق جناب محمد حنیف شاہد کی اس عنوان کے تحت تازہ ترین تصنیف ہے۔ جو اس وقت زیر طبع ہے۔ فاضل مصنف نے 256 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حضرت قائداعظمؒ کو جو ایک سوٹڈ بوٹڈ مغربی تعلیم یافتہ مسلمان، نوجوان بیرسٹر، کامیاب وکیل، دلیل کے ساتھ بات کرنے والے سیاستدان اور ہندو مسلم یونٹی کے پیغامبر مشہور تھے۔ جو پھر مسلمانوں کے قائد، مسلم لیگ کے لیڈر، مسلمانان ہند کے ترجمان اور پھر اقبالؒ کے دوقومی نظریہ کے ان ہی کے کہنے پر شارح بنے اور مسلمانان ہند کے قائداعظمؒ ....انہی کی رہنمائی میں انہوں نے پاکستان کی منزل کو حقیقت بنایا۔ اس کتاب میں محمد حنیف شاہد نے اپنی تحقیق کے ذریعے حوالہ جات کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ قائداعظمؒ ایک عاشق رسولؐ تھے۔ اسلام کے فدائی تھے۔ قرآن وسنت کو ضابطۂ حیات مانتے تھے۔ پاکستان کے آئندہ آئین وسسٹم کی بنیاد قرار دیتے تھے۔ اور اسی راہ پر چلنے کو ہی پاکستان کی کامیابی کی ضمانت قرار دیتے تھے۔

رحمۃ العالمینؐ حضرت قائداعظمؒ کے اس وقت کی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر تقریر کا عنوان ہے جو انہوں نے 1935ء میں نبی آخرالزماں کی شان میں کی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب ختم نبوت کی بحث زوروں پر تھی۔ فتنۂ قادیانیت بھی مسلمانوں کیلئے دردسر بنا ہوا تھا۔ یہ تقریر انگریزی میں تھی۔ اس کا ترجمہ ایک عاشق رسولؐ سید سرور شاہ گیلانی ناظم تحریک تنظیم مساجد لاہور نے کیا اور برصغیر کی نامور اور مقتدر شخصیات کے لیکچروں کا اہتمام کیا اور پھر انہیں کتابچوں کی صورت میں چھپوایا۔ ان میں سرفہرست نام محمد علی جناحؒ کا تھا جو اس وقت اسی نام سے جانے جاتے تھے۔ میر حجاز از ظفر علی خاں ختم نبوتؐ از علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ، علامہ عبداللہ یوسف علی، : سر مرزا ظفر علی سرور دوعالم از ڈاکٹر محمد عالم بارایٹ لانور کامل از علامہ عبداللہ یوسف علی ظہور قدسی از چودھری افضل حق اور پیغمبر اسلام از چودھری چھوٹو رام اسی سیریز میں شامل ہیں۔ زیر نظر کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ "رحمت اللعالمینؐ" (تقریر سیرت) پہلی بار کتاب کی زینت بن رہی ہے اور شمع رسالتؐ کے پروانوں کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے اور یہ سعادت شاہد صاحب کو حاصل ہو رہی ہے۔ شاہد صاحب کی یہ کتاب بقول مصنف نہ صرف وطن دشمن اسلام دشمن اور قائداعظمؒ پر کیچڑ اچھالنے والوں کی "برین واشنگ" کا کام دے گی بلکہ بانیٔ پاکستان کے خلاف بے بنیاد اور ناروا پراپیگنڈا کو رد کرنے میں "تریاق" کا بھی کام دے گی اور شمع رسالتؐ کے پروانوں کیلئے انشاء اللہ ایک نایاب ونادر "تحفہ" ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حنیف شاہد صاحب کی یہ کوشش قبول فرمائے۔

مجید نظامی

چیئرمین وچیف ایڈیٹر

روزنامہ "نوائے وقت" وروزنامہ "نیشن"

چیئرمین نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن

DATA ENTERED

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

قائدِ اعظمؒ کی نظر میں

محمد حنیف شاہد

ماہِ ادب ، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

☆ نام کتاب : رحمۃللعالمین قائداعظم محمد علی جناح کی نظر میں

☆ مؤلف : محمد حنیف شاہد

☆ تزئین سروق : مصورِ پاکستان اسلم کمال

☆ طباعت (ایڈیشن) : اول

☆ تعداد : ایک ہزار

☆ صفحات : 256

☆ ناشر و مہتمم : سہیل اشرف خان

☆ مطبع : معراج دین پرنٹرز

☆ قیمت : -/250 روپے

ملنے کا پتہ

ٹیکنیکل پبلشرز

جی سی سنٹر، چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور۔

Marfat.com

ترتیب

خصوصی پیشکش:

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ عقیدت بعنوان "رحمت للعالمین" تقریر سیرت از قائداعظم محمد علی جناح (عکسی نسخہ) ۹ تا ۱۵

تعارف از مؤلف ۳۳

باب اول: قائداعظم: شخصیت اور خاندان: ۳۷

☆ ولادت، آباؤاجداد: مذہب سے شیفتگی، تعلیم وتربیت، دینی تربیت ۳۷

☆ فرمان قائداعظم: اگر کوئی چیز اچھی ہے تو عین اسلام ہے ۴۳

☆ مذہبی مسلک، قائداعظم ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی نظر میں ۴۴

☆ حلف نامہ: حصول پاکستان کیلئے ہر قسم کی قربانی کا اعادہ ۵۵

☆ قائداعظم مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر میں ۵۹

☆ قائداعظم مولانا محمد نعیم الدین کی نظر میں ۶۱

☆ اوّل وآخر مسلمان ۶۳

☆ قائداعظم مولانا حسرت موہانی کی نظر میں ۶۴

☆ حج کی ادائیگی ۶۷

☆ قائداعظم ایک مجدد تھے ۷۰

☆ قائداعظم مولانا شبیر احمد عثانی کی نظر میں: قائداعظم کا خطبات میں ذکر ۷۱

☆ وفات اور تدفین ۷۲

☆ مسلم اور ہندو مجھے دعا دیں گے ۷۴

باب دوم: اللہ کی حاکمیت: اطاعت ووفاکشی کا مرجع خدا کی ذات ۷۵

☆ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول، ایک قوم ۸۰

☆ مسلم قوم کا مددگار صرف اور صرف اللہ ہے ۸۱

18-07-08
حصہ حنیف شاہد
۵۷/۱۰

Marfat.com

☆ ملت واحدہ ۸۱

☆ خداوند کریم پر پختہ یقین: ایک ایمان افروز واقعہ ۸۴

☆ ایک اللہ، ایک کتاب، ایک رسولؐ ۸۶

☆ مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے ۹۰

☆ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ۹۱

☆ ایمان کی پختگی: اللہ پر کامل یقین ۹۳

☆ فرض کی ادائیگی: خدا کے ہاں سرخ روئی ۹۶

☆ یوم نجات: نماز شکرانہ ۹۸

☆ یوم تشکر اور مسرت ۱۰۰

☆ سجدہ شکر و تقدیر ۱۰۲

باب سوم: قرآن کریم: اعلیٰ ترین حاکم اور آخری اور قطعی رہبر ۱۰۶

☆ ہمیں کسی ''پروگرام'' کی ضرورت نہیں ہمارے پاس گذشتہ چودہ سو برس سے ''پروگرام'' موجود ہے اور وہ ''قرآن کریم'' ہے۔ ۱۰۸

☆ عبادت اور زندگی قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ۱۰۹

☆ قرآن کریم اور حدیث نبویؐ ہمارے راہنما ۱۱۲

☆ قرآن کریم: اعلیٰ ترین حاکم ۱۱۳

☆ قرآن کا پیغام ۱۱۴

☆ قرآن و سنتؐ سے راہنمائی ۱۱۵

☆ قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ۱۱۷

☆ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے راہنمائی ۱۱۸

☆ قرآن کریم آخری اور قطعی رہبر ۱۲۰

باب چہارم: عشق رسولؐ ۱۲۱

☆ لنکنز ان میں داخلہ ۱۲۱

Marfat.com

☆ وقف بل: قانون محمدی ﷺ کا از سر نو احیاء ۱۲۶
☆ مقدس بانیان مذاہب کے ناموس کا تحفظ ۱۲۷
☆ توہین انبیاء کے انسداد کا بل ۱۲۸
☆ غازی علم دین شہید کا مقدمہ اور قائداعظم کی وکالت ۱۲۹
☆ ہمارے پیغمبرؐ ایک کی اقلیت تھے! ۱۴۹
☆ یقین کی طاقت: حضور اکرمؐ کی دین مبین کی تبلیغ ۱۵۱
☆ صوم وصلوٰۃ کے تارک: خدا اور رسولؐ کے مجرم ۱۵۲
☆ درسی کتب میں سیرت رسول ﷺ کے اندارج کا مطالبہ ۱۵۳
☆ تعلیمات محمدی کا احیاء ۱۴۵
☆ خواتین اور پیغمبر اسلامؐ ۱۵۵
☆ مسلمان ایک عظیم قوم: اسوۂ حسنہؐ کی پیروی ۱۵۶
☆ اسلام ذاتوں میں امتیاز تسلیم نہیں کرتا: اسوۂ رسولؐ ایک عظیم راہنما ۱۵۷
☆ ذات پات کے امتیاز کو مٹانے کی تلقین ۱۵۸
☆ سید الانبیاء (پیش لفظ تحریر کردہ قائداعظم) ۱۵۹
☆ حصول علم امت مسلمہ پر فرض ہے: فرمان رسول اکرمؐ کی پیروی کی تلقین ۱۶۴
☆ میلاد النبیؐ کی تقریب پر پیغام ۱۶۵
☆ اسوۂ حسنہؐ کی پیروی: رمضان المبارک خیر و برکت کا مہینہ ۱۶۶
☆ ہجرت: سنت رسول اکرم ﷺ کا اتباع ۱۶۸
☆ اسوۂ حسنہؐ کی پیروی کی تلقین ۱۷۱
☆ رواداری اور حسن سلوک: حضور اکرمؐ کی روشن مثال ۱۷۲
☆ ایمان کا رشتہ: تعلیمات رسول اکرم ﷺ کی پیروی ۱۷۳
☆ عفو درگزر کی تلقین ۱۷۵
☆ میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید سے خطاب ۱۷۷

Marfat.com

باب پنجم:۔ مملکت خداداد پاکستان: ایک خداوندی تحفہ ۱۸۰
☆ پاکستان کا منشاء اور مقصود ۱۸۰
☆ پاکستان کا مطالبہ: اسلام کا مطالبہ ۱۸۰
☆ پاکستان کا قیام (وجود) ۱۸۰
☆ پاکستان صدیوں سے موجود ہے ۱۸۱
☆ پاکستان پہلے سے موجود اور سرگرم عمل ہے ۱۸۲
☆ پاکستان کا مطلب: اسلام کی عظمت ۱۸۳
☆ پاکستان کے حصول کے بغیر مسلمانوں یا اسلام کا نام ونشاں باقی نہیں رہے گا ۱۸۳
☆ پاکستان کے بغیر مسلمان اور اسلام۔ دونوں تباہ ہو جائیں گے ۱۸۴
☆ پاکستان کے بغیر اسلام کا دفاع ناممکن ہے! ۱۸۴
☆ ایک انگریز مسلمان ہو کر پاکستان کا مطالبہ کیوں نہیں کرتا ۱۸۵
☆ مملکت خداداد پاکستان: قائداعظم اور مولانا شبیر احمد عثمانی کو حضور اکرمؐ کی بشارت ۱۸۶
☆ پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ ۱۹۰
باب ششم: پرچم ستارہ وہلال: پاکستان کا پرچم: اسلام کا پرچم ۲۱۴
☆ اسلامی جھنڈا ۲۱۴
☆ تیرہ سو سالہ جھنڈا ۲۱۵
☆ پاکستان کا پرچم ۲۱۵
باب ہفتم: محمد حنیف شاہد ۲۱۷
☆ مؤلف کا تعارف اور تصانیف کی تفصیل
کتابیات واشاریہ ۲۳۱

خصوصی پیشکش:

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں نذرانۂ عقیدت

بعنوان

رحمت للعالمین ﷺ
تقریر سیرت
از
محمد علی جناح

Marfat.com

سرکار دو عالم حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام

☆ خالق کائنات اللہ رب العزت سورۃ الاحزاب (۳۳:۵۶) میں ارشاد فرماتے ہیں:
"بے شک! اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں:
اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو:

☆ حضور سرور کائنات فخر دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:
"جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، ملائکہ (فرشتے) اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، جب تک وہ مجھؐ پر درود بھیجتا رہے۔" (احمد و ابن ماجہ)

☆ "جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔" (مسلم)

☆ "قیامت کے روز میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔" (ترمذی)

☆ "اگر کوئی شخص کتاب میں مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو فرشتے اس وقت تک اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ کتاب میں سے میرا نام حذف نہ ہو جائے۔" (مسلم ورلڈ جولائی ۱۹۳۵، جلد ۲۵، عدد ۳، صفحہ ۲۳۳)

طالب دعا
محمد حنیف شاہد
مؤلف

Marfat.com

رَحْمَتُ لِلْعَالِمِينْ ﷺ

1935ء کے آغاز میں ''ختم نبوت'' کا مسئلہ شدت اختیار کر گیا۔ اسی زمانے میں علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے ''اسلام اور قادیانیت'' اخبار ''لائٹ'' اور ''سٹیٹس مین'' (10 جون 1935ء) کے نام مکاتیب کے علاوہ پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام مکتوب (21 جون 1936ء)، ''اسلام اور احمدیت'' (جنوری 1936ء) اور "Jewish Integrity Under Forman Rule" (Written on 22nd June, 1935) تحریر فرمائے۔ پنڈت نہرو کے نام مکتوب میں آپ نے دوٹوک الفاظ میں لکھا:

"I have no doubt in my mind that the 'Ahmadis' are 'Traitors' both to Islam and to India."[1]

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اُن دنوں انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (جو انجمن کی جنرل کونسل کے رکن تھے) اور قادیانی تھے انجمن کے اجلاس کے دوران حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ جب انجمن کی جنرل کونسل کے اجلاس میں مسئلہ ختم نبوت اٹھا تو علامہ اقبال نے تحریک پیش کی کہ انجمن حمایت اسلام واضح اور غیر مبہم طور پر اعلان کرے کہ آئندہ انجمن کا کوئی رکن قادیانی نہیں ہوگا۔ نیز یہ کہ انجمن ختم نبوت کے حوالے سے اپنی پالیسی کا اعلان خصوصی طور پر اخبارات میں کرے۔

چنانچہ جنرل کونسل نے 2 فروری 1936ء کو اخبارات کیلئے جو اعلان ارسال کیا اس میں لکھا:

1- Speeches, Writings & Statements of Iqbal, compiled by L.A. Sherwani, Lahore, Iqbal Academy, 1977, Page 200

Marfat.com

''دین حقہ اسلام کے قبول کرنے والوں کا نام حضرت ابراہیم نے ''مسلم'' رکھا۔ یہی اسلام خاتم النبین، افضل المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ مکمل اور کامل ہو گیا اور ہدایت کی نعمت خدائے پاک کی طرف سے اس پیغام کے ساتھ مکمل ہوگئی جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچایا گیا اور جس کا نام ''قرآن مجید'' رکھا گیا۔ 1

قرآن اور مسلمانوں کی دینی تاریخ ____ اس امر کی شاہد ہیں کہ مسئلہ ''ختم نبوت'' دین اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور تمام اسلامی فرقے اس امر پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ دین مکمل ہو گیا اور اصول خاتمیت کی کوئی تاویل گوارا نہیں کی جا سکتی۔ سب فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ہستی پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں بحیثیت نبی ظاہر نہیں ہو سکتی اور خواہ ان کے مابین کتنے ہی ضمنی یا فروعی اختلافات کیوں نہ ہوں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے قائل ہونے کی حیثیت سے قرآن پاک کو آخری وحی ماننے کی حیثیت سے اسلام کا جزو ہیں۔ انجمن حمایت اسلام اپنے دائرے میں ہر ایسے مسلمان کو لیتی رہے گی۔'' 2

اسی زمانے میں سید سرور شاہ گیلانی، ناظم تحریک تنظیم مساجد لاہور نے ''ختم نبوت'' کے حوالے سے برصغیر کی نامور اور مقتدر شخصیات کی طرف سے نہ صرف بیانات جاری کروائے بلکہ ان سے لیکچروں کا اہتمام بھی کیا اور بعد ازاں اُن لیکچروں کو کتابچوں کی صورت میں تحریک کی جانب سے شائع کیا۔ ان میں سرفہرست نام محمد علی جناح کا تھا۔ ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

** رحمت للعالمین از محمد علی جناح

** میر حجاز از مولانا ظفر علی خاں

1۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ 132

2۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحات 132 تا 133

** یہ تمام کتابچے راقم کے ذاتی کتب خانے میں (مطبوعہ صورت میں) موجود ہیں۔

Marfat.com

** ختم نبوت از علامہ ڈاکٹر محمد اقبال/علامہ عبداللہ یوسف علی اور مرزا سر ظفر علی جج پنجاب ہائی کورٹ لاہور۔

** سرورِ دو عالم از ڈاکٹر محمد عالم بار ایٹ لاء

** نور کامل از علامہ عبداللہ یوسف علی

** ظہور قدسی از چودھری افضل حق

** پیغمبر اسلام از چودھری چھوٹو رام

''رحمت للعالمین'' جیسا کہ فہرست سے مترشح ہے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ وہ تقریر سیرت ہے جو محمد علی جناح (اس وقت قائداعظم کا خطاب آپ کے نام کے ساتھ نہیں لگا تھا) نے انگریزی میں پیش کی لیکن بعد ازاں سید سرور شاہ گیلانی، ناظم تحریک تنظیم مساجد لاہور نے اس کا اردو ترجمہ کتابچے (پمفلٹ) کی صورت (مشتمل بر سولہ صفحات) میں شائع کیا۔ انگریزی ٹیکسٹ تو ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی البتہ اردو ترجمہ ہم نہایت فخر وانبساط کے ساتھ شمع رسالتؐ کے پروانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی (پہلی بار) سعادت حاصل کر رہے ہیں (واضح رہے کہ اس کی دوسری کاپی مطبوعہ شکل میں بہاولپور یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے، اس امر کا اظہار مرحوم ومغفور مولانا صلاح الدین مدیر اعلیٰ تکبیر نے کیا تھا، انہیں یہ کتابچہ دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی) اصل ٹیکسٹ پیش خدمت ہے:

> ہم برادر عزیز صنوبر خاں کے دلی طور پر ممنون اور شکر گذار ہیں جنہوں نے ہماری خصوصی درخواست پر ''رحمتؐ للعالمین'' کے عکسی فوٹو گراف تیار کیے جس کے نتیجے کے طور پر یہ نایاب اور بیش قیمت ''تحفہ'' آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے خداوند بزرگ وبرتر انہیں اجر عظیم عطا فرمائے!

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا ہے کہ سید سرور شاہ گیلانی (علیگ) نے یہ سلسلۂ تقاریر اس وقت شروع کیا جب تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم زوروں پر تھی نیز فتنہ

Marfat.com

قادیانیت بھی ملت اسلامیہ کیلئے دردسر بنا ہوا تھا اور سادہ لوح مسلمان اس کا شکار ہو رہے تھے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی زیر نظر تقریر سیرت صلی اللہ علیہ وسلم ''رحمت للعالمین'' کے آخری پیرا میں آقائے نامدار سرور دو جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''پیغمبر آخرالزمان'' اور ''رحمت للعالمین'' کے معزز القابات سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور وقتوں کیلئے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورودِ مقدس اس وقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں سے وہ حقائق و معارف کے تمام امور کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اس لیے ہمارے ''پیغمبر آخرالزمان'' کو ''رحمت للعالمین'' کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا''۔[1]

یہ عجیب اتفاق یا حسن اتفاق ہے کہ فروری 1936 میں بحیثیت صدر انجمن حمایت اسلام لاہور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے یہ تحریک پیش کی کہ ''انجمن واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرے کہ آئندہ انجمن کا کوئی رکن قادیانی نہیں ہوگا۔[2]

مئی 1945 میں قائداعظم محمد علی جناح نے اس ضمن میں اپنے موقف کی وضاحت بذریعہ مکتوب مرقومہ 5 مئی 1944ء کے ذریعے کردی تھی لیکن 10 جون 1944ء کو سری نگر سے مسلم لیگ اور قادیانیوں کے بارے (رکنیت مسلم لیگ) میں حسب ذیل بیان اخبارات کو جاری کرنا پڑا: مقصد یہ تھا کہ کوئی قادیانی مسلم لیگ کا رکن نہیں بن سکتا:

1۔ رحمت اللعالمین تقریر سیرت اور محمد علی جناح۔ صفحہ 16

2۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ 132

Marfat.com

”میں نے دیکھا ہے کہ اخبارات کے بعض حلقوں میں پھر اکبر علی ایم۔ ایل۔ اے کے ساتھ میری ملاقات کے ضمن میں بہت سے الجھاؤ پیدا کیے جا رہے ہیں اور غلط ترجمانی ہو رہی ہے۔ میں اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی ملاقات کے دوران ان پر پھر یہ واضح کر دیا تھا کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کا تعلق ہے ہم اپنی تنظیم کے دستور کی (متعلقہ) شق کے تابع ہیں اور میں اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا کہ اس بات کی نشاندہی کر دوں کہ اپنے دستور کے مطابق آل انڈیا مسلم لیگ کی ابتدائی شاخ کی رکنیت کے امیدوار کو مسلمان ہونا چاہیے، وہ برطانوی ہند کا باشندہ ہو اور اس کی عمر 18 برس سے کم نہیں ہونی چاہیے۔

یہ بالکل نادرست ہے کہ میں نے ناظر امور عامہ خارجہ، قادیان کا مکتوب موصول ہونے پر کسی ایسی بات سے اتفاق کیا ہو کہ دستور سے انحراف کرنا میرے اختیار میں ہے۔ میں نے اپنے مکتوب مرقومہ 5 مئی 1944ء میں اپنے موقف کی وضاحت کر دی تھی۔“[1]

(اورینٹ پریس، دی ڈان 11 جون 1944ء)

علامہ اقبال اور قائداعظم کے بیانات سے واضح ہو گیا ہے کہ دونوں زعما قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، لاہور، بزم اقبال، 1998ء، صفحہ 314

Marfat.com

فرمان قائداعظم

''ہم کو چاہیئے کہ اپنی مقدس کتاب ـــــــ قرآن مجید کی تعلیم کی طرف رجوع ہو جائیں۔ ہم کو احادیث اور اسلام کی زبردست روایات پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر ہم قرآن مجید کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور احادیث نبویؐ اور اسلامی روایات کو صحیح طور پر سمجھیں تو ہماری راہنمائی کے ان میں تمام احکامات اور ہدایات موجود ہیں!''

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ 90

Marfat.com

رحمۃ للعالمین

تقریر سیرت

مسٹر محمد علی جناح

سید سرور شاہ گیلانی (علیگ)

دفتر تنظیم مساجد۔ محلہ مصری شاہ۔ لاہور
ہدیہ تقریر ۵ روپیہ فی ہزار۔ چھ روپیہ فی صد۔ علاوہ محصولڈاک

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمۃ للعالمین

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والصلوۃ کے سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ تھے۔ بائبل اور تورات کے بیان کے مطابق ان کے ہاں بارہ لڑکے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا۔ جن کی اولاد عرب کے صوبہ حجاز میں آباد ہوئی اہلِ عرب قیدار کی اولاد ہیں۔ تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں۔ کہ حضور آقائے عرب وعجم کا سلسلہ نسب عدنان سے ملتا ہے۔ جو چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیلؑ سے جا کر ملتے ہیں۔ اور اس حقیقت سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ کہ حضورؐ کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم کی نویں پشت میں نضر بن کنانہ کا نام ملتا ہے۔ جو قریش مکہ کے مورث اعلےٰ تھے۔ گویا شرافت اور

Marfat.com

وجاہت کے اعتبار سے بھی حضورؐ کا خاندان معزز اور باوقار تھا جغرافیہ کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ جزیرۃ العرب براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ جہاں تین براعظم ایشیا۔ یورپ اور افریقہ آپس میں ملتے ہیں۔ آفتاب اسلام کی ضیا باریوں سے بیشتر دنیا جہالت اور خود ناشناسی کی تاریکیوں میں روپوش تھی۔ اور عرب کی حالت کا تو پوچھنا ہی کیا۔ وہاں پر لوگوں کا جُدا جُدا اور مختلف مذاہب پر اعتقاد تھا۔ لیکن بُت پرستی سب میں مشترکہ چیز تھی حتےٰ کہ کعبہ مقدس میں بھی ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ عیسےٰؑ اور مریم صدیقہؑ کے بتوں کی بے محابہ پرستش ہوتی تھی۔

عہد جاہلیّت

عرب لوگوں کی زندگی کا دارو مدار تیغ آزمائی پر تھا۔ اور اور چونکہ وہ ایسی ہی فضا میں پلتے تھے۔ اسلئے خونخواری اور سفاکی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ ان کے دن رات کے چوبیں گھنٹے باہمی جنگ وقتال میں صرف ہوتے تھے۔ اور ذراسی بات

پر تلوار میان سے تڑپ کر نکلتی تھی۔ اور دم بھر میں کشتوں کے پشتے لگ جاتے تھے۔ ان حالات میں انسانی خون کی پاکیزگی کا کسے خیال آسکتا تھا۔ اسکے علاوہ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینا۔ شراب اور عیاشی کی گود میں زندگی بسر کرنا ایسے واقعات ہیں جن پر تاریخ عالم کے اوراق گواہ ہیں۔ مولانا حالیؔ علیہ الرحمۃ نے اس صورت حالات کا نقشہ کن موثر الفاظ میں کھینچا ہے۔

جُوا ان کی دن رات کی دل لگی تھی شراب انکی گُھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا۔ غفلت تھی۔ دیوانگی تھی غرض ہر طرح انکی حالت بُری تھی

ولادتِ قدسی: لیکن یہ قانون قدرت ہے کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور پیچھے نہیں ہوتیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہلہاتی ہوئی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ اور قدرت پھر ایک دفعہ دلفریب دلہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔

طلوع اسلام: اسی طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں

Marfat.com

ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا۔ جسکی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہگذروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا۔ یعنی ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ میں آفتاب رسالت کا طلوع ہوا۔ آپؐ کے والد محترم عبداللہ آپکی پیدائش سے پہلے ہی اس جہان سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور آپ ابھی چھ سال کے ہی تھے کہ آپ ماں کی شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔ یہی نہیں۔ بلکہ جب آپکا سن شریف آٹھ سال کا تھا۔ آپکے دادا عبدالمطلب نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ اور آپ کی پرورش کا تمام بوجھ آپؐ کے چچا ابوطالب کو برداشت کرنا پڑا۔ اس دوران میں اور جوانی کے آغاز تک آپ گلہ بانی کا کام کیا کرتے تھے۔ گویا اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ آپ جس طرح بھیڑوں اور بکریوں کو درندوں اور خونخوار جانوروں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ انسانیت کے گلہ کے بھی راعی ہیں ۱۴ سال کی عمر میں آپ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام کو بغرض تجارت تشریف لے گئے۔ اور اس کے چند سال بعد سرزمین عرب میں قریش اور بنی قیس میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ حضور

Marfat.com

مخزدو عالم نے اس خونریزی کو دیکھا۔ اور آپ کے حساس دل پر گہرا اثر ہوا، اور آپ نے حق و صداقت کو بلند رکھنے اور امن عامہ کی حفاظت کا تہیہ کر لیا۔ اور بالآخر آپ فریقین میں صلح وصفائی کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ تاریخ میں اس صلح کو حلف الفضول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس کی رو سے کمزوروں اور مظلوموں کی امداد اور حفاظت کا عہد کیا گیا۔

آپؐ جب وقت سن بلوغت کو پہنچے۔ تو آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی اقتدا میں تجارت شروع کر دی۔ آپ کی دیانت، صداقت خلوص اور ایمانداری سے حضرت خدیجہؓ اس قدر متاثر ہوئیں۔ کہ انھوں نے آپؐ کو معمول سے دگنا حصّہ دینے پر اصرار کیا۔

اصحاب فیل کا واقعہ

یہاں پر تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تمام واقعات کو رقم کرنے کی گنجائش نہیں لیکن ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپؐ کی ولادت

Marfat.com

کے سال میں یمن کے عیسائی حاکم ابرہہ نے اپنے دارالخلافہ میں ایک عظیم الشان گرجا اس ارادہ سے تعمیر کیا کہ خلق خدا کا اژدہام کعبہ کی بجائے اس گرجا میں ہو. تاکہ کعبہ کی روحانی اور دنیاوی عظمت کا قصر رفیع زمین پر آرہے دراصل اس عزم مشومہ کی تہ میں تثلیث کو کامرانی اور کامیابی سے ہمکنار دیکھنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے ارادے سے کعبہ پر ایک جرار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ٹھیر گیا۔ اور اہل مکہ کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنے کے لئے ایلچی روانہ کر دیا۔ اسی اثنا میں ابرہہ کے سپاہیوں نے عبدالمطلب کے بہت سے اونٹوں کو قبضہ میں لے لیا۔ حضرت عبدالمطلب اس سلسلہ میں اس کے پاس چل کر آئے۔ ابرہہ ان کی عظمت و جلالت کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ اور ان کی تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ اس کا خیال تھا کہ عبدالمطلب الحاح و زاری سے کعبہ کے استحفاظ کی درخواست کرینگے۔ لیکن اس کی امیدوں کے برعکس عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی واپسی کا

۷۶۵۷۹

Marfat.com

مطالبہ کیا۔ اس پر ابرہہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ آپ کو اپنے اونٹوں کی تو بڑی فکر ہے۔ مگر کعبہ کے متعلق جس کو میں گرانے آیا ہوں۔ آپ کو کوئی فکر ہی نہیں"۔ عبدالمطلب نے بلا جھجک جواب دیا۔ کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ مجھے ان کی حفاظت مطلوب ہے کعبہ کا مالک خود اپنے گھر کی حفاظت پر قادر ہے۔ اور وہی اس کا بندوبست کرے گا۔" ازبسکہ قریش ابرہہ کے قشون قاہرہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھے۔ اسلئے وہ گردونواح کی پہاڑیوں میں روپوش ہوگئے۔ عبدالمطلب کعبہ کو چھوڑنے سے پہلے کعبہ میں گئے۔ اور اس کی چادر کو تھام کر یوں دعا کی "اے اللہ یہ تیرا گھر ہے۔ ہم اس کی حفاظت سے عاجز ہیں تو اپنے گھر کا آپ نگہبان ہو۔" یہ کہکر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اور مورخین کا اتفاق ہے کہ ابرہہ کی فوج پر اتنی زبردست تباہی آئی۔ کہ اس کے لشکر کا کثیر حصہ تباہ و برباد ہوگیا۔ باقی ماندہ بے سروسامانی میں تتر بتر ہوگیا۔ قرآن حکیم میں بھی مندرجہ ذیل آیات بینات میں اس واقع کی طرف اشارہ ہے

الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل. الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیراً ابابیل. ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول۔

صحرائی تربیت

عرب شرفا میں دستور تھا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو چھاتیوں سے دودھ پلانے کی بجائے انھیں دیہات کی تندرست عورتوں کے سپرد کر دیتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے چند دن بعد تک آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اور اس کے بعد چند دن ثوبیہ نے جو ابولہب کی لونڈی تھیں۔ آپ کو دودھ پلایا۔ زاں بعد آپ حلیمہ سعدیہؓ کی تحویل میں دے دیے گئے۔ دو سال بعد آپ پھر اپنی والدہ مکرمہ کے پاس تشریف لے آئے۔ لیکن فوراً ہی پھر دیہات میں بھیج دیے گئے۔ کیونکہ مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی۔ آپ چھ سال تک دائی حلیمہ کے گھوارہ میں پرورش پاتے رہے۔ اور اسکے

بعد واپس تشریف لے آئے۔ اس دوران میں آپ کی والدہ محترمہ مدینہ کی طرف اپنے خاوند کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر رہی تھیں۔ کہ راستہ میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد آنحضرتؐ کی خبر گیری کا بار آپکے دادا عبد المطلب نے اپنے ذمہ لے لیا۔ بچپن سے ہی آنحضرت میں محبت۔ امانت اور صداقت کے جوہر نمایاں تھے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی امانت اور دیانت سے اس قدر متاثر ہوئیں۔ کہ انھوں نے خود آپکے حبالۂ عقد میں آنے کی خواہش ظاہر کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر عرب کے بڑے بڑے سردار حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کر چکے تھے۔ جسے آپنے رد کر دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ

شادی کے وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اور حضرت خدیجہؓ آپ سے پندرہ سال بڑی یعنی چالیس کی تھیں لیکن عمر میں اس تفاوت کے باوصف ان کی آپس میں بجید

Marfat.com

محبت تھی۔ حالانکہ اُس وقت ہر شخص کو اجازت تھی۔ کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہے شادی کر لے۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہ کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔ وہ لوگ جو کور باطن سے حضور صلعم کی شادیوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وہ خدارا بتلائیں۔ کہ ایک شخص جو عین شباب کے عالم میں ایک چالیس سالہ بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ اور اسکی زندگی میں دوسرے نکاح کا دل میں خیال تک نہیں لاتا۔ کیا اس کے متعلق بد باطن سے بد باطن شخص بھی کہہ سکتا ہے کہ اس کی بعد کی شادیوں میں دنیاوی دلچسپیوں کو دخل حاصل تھا شادی کے پندرہ سال بعد آپ کو منصب نبوت عطا ہوا۔

حضرت خدیجہؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آنحضرتؐ کے قلب مبارک کی عمیق ترین گہرائیوں سے واقف نہیں تھا۔ انھوںؓ نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو خلوتوں میں باریک نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اور جس وقت آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؓ سے اپنے منصب نبوت کا ذکر کیا۔ وہ آپ کی

Marfat.com

دیانت کو جانتی ہوئی فوراً آپ پر ایمان لے آئیں۔

صلح و امن کا داعی

شادی کے کچھ عرصہ بعد مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا جس سے لوگوں پر آپکی معاملہ فہمی اور اصابت رائے کی دھاک بیٹھ گئی اس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور جسوقت سنگ اسود کو اسکی اصلی جگہ رکھنے کا سوال درپیش ہوا۔ تو ہر ایک قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا تھا۔ کہ وہ سنگ اسود کو اسکی جگہ نصب کرے۔ اس قبائلی نزاع کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے تھے۔ بالآخر یہ طے ہوا۔ کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو۔ وہ اس جھگڑے کو جس طرح چاہے چکا دے۔ خوبیٔ قسمت سے سب سے پہلے جو شخص کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہوا۔ وہ حضرت محمدؐ تھے۔ اس سے سب بہت خوش ہوئے۔ اگر آپ چاہتے تو خود سنگ اسود کو اٹھا کر اسکی جگہ نصب کر دیتے۔ مگر آپکی طبیعت میں خود غرضی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ چنانچہ آپنے اپنی چادر مونڈھوں سے اتار کر زمین پر بچھا دی۔ اور تمام قبیلوں کو چادر کے کونے پکڑنے کو کہا۔

Marfat.com

اور خود بعد میں اُسے اٹھا کر اپنی جگہ نصب کر دیا۔ اور اس طرح ملک عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات مل گئی۔ اس واقعہ سے آنحضرت کی معاملہ فہمی۔ وسعت خیال اور بین القبائل رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

سیرت اور اخلاق کا معجزہ

حضورؐ کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاذب نظر ہیں پہلے تو یہ کہ آپ امّی محض تھے لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اسی امّی نے علم و حکمت تمدن و معاشرت کا وہ عظیم الشان مینار تعمیر کیا۔ جسکی روشنی نے جہالتوں۔ اور تاریکیوں کے تمام پردے چاک چاک کر دئے۔ دوسرے یہ کہ آپنے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کئے۔ جسمیں شراب خوری بُت پرستی اور عیاشی کا دَور دَورہ تھا لیکن آپکا دامن ان آلائشوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپکے بدترین دشمن کو کبھی آپکی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر آپکی زندگی سراسر معجزہ تھی۔ اور ہر وہ شخص جس نے حضورؐ کی زندگی کا بہ نظر تعمق مطالعہ کیا ہے۔ ابوطالب کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گا۔

"میں نے محمدؐ کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سُنا اسکے لب کبھی غیر مہذب

Marfat.com

اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے! اور وہ آجتک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھا"

حضرت محمد صلعم کی زندگی ضبط نفس۔ پاکیزگی۔ اور صداقت کا نمونہ تھی۔ آپ نے اپنی ضروریات کو اپنے خاندان کی ضروریات پر کبھی بھی مقدم نہ جانا۔ آپکا خاندان تمام عرب بھر میں موقر اور معزز تھا جب کبھی قریش آپ پر معترض ہوتے اور مخالفت کرتے تھے۔ تو آپ انھیں برملا کہا کرتے تھے کہ "اے قریش! میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے بسر ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ تو سہی کہ کیا تم نے اس عرصہ میں مجھ میں کوئی بھی نقص دیکھا"

یہ چیلنج آج بھی اسی طرح مشرق و مغرب میں گونج رہا ہے۔ اور حضور کے بدترین دشمن کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ آپ کی زندگی کے کسی ایک واقعہ پر بھی حرف گیری کر سکے۔

بچپن میں ہی لوگ حضور صلعم کی شخصیت سے اسقدر متاثر تھے کہ وہ آپ کو "الامین" کے معزز خطاب سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ "الامین" کا مفہوم محض روپیہ پیسہ میں امانت تک ہی محدود نہیں بلکہ صداقت کے ہم گیر مفہوم کے مترادف ہے۔

اولاد:۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ آپکے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام قاسمؓ تھا۔ جنکی نسبت سے حضورؐ کو ابوالقاسم بھی کہا جاتا ہے۔ قاسمؓ دو سال کی عمر میں ہی آپکو داغِ مفارقت دے گئے۔ آپکی سب سے بڑی صاحبزادی زینبؓ ابوالعاص کے حبالۂ عقد میں تھیں۔ رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے ہوئی۔ لیکن آپ جنگ بدر کی فتح کے موقعہ پر انتقال فرما گئیں۔ اور بعد ازاں ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ آپکی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الکبریٰؓ تھیں جن کی اولاد تاریخ اسلام میں سید کہلاتی ہے۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عقد میں تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد میں سے صرف حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہی زندہ رہیں۔ ایک دوسری بیوی سے حضورؐ کے ہاں ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جن کا نام ابراہیمؓ تھا۔ لیکن وہ بھی عالم طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے۔ حضور کو خدیجہؓ سے بے حد الفت تھی۔ اور ان کی وفات کے بعد بھی وہ انھیں محبت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

انقلاب عظیم: اسلام کے فاتحانہ سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں خس و خاشاک کی طرح بہ گئیں۔ اور جس جگہ بت پرستی اور شرک و طغیان کی خار دار جھاڑیاں تھیں۔ وہاں گلشن توحید

Marfat.com

لہلہانے لگا۔ اسلام دنیا میں ایک پاکیزہ تہذیب کا درخشاں باب ہے۔ ایک یتیم جسکی مخالفت میں طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ جسکو گھر سے بےوطن کیا گیا۔ اور جسے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ بالآخر عزم الاموریکے طفیل ایک وحشی قوم کو فتح و نصرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بے مثل طور پر کامیاب ہوا اور جو لوگ سیاسی، معاشی، عمرانی تاریکیوں کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے وہی پاکیزگی۔ توحید، حریت۔ صداقت اور شجاعت میں ضرب المثل ہو گئے۔ ایک ربع صدی میں ایسے زبردست انقلاب کو پیدا کرنا تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ آنحضرت ایک ہی وقت میں مصلح اعظم۔ کمانڈر انچیف۔ حاکم مجسٹریٹ اور قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔

از بسکہ انسانیت جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے اس چرخ نیلوفری کے نیچے ہر ایک جگہ ایک جیسی ہے۔ اسلئے زندگی کے تمام مسائل کم و بیش ہر ایک جگہ یکساں ہوتے ہیں جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چند الٰہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مردہ قوم کو از سرِ نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جا سکتی ہے۔ اسلامی قوانین آج بھی ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی بین الاقوامی مسائل حل کر سکتے ہیں۔

حضور نبی کریمؐ کی تعلیم نے ایک ایسے سیاسی مذہب کی بنیاد رکھی۔ جس نے دہلی سے غرناطہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا۔ اور روحانی۔ دماغی۔ سوشل۔ سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشم زدن میں رفعت سے آشنا کر دیا۔ آج بھی ہمیں حضور رحمۃ للعالمینؐ کی تعلیم پکار پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ کاش کہ ہم اس آواز کو سن سکیں

حضورؐ کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف قوموں کے لئے انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی۔ اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم صلعم کا ورودِ مقدس اس وقت ہوا۔ جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں سے وہ حقائق و معارف کے تمام امور کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اسی لئے ہمارے پیغمبر آخر الزمانؐ کو "رحمۃ اللعالمین" کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هزار بار شویم دهن بمشك و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں کیا اور میری ہستی اور بساط کیا، جب اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے سرکار دو عالم، فخر کون و مکان، آقائے نامدار حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے مسلمانو (ایمان والو) تم بھی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو'' تو میں یہ لکھتے ہوئے نہایت فخر اور خوش قسمتی محسوس کرتا ہوں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گہنگار امتی ہوتے ہوئے یہ سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''ذکر خیر'' کرنے کی جسارت کر رہا ہوں بالواسطہ یا بلاواسطہ!

جہاں تک براہ راست حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا تعلق ہے، انشاء اللہ کم از کم چھ کتب کا سیٹ ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ ابتدائی طور پر کچھ کام مضامین کی صورت میں شروع ہو چکا ہے۔ مسالہ (مواد الحمدللہ) تیار ہے، انشاء اللہ باذن اللہ عنقریب یہ مبارک کام شروع ہو جائے گا۔ فی الوقت بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے حوالے سے سیرتِ مبارکہ بعنوان ''رحمت للعالمینؐ قائداعظم کی نظر میں'' پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

گزشتہ تین دہائیوں میں مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں جس قدر تحقیقی کام ہوا ہے وہ سابقہ دو دہائیوں میں شائع ہونے والی کتب اور رسائل و جرائد کی نسبت بہت زیادہ جامع، جاندار اور وقیع ہے۔ خاص طور پر 1976ء اور 1977ء میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی

Marfat.com

کانگریسوں کے مواقع پر شائع ہونے والی کتب اور اخبارات ورسائل کے خصوصی ایڈیشن کی مثال نہیں ملتی۔ یہ کانگریس دونوں زعما کے صد سالہ جشن ولادت کے مبارک موقعہ پر منعقد ہوئیں۔

اس کے علاوہ تادم تحریر سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ہونے والی کانفرنسوں کی تحریریں (پڑھے گئے مضامین ومقالات) اور مطبوعات جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں ان دونوں زعما اور محسنوں کی شخصیت، سیرت، کردار اور خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور قریباً ہر گوشے پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس قدر کتب ورسائل چھپنے کے بعد یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور مقام مسرت ہے کہ نئے نئے پہلو اور گوشے بے نقاب ہو رہے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت اور سیرت وکردار کا ایک گوشہ اور پہلو جو بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس پر بہت پہلے سرکاری سطح پر کام ہونا چاہیے تھا، ریسرچ سکالرز کی نظروں سے اوجھل رہا اور وہ ہے ''اسلام اور قائداعظم''۔ اس موضوع پر چند مضامین مقالات تو لکھے گئے لیکن جامع اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ یا تو اس موضوع کو مشکل سمجھ کر نظر انداز کیا گیا۔ دوسری وجہ موضوع پر مواد ____ خاطر خواہ مواد کی نایابی ہوسکتی ہے، تیسری وجہ اور تیسرا سبب ''مصلحت'' بھی ہوسکتا ہے۔ بہر حال جو بھی اسباب ہوں یہ موضوع تشنہ رہا۔ خداوند بزرگ وبرتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق مرحمت فرمائی اور میں نے 1976ء میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کے مبارک موقعہ پر ''اسلام اور قائداعظم'' کے عنوان سے ایک کتاب ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کی۔ اس کا خوب صورت اور اضافہ شدہ ایڈیشن 1992ء میں شائع کیا گیا جس کی رسم رونمائی ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، ڈپٹی پریذیڈنٹ (نائب صدر) مجلس شوریٰ، سعودی عرب نے ادا فرمائی۔ یہ پروقار تقریب انٹرکونٹی نینٹل ہوٹل ریاض میں منعقد ہوئی جس میں سات آٹھ اسلامی ممالک کے سفیروں نے شرکت کی۔

Marfat.com

''اسلام اور قائداعظم'' کی دوسری افتتاحی تقریب فلیٹیز ہوٹل لاہور میں جناب محمود علی کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں علامہ اقبال اور قائداعظم سکالروں نے نہ صرف قائداعظم محمد علی جناح کو شاندار خراج عقیدت پیش کیا بلکہ اسلام کے حوالے سے بانی پاکستان کی زندگی کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کیا۔ ''اسلام اور قائداعظم'' کے بارے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ سابق صدر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے اس تحقیقی کاوش پر راقم کی قدر دانی فرمائی۔ گزشتہ جنوری میں جب راقم کی موجودہ صدر جسٹس محمد رفیق تارڑ اور محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ملاقات ہوئی اور مذکورہ بالا کتاب ان کی خدمت میں پیش کی تو دونوں نے نہایت تعریفی کلمات سے راقم کی حوصلہ افزائی کی۔

قائداعظم کی شخصیت اور سیرت و کردار کا دوسرا پہلو حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بے پناہ محبت اور عقیدت ہے۔ 1976ء سے ہی راقم نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس موضوع پر انشاءاللہ کتاب لکھوں گا۔ چنانچہ سطر سطر محفوظ کرتا رہا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قائداعظم کی جو تحریر سامنے آئی اسے حرز جاں بناتا رہا۔ مقام شکر ہے کہ اللہ رب العزت نے مجھے یہ سعادت بخشی اور ایک یادگار، نادرونایاب اور متبرک تحریر بعنوان ''رحمت للعالمینؐ: تقریر سیرت از محمد علی جناح'' اپنی اصل اور اوریجنل صورت میں زیر نظر کتاب کی زینت بن رہی ہے۔

مجھے خداوند بزرگ و برتر کی ذات سے پورا یقین ہے کہ جب یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئے گی تو نہ صرف سینکڑوں 'وطن دشمن' اسلام دشمن اور قائداعظم پر کیچڑ اچھالنے والوں کی ''برین واشنگ'' کا کام دے گی بلکہ بانی پاکستان کے خلاف غلط، بے بنیاد اور ناروا پروپیگنڈے کو دور کرنے میں ''تریاق'' کا کام دے گی۔ اس پر مستزاد یہ کہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کیلئے ایک نادرونایاب ''تحفہ'' ثابت ہوگی۔ انشاءاللہ۔

حضور سرور کائنات، فخر دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گنہگار امتی،

Marfat.com

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور تحریک پاکستان کے ایک خادم ہونے کی حیثیت سے میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت اور خوش بخت سمجھتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے مجھے توفیق عطا فرمائی اور مجھے وہ عزت اور سعادت بخشی کہ میں یہ عظیم اور تاریخی ''خدمت'' سرانجام دینے کے قابل ہوا ـــــ جو گزشتہ باون سال ـــــ قیام پاکستان سے لے کر تادم تحریر کوئی دوسرا محقق، ریسرچ سکالر، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خادم قائداعظم انجام نہ دے سکا۔

این سعادت بہ زور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

میری دلی دعا ہے کہ خداوند کریم میری اس ''پیش کش'' کو شرف قبولیت بخشے اور میرے لیے ''توشۂ آخرت'' ثابت ہو۔

برادرم حسن الدین اشرف میرے شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے اس عظیم الشان منصوبے کو زیور طبع سے آراستہ کرنے اور ملت مسلمہ کی خدمت میں پیش کرنے کا ذمہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر مرحمت فرمائے:

برادر محترم جناب اسلم کمال، مصور پاکستان جو نہ صرف ایک پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عاشق اقبال اور عاشق قائداعظم ہیں انہوں نے بخوشی کتاب کی تزئین قبول فرمائی، خدائے ذوالجلال ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا

محمد حنیف شاہد

۱۷۰۔ جہاں زیب بلاک

علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔

۲۰ جنوری ۲۰۰۰ء

Marfat.com

باب اوّل

قائداعظم: شخصیت اور خاندان

ولادت:

قائداعظم بحیثیت مسلمان کیا تھے؟ ان کی زندگی میں اسلام کو کس حد تک دخل تھا؟ اس کا اندازہ ان کی عملی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ عملی اور نظری طور پر وہ اسلام پر کس حد تک عمل پیرا تھے؟ اس کا جواب آئندہ ابواب میں دیا جائے گا۔

قائداعظم 25 دسمبر 1876ء کو اتوار کے روز پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا خاندان کاٹھیاواڑ میں رہائش پذیر تھا جہاں ہندو تہذیب کے زیر اثر عام مسلمانوں کے نام بھی ہندی و گجراتی میں رکھے جاتے تھے۔ جبکہ آپ کا نام ''محمد علی جناح'' رکھا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے خاندان پر اسلامی طرز حیات کے گہرے نقوش ثبت تھے۔ باپ کے نام کی نسبت سے ''جناح بھائی'' کے الفاظ بھی آپ کے نام کے آخر میں لگا دیئے گئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ''لنکنز ان'' میں داخلے کے وقت آپ نے اپنے نام سے ''بھائی'' کا لفظ حذف کر دیا۔1

آباؤ اجداد: مذہب سے شیفتگی:

محمد علی جناح کے آباؤ اجداد کی جن خوبیوں اور اوصاف کا ذکر بمبئی گزیٹیئر میں ملتا ہے ان میں ان کی مذہب اسلام سے بے پناہ شیفتگی اور لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ محمد علی جناح نے یہ خوبیاں اور اوصاف ورثے میں پائے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ موروثی اوصاف ان کی شخصیت میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ بمبئی گزیٹیئر رقم طراز ہے:

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ 9

Marfat.com

"His ancestors were of the Merchant clan of Khojahs, from Rajkot. The Khojahs have a great regard for their 'Religion', the tenets of which they observe faithfully. They are neat, clean, sober, thrifty, ambitious and in trade enterprising and cool and resourceful.

Muhammad Ali Jinnah was an outstanding exampler of that inheritance -- keenly competitive, sober, thrifty, enterprising, cool and resourceful in all emergencies, whether professional, political or physical and ambitious." 1

تعلیم وتربیت:

استاد محترم پروفیسر مرزا محمد منور سابق ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی پاکستان لاہور محمد علی جناح کی تعلیم وتربیت ـــــ دینی اور اخلاقی ـــــ پر اظہار خیال کرتے ہوئے "قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو" کے "مقدمہ" میں رقمطراز ہیں:

ملک حبیب اللہ صاحب نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ واضح کیا ہے کہ قائداعظم نے ابتدائی تعلیم کے دوران میں سندھ مدرستہ الاسلام کی برکت سے جو دینی اور اخلاقی تعلیم حاصل کی تھی وہ ان کے رگ وریشہ میں رچ بس گئی، زندگی کے کسی مرحلے میں بھی ان کے ایمان میں کبھی تزلزل نہ آیا۔

صوفی زدیں برآمد و زاہد ز اعتکاف! ترسا محمدی شد و عاشق ہماں کہ ہست

1- Bombay Gazetteer, Vol.9 and Part 2.

Marfat.com

اس ضمن میں ملک حبیب اللہ صاحب نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ قائداعظم کے والد بزرگوار تاجر تھے لیکن وہ سندھ مدرسۃ الاسلام میں معلم کا فرض بھی ادا کیا کرتے تھے اور وہ دیندار شخص تھے۔ میں محدود المطالعہ آدمی ہوں، میرے علم میں یہ بات پہلی بار آئی ہے، ابوفراس حمدانی کا سادہ سا شعر یاد آتا ہے جو بھرپور معنویت کا مالک ہے۔

صَنَائِع فَاق صَانِعُها فَفَاقَتْ! وَ غرّس طابَ غَارِ سُها فَطابا

(صنعتیں جن کا صانع فائق ہو، وہ فائق ہوتی ہیں۔ وہ پودا جس کا بیجنے والا پاکیزہ ہو وہ پاکیزہ ہی اگتا ہے اور نشو ونما پاتا ہے)

ملک حبیب اللہ صاحب نے جناب محمد شریف طوسی صاحب کے الفاظ میں بتایا ہے کہ قائداعظمؒ کی پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف میں کوئی تضاد نہ تھا۔ وہ جس طرح صاف ستھرے گھر سے باہر تھے ویسے ہی صاف ستھرے گھر کے اندر تھے۔ طلوع آفتاب سے بہت پہلے جاگ اٹھتے تھے، روزانہ باقاعدہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے، عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ ساتھ پڑھتے تھے، ان کی لائبریری میں درجنوں دینی کتب اور تاریخ اسلام کے بارے میں صحیفے موجود تھے۔

وہ مشکل آن پڑنے پر مصلیٰ بچھا کر اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہو جاتے تھے اور اللہ سے ہدایت و مغفرت طلب کرتے تھے۔ اس امر کے گواہ حضرت مولانا حسرت موہانی جیسے مرد مومن تھے جن کا کردار تیغ بے زنہار تھا، علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے قریبی شاگرد اور عزیز جو اپنے حلقوں میں اپنی پاکبازی کے باعث مرکز عقیدت تھے، قائداعظم کے حسن کردار اور خلوص کے قائل تھے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قائداعظم کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا کہ قائداعظم اورنگ زیب عالمگیر کے بعد براعظم پاک ہند کے سب سے بڑے مسلمان تھے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے بڑھ کر اُن کے روحانی بزرگ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قائداعظم کی قیادت پر بھرپور ایمان رکھتے تھے اور ظہور پاکستان سے

Marfat.com

تقریباً دو برس قبل سے قائداعظم کی نصرت کا مژدہ جانفزا سناتے رہتے تھے۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث کا عالم یہ تھا کہ وہ قائداعظم کو ولی اللہ کہتے تھے اور ان کو اس وقت یہ خطاب دیا جب ابھی قائداعظم سے ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی، انہوں نے بار بار برملا ارشاد فرمایا کہ وہ قائداعظم کے ادنیٰ سپاہی ہیں۔۔۔ اور یاد رہے کہ یہ سارے بزرگ علم و فضل کے درجہ بلند پر فائز تھے۔

ایک بات حیران کن ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کی ساری وسیع سرزمین میں وہ اہل علم و فضل جن کے دل زندہ تھے، وہ سب قائداعظم کے ساتھ تھے اور جن کے دلوں پر تعقل حاوی تھا وہ رمز تک نہ پہنچے۔

عشق فرمودہ قاصد پہ سبک گام عمل!
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی! 1

محترم رضوان احمد مشہور مصنف و مورخ، حضرت قائداعظمؒ پر جن کی شخصیت ایک اتھارٹی ہے، اپنی کتاب ''حضرت قائداعظمؒ کے ابتدائی تیس سال'' کے صفحہ 65 پر محترمہ شیریں بائی جناح کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے والد جناح پونجا مشن اسکول کے معلم تھے مگر بیٹے کو اسکول میں داخل کرنے کا وقت آیا تو اس کو مشن سکول کی بجائے سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل کرایا۔ ''پونجا جناح'' صرف تاجر ہی نہ تھے معلم بھی تھے۔ بچپن کی تعلیم اور اس کے اثرات سے آگاہ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایک بچے کی ذہنی ساخت اور کردار سازی میں کون کون سی چیزیں دخیل ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کا ہاتھ بٹانے والے بھی تھے جنہوں نے کراچی میں سندھ مدرستہ الاسلام کے قیام کی ضرورت محسوس کی اور اسے قائم کیا۔ وہ خود گھر پر بچوں کو ''قرآن شریف'' پڑھاتے تھے اور ماں بچوں کو ''مذہبی تاریخی'' کہانیاں سنایا کرتی تھیں۔ سندھ مدرستہ الاسلام

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو مولفہ ملک حبیب اللہ، لاہور گوہر سنز ۱۹۹۸، صفحات ۶، ۷

Marfat.com

میں محمد علی کا داخلہ 4 جولائی 1887 کو انگریزی کی پہلی جماعت میں ہوا۔

حضرت قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب کے ایچ خورشید کی اہلیہ محترمہ ثریا خورشید کو محترمہ فاطمہ جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے مادر ملت پر ایک کتاب ''محترمہ فاطمہ جناح کے شب وروز'' لکھی۔ اس کے صفحہ 168 پر تحریر ہے کہ مس فاطمہ جناح نے فرمایا کہ:

''بچے کو بنیادی طور پر اپنے مذہب سے لگاؤ ہونا چاہیے۔ بچپن میں اس کے دل میں مذہب کی محبت اسے کبھی بھٹکنے نہ دے گی۔ اب قائداعظم کے مخالف ہمیشہ انہیں مغربی تہذیب کا دلدادہ سمجھتے تھے، ان کی خوش پوشی اور روانی سے انگریزی بولنے کی مہارت سے غلط اندازے لگاتے تھے لیکن بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ قائداعظمؒ صحیح راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ''انہیں اپنے مذہب سے والہانہ عقیدت تھی۔'' اس لئے ہندو انہیں خرید نہ سکا اور نہ ہی انگریز کو یہ جرات ہوئی کہ ان کے نظریات بدل سکے۔ اس کے باوجود انہوں نے کبھی ایک مذہبی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔''[1]

دینی تربیت:

قائداعظم کی دینی تربیت کے متعلق ملک حبیب اللہ لکھتے ہیں:

''غازی صاحب کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے قائداعظمؒ کی دینی تربیت فرمائی ہے اور اس راز سے میں نے پہلی دفعہ دنیا کو اسناد اور ثقہ روایات کے ذریعہ آگاہ کیا جس کی تفصیل میری تصنیفات ''مشاہدات وواردات'' ''تعمیر پاکستان وعلماء ربانی'' اور ''سیرت اشرف'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں قائداعظم کے عقیدہ، طریق کار، تدفین وغیرہ کے متعلق بھی ان کی زبانی نہایت اہم معلومات حاصل ہوتی رہیں جن کا ذکر متذکرہ صدر تصنیفات میں آ چکا ہے۔ اسی

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو مولفہ ملک حبیب اللہ، لاہور، گوہر سنز ۱۹۹۸ء صفحات ۷۲،۷۳

Marfat.com

دوران میں میرے نیاز مندانہ تعلقات شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ، محقق اسلام مولانا سید مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی دکن، حضرت مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا ظفر احمد عثمانی، صدر شعبہ دینیات ڈھاکہ یونیورسٹی، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور و دیگر اکابرین و بزرگان دین قائم ہو چکے تھے۔

جناب غازی کے بارے میں جیسا کہ عرض کیا گیا ہے یہ صاحب اتنے صاحب فراست تھے کہ آنے والے واقعات کی دس دس سال قبل، اس طرح سے اپنی مجلس یا خطوط میں پیش گوئی کرتے تھے گویا کہ وہ ان واقعات کے عینی شاہد ہوں۔ چنانچہ 1929ء کے خطوط میں دوسری جنگ عظیم کے اور 1947ء کے خطوط میں پاکستان کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا وہ دس دس سال بعد ہم نے بچشم خود پورا ہوتے دیکھا۔

غازی صاحب شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بڑے منظور نظر تھے اور علماء اشرفیہ کے بڑے مداح اور معتقد! --- غازی صاحب جب بھی ضرورت سمجھتے قائداعظم سے صرف اپنے تاثرات بیان کر دیتے اور وہ جس طرح مناسب و موزوں سمجھتے اس پر عمل کرتے۔ مثلاً سر فیروز خان نون جب وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل سے استعفیٰ دے کر سیدھے قائداعظمؒ کی قیام گاہ پر کوئٹہ پہنچے تو انہوں نے اپنا وزٹنگ کارڈ اندر بھیجا۔ غازی صاحب بھی اس وقت وہیں موجود تھے انہوں نے قائداعظم سے صرف اتنا کہا کہ --- قائداعظم! یہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل سے آ رہے ہیں۔ قائداعظم ان کا مطلب سمجھ گئے اور فیروز خان نون سے اس وقت ملنے کی بجائے دوسرے دن ملاقات کا وقت دیا۔

قائداعظم کو بھی چونکہ ''عارف'' کا مرتبہ بخشا گیا تھا اور روحانی دنیا کے دستور کے مطابق عارف کی تدفین ابدال کے ذمہ ہوتی ہے، اس لئے غازی صاحب نے تن تنہا

قائداعظمؒ کے جسد خاکی کو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سردار عبدالرب نشتر اور خواجہ ناظم الدینؒ وغیرہ کی موجودگی میں لحد میں اتارا تھا۔1 جیسا کہ قرآن پاک میں خالق ارض وسمانے فرمایا:

''اے نفس مطمئنہ! آجا اپنے رب کے پاس اس حال میں کہ تو اپنے نیک انجام سے خوش اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں'' (ترجمہ سورۃ الفجر آیت 27 تا 30 تفہیم القرآن)

فرمان قائداعظم

''آپ سب جانتے ہیں کہ اسلام خالص عمل ہی عمل ہے۔ ہم میں عمل کی ضروری طاقت پیدا کرنے کیلئے ہمارے پیغمبر اسلامؐ نے ضبط رمضان کی تشکیل فرمائی۔ عمل سماج کے وجود کی دلالت کرتا ہے۔ جب ہمارے رسولؐ نے عمل کی تلقین فرمائی تو آپ کے پیش نظر اس مجرد آدمی کی تنہا زندگی نہیں تھی جو صرف اپنے ہی لیے ریاضت کرتا ہے اور صرف حقوق اللہ ہی پر یقین رکھتا ہے۔''2

☆

''اگر کوئی چیز اچھی ہے تو ''عین اسلام'' ہے۔ اگر کوئی چیز اچھی نہیں ہے تو یہ ''اسلام'' نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کا مطلب ''عین انصاف'' ہے۔3

---

1 قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو مؤلفہ ملک حبیب اللہ صفحات ۵۰، ۵۱

2 اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۵۷

3 حوالۂ مذکور، صفحہ ۹۴

Marfat.com

مذہبی مسلک:

قائداعظم کا مذہبی مسلک کیا تھا؟ وہ کس فقہ اسلامی کے پیرو تھے؟ اور عملی اعتبار سے ان کا ''اسلام'' کس حد تک مستحکم تھا؟ اس ضمن میں مولانا رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں:

''جناح کا تعلق شیعہ فرقہ سے ہے لیکن وہ ان تنگ نظر فرقہ پرستوں میں نہیں ہے جو اپنے سوا ہر فرقہ کو کافر سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا اہل حدیث نہیں جو دوسروں کے اقتدا میں نماز نہیں پڑھتے۔ وہ ایسا حنفی نہیں جو اہل حدیثوں کو ''وہابی'' اور ''گمراہ'' سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا شافعی نہیں جو مالکی کے مذہب کو مشتبہ سمجھتا ہو۔ وہ ایسا حنبلی نہیں جسے شافعیت سے کد ہو۔ وہ ایسا سنی نہیں جو شیعوں کو کافر سمجھتا ہو۔ وہ ایسا شیعہ نہیں جو سنیوں سے نفرت کرتا ہو۔ وہ مسلمان ہے، وسیع المشرب مسلمان ــــــ وہ ہر اس شخص کو مسلمان سمجھتا ہے جو محمد مصطفیٰ کا کلمہ پڑھتا ہے اور خدا کو ایک مانتا ہو وہ شیعہ ہے لیکن شیعوں کے ساتھ سنی امام کے پیچھے سنی مسجد میں نماز پڑھتا ہے اور بے دھڑک پڑھتا ہے۔

اس کی اس وسیع المشربی کی گواہ شاہجہاں اعظم کی بنائی ہوئی شاندار مسجد ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی یادگار لاہور کی شاہی مسجد ہے، دلی کے فقیر دلق نشین اور تاجدار روحانی نظام الدین اولیاء کی خانقاہ ہے۔ کون انکار کرسکتا ہے ان حقائق سے؟ پھر بھی کچھ اخبار، جبہ و دستار اشرار فتنہ پندار اس کے مذہب پر طعن کرتے ہیں اس کی مذہبیت کا مذاق اڑاتے ہیں۔''[1]

عملی اعتبار سے قائداعظم کا ''اسلام'' ممکن ہے، ضعیف ہو لیکن ہندوستان و پاکستان کے پچیس کروڑ مسلمانوں میں کتنے ہیں جو عملی اعتبار سے اسلام کی ہر تعلیم کا

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۳

Marfat.com

مکمل نمونہ ہوں؟ یقیناً یہ کوتاہی بھی افسوسناک ہے اور اس کا استیصال بھی ضروری ہے لیکن یہ کوتاہی اگر نگاہ تعمق سے دیکھی جائے تو خانقاہوں میں بھی ہے اور حجروں میں بھی، مسجد کے زیر سایہ خرابات کی تاریخ تو بڑی پرانی ہے عمل کا درجہ اعتقاد کے بعد آتا ہے۔ کافر وہی ہے جو عمل اور اعتقاد کے اعتبار سے منکر ہو لیکن اگر کسی شخص کا عمل کمزور ہے اور اعتقاد میں کوئی خاص خامی نہیں ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ کوئی نہیں دے سکتا۔

قائداعظم کی ذات اعتقادی نقطہ نظر سے ''پختہ مسلمان'' ہی ہے۔ ان کا دل اسلام کی عظمت سے مالا مال تھا۔ ان کا دماغ ایک مسلم ہونے کے فخر سے معمور تھا۔ علمی و عملی تاریخ بھی ان کے سامنے تھی انہوں نے دوسرے مذاہب پر بھی ایک نظر ڈالی۔ ایک قانون دان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر مذہب سے واقف ہو۔ ہر مذہب کے احکام وروایات، تعلیمات واوامر اس کے پیش نظر ہوں لیکن کوئی بھی مذہب ان کے دل میں گھر نہ کر سکا۔ ایک بیرسٹر، ایک وکیل، ایک قانون دان کی حیثیت سے انہوں نے فقہ اسلامی کا بھی ہندو لاء کے ساتھ ساتھ اور مغربی قوانین، ذاتی واجتماعی کے پہلو بہ پہلو مطالعہ کیا اس طرح نادانستہ یا دانستہ طور پر وہ ____ اسلام ____ سے واقف تھے اپنے ذاتی عقائد کو انہوں نے مختلف مقامات اور بیانات پر کئی بار واضح کیا تھا۔

بعض علماء جن میں جمعیت علماء مجلس احرار اور نیشنلسٹ مسلمان شامل تھے قائداعظم پر کڑی نکتہ چینی کی اور ''قرارداد لاہور'' کو اسلام دشمنی قرار دیا۔ 2 مارچ 1941ء کو وفاقی مسلم طلباء پنجاب سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''میں کوئی مولوی ہوں نہ دینیات کا فاضل اور نہ مجھے یہ ادعا ہے کہ میں اخلاقیات کا فاضل اجل ہوں لیکن مجھے اپنے عقائد کا تھوڑا بہت علم ضرور ہے اور میں اپنے عقیدے میں راسخ الاعتقاد ضرور ہوں۔ خدا کیلئے یہ بتا دو کہ قرارداد لاہور کو ''اسلام دشمنی'' سے کیا تعلق ہے؟ کیوں آخر یہ ''اسلام'' کے منافی ہے۔1

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۳۶

قائداعظم نے اس امر کا اعتراف فرمایا ہے کہ انہوں نے مولانا شوکت علی سے خاصا اثر قبول کیا لیکن منشی عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ علماء میں جس شخص نے سب سے پہلے مسلم لیگ کی تطہیر اور قائداعظم میں تدین پیدا کرنے کی کوشش کی وہ مولانا اشرف علی تھانوی تھے۔ اور چونکہ قائداعظم کے اندر سیاست بھی تھی اور ہمت بھی اس لیے آپ نے ان میں تدین پیدا کرنے کی طرف توجہ مبذول فرمائی تاکہ وہ ان تمام ضروری صفات سے متصف ہوجائیں جو ایک امیر المومنین کیلئے ضروری ہیں۔1

دسمبر 1938ء میں ایک تبلیغی وفد نے جو مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالغنی پھولپوریؒ اور مولانا معظم حسین پر مشتمل تھا، قائداعظم سے ملاقات کی۔ مولانا مرتضیٰ حسین چاند پوری اس وفد کے سربراہ تھے۔ اس ملاقات میں بہت سے مذہبی امور زیر بحث آئے جنہوں نے قائداعظم کے حالات وخیالات میں انقلاب برپا کردیا۔ مولانا شبیر علی تھانوی اس ملاقات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''بدروان گفتگو میں نے جناح صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ ہزاروں روپے خرچ کرا کے پنڈال وغیرہ بنواتے ہیں اور لوگ گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں، اس میں کیا نفع ہے؟ جناح صاحب نے فرمایا کہ ''اس سے غیر اقوام پر رعب پڑتا ہے'' میں نے کہا کہ ''میں ایک اور تدبیر بتادوں جس سے رعب زیادہ ہوگا۔'' فرمایا ''وہ کیا؟'' میں نے کہا کہ ''جب دوران جلسہ میں نماز کا وقت آجائے تو اس سوا ڈیڑھ لاکھ کے مجمع کو لے کر باجماعت نماز ادا کریں پھر آپ دیکھیں گے کہ کتنا رعب پڑتا ہے۔'' اس پر جناح صاحب نے فوراً فرمایا ''آپ فرماتے تو صحیح ہیں مگر میں اس وقت اس پر عمل کرنے سے معذور ہوں۔'' میں نے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے؟ فرمایا ''آپ باجماعت نماز پڑھنے کو کہتے ہیں تو امام کس کو بناؤں؟

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۳۶

ممکن ہے کہ میرا خیال صحیح ہو کہ اگر میں امامت کروں سب لوگ نہیں تو بہت بڑی اکثریت میرے پیچھے نماز پڑھ لے مگر میں امامت کے قابل نہیں۔ مجھ میں اس کی اہلیت نہیں۔ اس لئے کسی دوسرے کو امام بنانا پڑے گا۔ اگر امام دیوبندی ہوگا تو بریلوی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے۔ اگر بریلوی ہوگا تو دیوبندی نہ پڑھیں گے اور الگ جماعتوں سے بجائے رعب پڑنے کے اقوام غیر کو مسلمانوں کا اختلاف نمایاں ہوگا اب تو اپنی اپنی مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور یہاں آ کر کئی جماعتیں ہوئیں تو یہ زیادہ نمایاں ہوگا، اس لئے میں اس وقت معذور ہوں۔ آگے چل کر دیکھا جائے گا۔'' میں نے فوراً کہا ''اب دوسری بات عرض کرتا ہوں کہ خود آپ پر تو نماز فرض ہے، آپ کیوں نہیں پڑھتے؟ آپ جلسوں میں اپنا معمول رکھیں کہ جب نماز کا وقت آ جائے، مصلّٰی بچھا کر آپ نیت باندھ لیں اور کوئی پڑھے نہ پڑھے۔'' ......میری بات سن کر وہ آگے جھک گئے اور نہایت ندامت کے لہجے میں یہ الفاظ فرمائے۔

> ''میں گنہگار ہوں، خطا وار ہوں، آپ کو حق ہے کہ مجھے کہیں، میرا فرض ہے کہ اس کو سنوں، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نماز پڑھا کروں گا۔''1

ان الفاظ کا اظہار قائداعظم نے ارکان وفد کے علاوہ بارہ تیرہ حضرات کی موجودگی میں کیا۔ مولانا شبیر علی تھانوی کا بیان ہے کہ ان سب کے سامنے ان الفاظ سے بغیر کسی تامل کے اظہار ندامت اور اقرار اصلاح نے مجھے بہت متاثر کیا۔2

اس قسم کا اظہار کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ عظمت اور بزرگی کی زندہ

1- اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۷
2- حوالہ مذکور، صفحہ ۴۷

Marfat.com

مثال ہے جو قائداعظم کے عظیم کردار پر دال ہے اور قائداعظم کے خطبات بیانات اور تقریریں اس بات کا زندہ جاوید ثبوت ہیں۔

منشی عبدالرحمٰن لکھتے ہیں۔

''اس کے بعد حضرت تھانوی نے قائداعظم کے قول و کردار کا گہری نظر سے مطالعہ شروع کر دیا۔ آپ ان میں جب بھی کوئی بات خلاف شریعت دیکھتے اس کی اصلاح کے لئے قائداعظم کے پاس فوراً وفد یا خط بھیجتے۔ دسمبر 1938ء کے بعد قائداعظم نے جو تقاریر کیں ان سے مذہب اور سیاست کے متعلق ان کا نظریہ واضح ہو گیا کہ وہ اہل مغرب کی طرح مذہب اور سیاست کو ایک دوسرے سے الگ سمجھتے ہیں اور الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت تھانوی نے مولانا شبیر علی کو بلایا اور فرمایا کہ

''جناح صاحب کی تقریروں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ مذہب اور سیاست کو الگ الگ سمجھتے ہیں، اس کی بابت ان کو سمجھانا ہے۔''[1]

12 فروری 1939ء کو مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا مفتی محمد شفیع، مفتی اعظم پاکستان دہلی پہنچے اور مذہب و سیاست پر قائداعظم سے گفت و شنید کی۔ اس سلسلے میں مولانا ظفر احمد عثمانی کا بیان ہے۔

''وفد نے قائداعظم سے کہا کہ مسلمان تحریک میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک اس تحریک کو شریعت کے مطابق نہ چلائیں۔ اس تحریک کے چلانے والے کو خود احکام اسلام کا نمونہ نہ بنائیں اور ان کے پیرو شعائر اسلام کی پابندی نہ کریں۔ کیونکہ جب یہ سب خود کو احکام دین کا پابند بنا لیں گے تو اس کی برکت سے نصرت و کامیابی خود بخود ان کے قدم چومے گی اور انشاءاللہ بہت جلد کامیابی نصیب ہوگی۔''

مسلمانوں کی سیاست کبھی مذہب سے الگ نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کے بڑے

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۳۸

Marfat.com

بڑے قائد مسجدوں کے امام بھی تھے اور میدان کے جرنیل بھی۔ خلفائے راشدین حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ وغیرہ سب مذہب وسیاست کے جامع تھے۔

''میرا تو خیال یہ ہے کہ مذہب کو سیاست سے الگ رکھنا چاہیے۔''

وفد نے کہا

''پھر اس طرح کامیابی کی توقع نہیں۔''

غرض کہ اس موضوع پر پورے ڈھائی گھنٹے گفتگو ہوتی رہی اور بالآخر یہ خانقاہ نشین علماء دنیا کے اس بہت بڑے کامیاب سیاست دان کی سیاست کو مذہب کی حدود کے اندر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور قائداعظم نے وفد کی معروضات کو تسلیم کرتے ہوئے اسے اپنے اس تاریخی فیصلہ سے آگاہ فرمایا کہ

''دنیا کے کسی مذہب میں سیاست مذہب سے الگ ہو یا نہ ہو میری سمجھ میں اب خوب آ گیا ہے کہ اسلام میں سیاست مذہب سے الگ نہیں بلکہ مذہب کے تابع ہے۔''[1]

''اتباع سنت'' کے سلسلے میں منشی عبدالرحمٰن لکھتے ہیں:

''مجدد ملت، حکیم الامت حضرت تھانوی نے اپنے تبلیغی وفد کے ذریعے قائداعظم کی توجہ سب سے پہلے نماز کی طرف مبذول کرائی اور انہوں نے بکمال ندامت نماز نہ پڑھنے کے گناہ کا ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے اقرار کرتے ہوئے نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا اور بعد ازاں تادم آخر پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔

قائداعظم گو خاندانی شیعہ تھے مگر چونکہ ان کی دینی تربیت حکیم الامت حضرت تھانوی کے ذریعہ ہوئی تھی اس لئے انہوں نے خود کو کتاب وسنت کا متبع بنا لیا اور شیعہ کہلانا پسند نہ کیا۔ چنانچہ جب کوئٹہ میں انہیں شیعہ وفد ملا اور اس نے اپنا استحقاق ظاہر

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۳۹

کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ ہمارے فرقہ میں سے ہیں تو قائداعظم نے پوری جرات سے فرمایا:

"No I am a Muslim"

وہ فرقہ وارانہ امتیاز کو قطعاً پسند نہ کرتے تھے۔اس لئے انہوں نے اینگلوعربک کالج دہلی میں مسلم خواتین وطالبات کو خطاب کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں فرمایا تھا کہ

''اب مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ متحد ہو جائیں۔وہ شیعہ سنی اور وہابی کے امتیازات کو بالائے طاق رکھ دیں۔''

اس پر وہ خود بھی عامل رہے اور ہمیشہ نماز اپنے ابائی طریق کی بجائے مسنون طریقہ سے پڑھتے رہے اور جب کبھی باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو سواداعظم کی مسجد ہی میں نماز پڑھی جس کا اہل تشیع کے ممتاز راہنما راجہ صاحب محمود آباد کو شکوہ کرنا پڑا۔مولانا شبیر علی اپنی روائیداد میں لکھتے ہیں کہ:

''جناب مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی غالباً اپریل یا مئی 1939ء میں لکھنو سے تھانہ بھون آئے کیونکہ اخیر عمر میں وہ مستقل طور پر خانقاہ اشرفیہ ہی میں رہتے تھے۔انھوں نے حضرت تھانوی سے عرض کیا کہ جناح صاحب پر جناب کی تبلیغ کا بہت اثر ہوا ہے۔میں راجہ صاحب محمود آباد کے ہاں بیٹھا تھا جو حال ہی میں دہلی سے آئے تھے۔وہ کہہ رہے تھے کہ میں آپ کو ایک عجیب واقعہ سناؤں۔وہ یہ کہ جناح صاحب باقاعدہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں اور نماز سنیوں کے طریق پر پڑھتے ہیں۔''[1]

اسی سلسلے میں ممتاز حسن احسن مرحوم جنہیں قائداعظم کی رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے لکھتے ہیں:

''قائداعظم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ وہ جمعہ کی نماز لندن

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۰

کی کسی مسجد میں ادا کریں۔ انہوں نے گرم جوشی سے یہ تجویز منظور فرمائی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ”میں اس مسجد میں جانا پسند کروں گا جہاں عام مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ ہم نے ایسٹ اینڈ کی ایک مسجد جو غریب مسلمانوں کی آبادکی ہوئی ہے، منتخب کی۔ وہاں قائد اعظم پہنچے تو خطبہ ہو رہا تھا۔ کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور اگلی صفوں میں ان کیلئے جگہ خالی کر دی مگر انہوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ”میں دیر سے آیا ہوں اس لئے جہاں مجھے جگہ ملی وہی میرے لیے مناسب ہے۔“[1]

اسلام دنیا کا وہ پہلا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو براہ راست خدا سے لو لگانے کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام میں خالق اور مخلوق، عبد اور معبود کے درمیان کوئی شخص یا کوئی طبقہ یا کوئی گروہ حائل نہیں ہے۔ اسلام شخصیت پرستی کا سب سے بڑا مخالف ہے۔ وہ صرف اصول اور حق پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ ”شجرۃ الرضوان“ کو نہ کٹوا دیتے جس کے سایہ میں بیٹھ کر رسالت مآبؐ نے مسلمانوں سے جہاد کی بیعت لی تھی۔ اگر اسلام کی یہ مرضی نہ ہوتی تو وہ بت گری کو حرام قرار نہ دیتا۔ قبروں کے بارے میں اس کی یہ تاکید نہ ہوتی کہ زمین کے برابر رکھی جائیں۔ اگر نگاہ غور سے دنیا کی گمراہی پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب سے بڑا اور اہم سبب یہی بطل پرستی اور شخصیت پرستی ہے۔

ایک سچے مسلمان کی طرح قائد اعظم کو اس چیز سے بھی نفرت تھی چنانچہ ذیل کا واقعہ اس سلسلہ میں دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

24 دسمبر 1945ء کو ای وارڈ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے چند کارکن قائد اعظم کے دولت خانہ پر ایک جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے گئے۔ ان میں ایک شخص نے مصافحہ کرتے ہوئے جوش عقیدت سے مجبور ہو کر آپ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ یہ حرکت دیکھ کر قائد اعظم نے فرمایا:

1۔ اسلام اور قائد اعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۱

"لوگوں کو چاہیے کہ وہ مجھے معمولی آدمی تصور کریں پیرومرشد نہ سمجھ لیں۔اس طرح لوگوں میں غلط اور تباہ کن طریقوں پر سر جھکانے کی عادت پڑ جاتی ہے جسے عرف عام میں شخصیت پرستی کہتے ہیں اور یہ مرض نقصان دہ اور مضرت رساں ہے اور اسلام میں ناروا اور ناجائز ہے۔"1

اس ضمن میں جناب شباب مفتی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے مفتی صاحب پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی روح رواں تھے اور انہوں نے تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا، اس سلسلے میں قائداعظم سے بھی ان کی متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ مفتی صاحب رقم طراز ہیں:

"اسی روز پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک وفد نے قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے درخواست کی۔ بانی پاکستان نے طلبہ کو اگلے دن شرفِ ملاقات بخشا۔ یہ وفد ڈاکٹر ضیاء الاسلام، میاں بدیع الزمان، شیخ خورشید احمد مرحوم سابق وزیر قانون حکومت پاکستان اور راقم الحروف پر مشتمل تھا۔ سلام عرض کرنے کے بعد قائداعظم کے اشارہ پر جب وفد کے ارکان بیٹھ گئے تو گفتگو کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ کی قیادت میں اور آپ کی شبانہ روز مساعی سے اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی ہے اور بعض مسلمان آپ سے اس قدر عقیدت و ارادت رکھتے ہیں کہ آپ ہی کو مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ یہ بات سن کر قائداعظم چونک اٹھے اور اپنے مخصوص و منفرد بارعب انداز میں فرمانے لگے۔

"نہیں ایسا مت کہیے! براہ کرم ایسے خیالات کی پرزور تردید کیجئے۔ میں تو ایک معمولی گنہگار مسلمان ہوں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشی ہے اور ہماری مساعی کو کامیابی سے سرفراز فرمایا ہے۔ میں کوئی پیر یا عالم نہیں ہوں۔

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۲

Marfat.com

یہ صرف اللہ کا احسان ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں میرے لیے اس قدر عقیدت اور ارادات پیدا کر دی ہے کہ کوئی بڑا پیر یا عالم میرے خلاف کوئی بات کہے تو اس کے مرید اور عقیدت منداسے خانقاہ یا مسجد سے نکال دیں۔ بہرحال یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت اور نجات کیلئے منتخب فرمایا۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اندر ایسی صفات پیدا کر لیں جو خدا کو پسند ہوں اور خدا کے بندوں کیلئے مفید ہوں اور اس طرح خدا آپ لوگوں کو بھی ملک وقوم کی خدمت کیلئے منتخب فرمائے۔ اس کیلئے لازم ہے کہ آپ اپنے اندر خلوص پیدا کریں۔ بے لوثی اور صداقت سے کام لیں۔ راست کرداری اور راست گفتاری سے آپ کے اندر اخلاقی اور روحانی قوت پیدا ہو گی۔ اس طرح آپ ملک وقوم کی خدمت کی سعادت بھی حاصل کریں گے اور اللہ بھی آپ کو اپنے مقبول بندوں میں شامل کرے گا۔''[1]

بعض کوتاہ بین اور تنگ نظر متعصب لوگ قائداعظم کے مسلمان ہونے پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ نکتہ چینی کرنے اور دوسروں کی ذات میں کیڑے نکالنے سے پہلے اپنی ذات کا بغور مشاہدہ کریں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ''وہ خود کیا ہیں؟'' کیا قائداعظم سے بہتر مسلمان ہیں؟ قائداعظم نے تو اپنی پوری زندگی ملت اسلامیہ کے مفاد کی خاطر قربان کر دی۔ ان کی شبانہ روز کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔ قائداعظم نے اپنا ذاتی مفاد قومی مفاد پر قربان کر دیا۔ یہ حضرات اتنا تو بتائیں کہ انہوں نے ملت اسلامیہ کو کیا دیا؟ یقیناً ان کا جواب نفی میں ہو گا۔ ایسے لوگوں کو جتانے کیلئے قائداعظم نے ''نیویارک ٹائمز'' کے نامہ نگار مقیم ہندوستان کو 12 فروری 1946ء کو جو بیان دیا اس میں فرمایا:

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۳

Marfat.com

''اگر برطانیہ نے پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں انحراف سے کام لیا تو مسلمان جنگ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ سارے ہندوستان میں مسلمان بغاوت کر دیں گے۔ برطانیہ کا فرض ہے کہ صحیح قدم اٹھائے۔ میں اول بھی مسلمان ہوں اور آخر بھی مسلمان ہوں اور مسلم ہونے کی حیثیت سے میں کسی دوسری چیز پر غور نہیں کر سکتا۔''1

اگست 1941ء میں حیدر آباد دکن میں طلباء نے سوال کیا کہ مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟ تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے خود اس امر کا انکشاف کیا اور فرمایا کہ:

''جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں، تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لامحالہ میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نہ کوئی مولوی ہوں، نہ مُلّا، نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی سیاسی ہو یا معاشی، غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کیلئے بہترین ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کیلئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے، اس سے بہتر تصور ناممکن ہے۔''2

ہم کس لیے جدوجہد کر رہے ہیں؟ ہمارا نصب العین کیا ہے؟ ہمارا

1 اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۴
2 اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۸، ۴۹

Marfat.com

مقصد تنگ نظری اور تعصب نہیں، ہم ایسی مملکت کا قیام نہیں چاہتے جو تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر قائم ہو۔ مذہب ہم کو انتہائی محبوب ہے۔ مذہب کے مقابلہ میں تمام دنیاوی چیزیں ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن بعض دوسرے امور بھی ناگزیر ہیں جو ملی زندگی کیلئے اہم اور ناگزیر ہیں۔ مجلسی زندگی اور اقتصادی زندگی بھی قوم کیلئے ضروری ہوتی ہے۔ سیاسی قوت کے بغیر آپ اپنے مذہب کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے اور آپ کی اقتصادی زندگی کا بھی تحفظ نہیں ہو سکتا۔"1

حلف نامہ

حلف نامہ: حصول پاکستان کیلئے ہر قسم کی قربانی کا اعادہ:

مسلمان وہ ہے جو ہمیشہ راضی برضا رہے۔ اس کا مرنا جینا سب خداوند کریم کی خوشنودی کی خاطر ہو۔ اپریل 1942ء میں انگریزوں اور کانگرس نے سازش کی اور بظاہر یہ امکان پیدا کر دیا کہ "پاکستان" نہیں بننے دیا جائے گا تو قائداعظم نے مرکزی اسمبلی اور تمام صوبائی مجالس آئین ساز کے مسلم ممبروں کا ایک کنونشن دہلی میں بلایا اور ایک مرتبہ پھر مطالبۂ پاکستان کا اعادہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ سب نے ایک حلف نامے پر دستخط کیے۔ یہ حلف نامہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

کہہ دو کہ میری نماز میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔2

میں ______ رکن مسلم لیگ پارٹی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی کونسل صوبہ ______ اپنے اس پختہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ برکوچک ہند میں بسنے والی مسلم قوم کی نجات، اس کی سلامتی، اس کا

1- اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۸۰
2- قرآن کریم: سورۃ الانعام 162:6

Marfat.com

تحفظ اور اس کا مستقبل حصول پاکستان میں مضمر ہے اور پاکستان ہی اس وسیع برکوچک کے پیچیدہ دستوری مسائل کا حل ہے۔ باوقار اور معقول حل ہے اور اس کے ذریعہ یہاں بسنے والی تمام قوموں اور فرقوں کو امن آزادی اور خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے۔

میں بہ صمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصد عزیز یعنی پاکستان کو حاصل کرنے کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلہ میں جو ہدایات واحکام جاری کیے جائیں گے میں بلا پس و پیش کمال رضامندی کے ساتھ ان کی پوری پوری تعمیل کروں گا اور اس امر کا یقین کامل رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد و مدعا حق وانصاف پر مبنی ہے میں عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائشیں پیش آئیں گی اور جن قربانیوں کا مطالبہ ہوگا، انہیں برداشت کروں گا۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط

اے پروردگار: ہمیں صبر و استقامت دے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم کفار پر ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔1

دستخط ______________

مورخہ ______________

تمام اراکین مسلم لیگ نے ''حلف نامے'' پر دستخط کرنے کے بعد حصول پاکستان کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔ اس ''حلف نامے'' پر دوسروں کی طرح خود قائداعظم نے بھی دستخط ثبت فرمائے تھے۔ یہ بڑا اثر آفرین اور جذبات انگیز موقع تھا۔ ''حلف نامے'' پر دستخط کے بعد قائداعظم نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی جس میں ''مذہب اسلام'' کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔

1۔ قرآن کریم: سورۃ الاعراف: 126:7

Marfat.com

''ہم کس لیے جدو جہد کر رہے ہیں؟ ہمارا نصب العین کیا ہے؟ ہمارا مقصد تنگ نظری اور تعصب نہیں: ہم اس مملکت کا قیام نہیں چاہتے جو تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر قائم ہو۔ مذہب ہم کو انتہائی محبوب ہے۔ مذہب کے مقابلہ میں تمام دنیاوی چیزیں ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن بعض دوسرے امور بھی ناگزیر ہیں جو ملی زندگی کے لیے اہم اور ناگزیر ہیں۔ مجلسی زندگی اور اقتصادی زندگی بھی قوم کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ سیاسی قوت کے بغیر آپ اپنے مذہب کی حفاظت نہیں کر سکتے اور آپ کی اقتصادی زندگی کا بھی تحفظ نہیں ہوسکتا۔''[1]

ممتاز مورخ و مصنف مولانا رئیس احمد جعفریؒ کے مقام و مرتبہ سے سبھی اہل علم واقف ہیں۔ موصوف حضرت قائداعظمؒ کے بارے میں تحریر کردہ کتاب میں فرماتے ہیں:

''قائداعظمؒ کے ساتھ سب سے بڑی بے انصافی یہ ہوتی چلی آ رہی ہے کہ ان پر لکھنے والوں میں سے کسی نے بھی ''آپ کو'' مومنانہ صفات، مذہبی جذبات، دینی تاثرات اور اعلیٰ رجحانات کے آئینے میں پیش نہیں کیا، گویا کہ ''دین و مذہب'' سے آپ کا کوئی واسطہ ہی نہ ہو۔ حالانکہ آپ کا ہر ''ارشاد'' ہر ''بیان'' ہر ''تقریر'' اسلام کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی۔ گو آپ منافقین کی طرح اسلام اسلام کی رٹ نہیں لگاتے تھے، تاہم اٹھتے بیٹھتے ''اسلام'' ہی کو اپنے مخصوص رنگ اور عصری تقاضوں کے مطابق پیش کرتے تھے۔ اگر آپ کی ہر تقریر اور ہر ارشاد کا دیانتدارانہ جائزہ لیا جائے تو وہ ''تبلیغ اسلام'' کی کسوٹی پر پورا اترے گا۔''

معرکتہ لاراء کتاب (Speeches & Writings of Mr. Jinnah) کے مرتب جناب جمیل الدین احمد اپنی کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۷۹ تا ۸۰

Marfat.com

''بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ مغالطہ ہے کہ مسٹر جناح کا دین کی ''روح'' سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ انہوں نے اپنے گرد مذہبی تقدس کا ہالہ نہیں بنایا ہوا تھا۔ یہ بھی سچ ہے کہ وہ عوام کے مذہبی جذبات اور تعصّبات کا استحصال نہیں کرتے تھے۔ وہ مذہبی رسومات کی نمائش نہ کرتے تھے اور مذہبی اور منطقی موشگافیوں کا تانا بانا بھی نہیں بناتے تھے۔ لیکن وہ دین کی ''روح'' سے نہ صرف ''باخبر'' بلکہ پوری طرح ''سرشار'' تھے۔''1

قائداعظم ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی نظر میں: ایک سچا مسلمان

چونکہ قائداعظم اسلام کے ایک سچے پیروکار تھے۔ بنابریں وہ ''فرقہ پرستی'' یا ''فرقہ بندی'' کے سخت خلاف تھے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم (سورۃ الحجرات 13:49) میں جو حکم فرمایا ہے، انہیں اچھی طرح یاد تھا:

''لوگو: ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

اس حوالے سے ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم جو قائداعظم کے قریبی دوست، فلسفی، دانشور اور بہت بڑے اقبال شناس تھے، رقم طراز ہیں:

"He was himself born in a 'SHIA' family but he never allowed that label to be put on himself. Nobody ever dared to talk to him on any sectarian basis. He prayed in the congregations of all

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مؤلفہ ملک حبیب اللہ، صفحات ۷۴ تا ۷۵

Marfat.com

denominations, observing the rituals of each, considering formailities to be of secondary importance. He stood for the unity of 'ISLAM' as a preparation and model for the unity of humanity. He was a liberal 'THEIST' and a liberal democrat and ISLAM is primarily a liberal theistic democracy."(1)

قائداعظم: مولانا اشرف علی تھانوی کی نظر میں:

مولانا اشرف علی تھانوی کے نزدیک قائداعظم کس عظیم مرتبے پر فائز تھے، اس سلسلے میں ملک حبیب اللہ لکھتے ہیں:

''ہندو ذرائع ابلاغ کھلم کھلا ہرزہ سرائی کر رہے تھے۔ وہ حضرت قائداعظمؒ کو ''فرقہ پرست'' ''تنگ نظر'' ''مغرور'' اور ''شہرت پسند'' کے الزامات کے علاوہ انگریز حکومت کے حامی ثابت کرنے کی سعی ناکام میں مبتلا تھے۔ 1938ء کا یہ دور مسلم لیگ کیلئے بڑا صبر آزما تھا اس لئے کہ مسلم لیگ پہلی بار عوامی سطح پر سامنے آئی تھی۔ اس وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے زہد، تقویٰ اور ''تبلیغ جہد'' کی روشنی برصغیر پاک و ہند کے تقریباً تمام صوبوں کے علاوہ دوسرے مسلم ممالک کے مسلمانوں کے قلوب کو بھی منور کر رہی تھی۔ جگہ جگہ حضرت تھانویؒ کے خلفاء مجاز، دین کی تبلیغ کیلئے جہاد میں مصروف تھے۔ یہ 1938ء کی بات ہے کہ اہالیان امرتسر کی استدعا پر حضرت تھانویؒ امرتسر تشریف لائے اور مشہور بزرگ اور خلیفہ مجاز حضرت مفتی محمد حسنؒ کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ خود ان سے یوں فرمایا:

''محمد حسنؒ! مجھ سے اکثر مجالس میں آجکل کانگریس اور مسلم لیگ کے سلسلے میں سوالات کئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ محمد علی جناحؒ کی شخصیت پر بھی

---

1. Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Haneef Shahid, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, Page 152

Marfat.com

مجھ سے استفسار کرتے ہیں۔ میں ان کے متعلق تو صرف اتنا ہی کہوں گا کہ محمد علی جناحؒ کے ہاتھ میں مسلم لیگ کی قیادت ہے۔ مسلمانان ہند میں سیاسی اعتبار سے آپ قابل ترین شخصیت ہیں۔ اس بات کو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ محمد علی جناحؒ سرکاری آدمی نہیں۔ ''مسلمانان ہند'' کی ''آزادی کیلئے'' ان کے دل میں ''بے پناہ تڑپ'' ہے۔ ان کا ولولہ اور جذبہ انتہائی مخلصانہ ہے۔ اس لئے برطانوی حکومت اور کانگریس کے مقابلے میں انہوں نے ہمیشہ ''مسلمانان ہند'' کی بہتری کیلئے آواز بلند کی ہے۔ جناحؒ صاحب کے متعلق کئی کم فہم مسلمان یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ وہ جاہ وحشم حاصل کرنے کیلئے سب دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ ایسا پروپیگنڈہ کرنے والوں کو شرم آنی چاہیے۔ اگر محمد علی جناح جاہ ومنصب کے متمنی ہوتے تو کسی خطاب یا عہدے کیلئے کوشش کرتے کیونکہ یہ چیزیں ایسی قابل شخصیت کیلئے حاصل کرنا انتہائی آسان ہیں لیکن وہ کبھی اس کی خواہش نہیں کرتے۔ وہ ''مخلص'' اور ''دیانتدار مسلمان'' ہیں اور ''مسلمانان ہند'' کے ''قابل ترین'' رہنما ہیں۔ ان کی ''دیانتداری'' اور ''اخلاص'' کی روشنی بتا رہی ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ جل شانہ، مسلمانوں کیلئے علیحدہ ریاست کا سہرا انشاء اللہ محمد علی جناحؒ کے سر باندھیں گے۔ میں نے اپنے تمام معتقدین اور مریدین کو کہہ دیا ہے کہ وہ ''ہر حالت میں'' اور ''ہر بات میں'' محمد علی جناح کا ساتھ دیں۔ (قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب وعقیدہ صفحہ 218)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خواہرزادے مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے ایک روز طلب فرما کر مجھ فرمایا:

''میں خواب بہت کم دیکھتا ہوں۔ مگر آج میں نے عجیب خواب دیکھا

ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے گویا کہ میدان حشر سا معلوم ہو رہا ہے۔ اس مجمع میں اولیاء، علماء، صلحا کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح بھی اس مجمع کے ساتھ عربی لباس پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ اس مجمع میں کیسے شامل ہو گئے تو مجھ سے کہا گیا محمد علی جناح آجکل ''اسلام'' کی بڑی خدمت کر رہے ہیں اسی واسطے ان کو یہ درجہ دیا گیا ہے۔'' (تعمیر پاکستان اور علماء ربانی صفحہ 111)

4 جولائی 1943ء کو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی دونوں کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا:

1940ء کی قرارداد پاکستان کو کامیابی نصیب ہوگی۔ میرا وقت آخری ہے۔ اگر میں زندہ رہتا ضرور کام کرتا۔ مشیت ایزدی یہی ہے کہ مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ خطہ بنے۔ قیام پاکستان کیلئے جو کچھ ہو سکے کرنا، اپنے مریدوں کو بھی کام کرنے پر ابھارنا۔ تم دونوں عثمانیوں میں سے ایک میرا جنازہ پڑھائے گا اور دوسرا عثمانی جناح صاحب کا جنازہ پڑھائے گا۔''
(قائداعظم کا مذہب وعقیدہ صفحہ 249)[1]

قائداعظم مولانا محمد نعیم الدین کی نظر میں:

اس سلسلے میں مؤلف ''قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو'' رقم طراز ہیں:

''حضرت امیر ملت قدس سرہ کو قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کی تائید وحمایت کے سلسلے میں جس قدر مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑا وہ ایک الگ باب ہے۔ اس وقت ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ قائداعظمؒ اور امیر ملت کے تعلقات کیا تھے۔ اگرچہ تمام مسلمانوں کا سیاسی شعور بیدار ہو چکا تھا اور وہ اپنے دوست دشمن میں تمیز کرنے لگے تھے۔ تاہم کثیر تعداد میں مسلمان ہنوز مسلم لیگ سے برگشتہ تھے اور قائداعظمؒ کو اجنبی سمجھتے تھے لیکن آپ (امیر ملت) کی روحانی بصیرت پر قائداعظمؒ کی قلبی کیفیات''

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مولفہ ملک حبیب اللہ، صفحات ۵۸، ۵۹

Marfat.com

منکشف ہو چکی تھیں اور آپ ان کو ملت کا بہی خواہ، سچا ہمدرد اور خادم خیال کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے ''یوم نجات'' پر اپنے خیالات عالیہ کا اظہار فرما کر قائداعظم کی تائید فرمائی جس کے نتیجے کے طور پر ملک کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک آپ کے لاکھوں مریدوں اور ارادتمندوں نے مسلم لیگ میں خود شمولیت کی اور دیگر مسلمانوں کو بھی مسلم لیگ کے پرچم تلے لا کھڑا کیا۔

27 اپریل 1946ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا بنارس میں فقید المثال اجلاس شروع ہوا تو کانگریسی علماء نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی سازش تیار کی۔ جب آپ اپنے معتمد خاص صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راستہ میں اس سازش کی خبر دے دی۔

آپ جلسہ گاہ میں پہنچے تو نعروں کی گونج میں نہایت احترام کے ساتھ آپ کو کرسی پر بٹھا کر اسٹیج پر لایا گیا۔ آپ کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد آپ نے پورے جوش کے ساتھ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''محترم جناح صاحب کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے، کوئی شیعہ ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ''وہ ولی اللہ'' ہے! وہ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن وحدیث کی رو سے کہتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ (سورہ مریم 92) تم بتلاؤ کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائداعظم ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں، یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے، اب رہی میری عقیدت، مخالفو تم اس کو کافر کہو، میں اس کو ''ولی اللہ'' کہتا ہوں۔1

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مولفہ ملک حبیب اللہ، صفحات ٦١ تا ٦٢

اوّل مسلمان: آخر مسلمان:

اسٹوڈنٹس یونین اسمٰعیل کالج آندھیری، بمبئی سے خطاب کرتے ہوئے 12 اگست 1939ء کو قائداعظم نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلم لیگ کا پہلا اور اہم ترین کام مسلمانوں کی تنظیم کرنا ہے اور انہیں ایک مضبوط اور متحد جسد میں ڈھالنا ہے۔ یہ ازبس ضروری ہے تاکہ فرقہ ملک میں قومی معاملات میں اپنا جائز مقام حاصل کر سکے۔ جو اس خیال کے حامل ہیں ہوسکتا ہے کہ انہیں فرقہ پرست کہا جائے۔'' انہوں نے اعلان کیا کہ ''جہاں تک میرا تعلق ہے میں مسلمانوں کی اس خدمت کی خاطر فرقہ پرست کہلانے کیلئے آمادہ ہوں۔ میں ایک پیدائشی مسلمان ہوں اور مسلمان کی حیثیت سے مروں گا۔1

اوّل مسلمان: آخر مسلمان:

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس منعقدہ اکتوبر 1939ء میں قائداعظم نے مخالفین، معاندین اور فاسدین کی بہتان طرازیوں اور بدزبانیوں کے سلسلہ میں فرمایا:

''میں نے دنیا کو بہت دیکھا، دولت، شہرت کے بہت لطف اٹھائے اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں، میرا ضمیر اور میرا اللہ گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور ''مسلمانوں کی آزادی'' ''تنظیم'' اور ''مدافعت'' میں اپنا ''فرض'' ادا کر دیا۔ میں آپ سے زوردار شہادت کا طلبگار نہیں ہوں۔ میں

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد دوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، لاہور ''بزم اقبال ۱۹۹۵'' صفحات ۳۰۸/۳۰۹

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا ''دل'' میرا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح تم مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجا لائے۔ میرا اللہ کہے کہ بے شک تم ''مسلمان'' پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے ''غلبے'' میں علم اسلام کو سر بلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔''

شاہدوں کا بیان ہے کہ جناح کے منہ سے یہ رقت آمیز الفاظ سن کر حاضرین زار زار رو رہے تھے۔[1]

قائداعظم مولانا حسرت موہانی کی نظر میں:

اس ضمن میں ملک حبیب اللہ مؤلف ''قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو'' لکھتے ہیں:

''حضرت قائداعظمؒ کی ''سحر خیزی'' کے بارے میں بہت سے اصحاب نے بتایا لیکن جس انداز سے مولانا حسرت موہانیؒ نے اس کا اثر لیا اور محسوس کیا وہ مولانا کی روشن ضمیری اور یقین و ایمان کی اعلیٰ اقدار کی طرف اشارہ کرتا ہے فرماتے ہیں:

''میں ایک روز جناح صاحب کی کوٹھی پر صبح ہی صبح نہایت ضروری کام سے پہنچا اور ملازم کو اطلاع کرنے کو کہا۔ ملازم نے کہا اس وقت ہمیں اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ تھوڑی دیر میں جناح صاحب خود تشریف لے آویں گے۔ چونکہ مجھے ضروری کام تھا اور اس کو جلد سے جلد جناح صاحب سے کہنا چاہتا تھا اس لئے مجھے ملازم پر غصہ آیا اور میں خود کمرے میں چلا گیا۔ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں پھر تیسرے کمرے میں پہنچا تو برابر کے کمرے سے مجھے کسی کے بلک بلک کر

1۔ روزنامہ انقلاب لاہور 22 اکتوبر 1939ء صفحہ آخر کالم 1 اور حضرت قائداعظم کا مذہب و عقیدہ، صفحہ 197 بحوالہ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مولفہ ملک حبیب اللہ، صفحہ 95

رونے اور کچھ کہنے کی آواز آئی۔ چونکہ جناح صاحب کی آواز تھی اس لئے
میں گھبرایا اور آہستہ سے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سجدے میں پڑے
ہیں اور بہت ہی بے قراری کے ساتھ دعا مانگ رہے ہیں۔ میں دبے پاؤں
وہیں سے واپس آ گیا اور اب تو بھائی جب جاتا ہوں اور ملازم کہتا ہے کہ
اندر ہیں تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ ''سجدے میں پڑے ہوئے دعا کر رہے
ہیں'' میرے تصور میں ہر وقت جناح صاحب کی وہی تصویر اور وہی آواز
رہتی ہے۔'' (زندہ قائداعظم صفحہ 23)

بفضلہٖ تعالیٰ قائداعظمؒ کو عنداللہ و عندالرسول اور عندالناس یہ مقامات عالیہ حاصل تھے اور مذکورہ بالا صفات کی بناء پر قرآن کریم کی روشنی میں قائداعظمؒ مومن اعظم تھے جنہیں کانگریس کے ایجنٹ کافراعظم کہتے نہ تھکتے تھے۔ لیکن مولا کریم تو ہر معاملے میں اتمام حجت کرنے کا دعویٰ ہے۔ یہ بات شروع سے علم الٰہی میں تھی کہ کفار کے دوست انہیں کافراعظم کہیں گے اس لئے حق تعالیٰ نے اس دور کے مجدد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو عالم خواب میں حضرت قائداعظم کو اولیاء اللہ کی صفوں میں بیٹھا ہوا دکھا دیا کہ وہ مومن اعظم ہیں۔

جب مولا پاک نے جہاد پاکستان کی کمان اس نحیف و ناتواں بڈھے جرنیل کے ہاتھ میں دی تو اس نے اسے اس جہاد میں کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کیلئے یہ غیبی امداد بخشی کہ اس نطق کو اثر و تاثیر دی۔ اسے خوداعتمادی اور خدااعتمادی کا مجسمہ بنا دیا۔ اس کے عزم و ارادہ میں نو کروڑ مسلمانوں کی تاب و طاقت رکھ دی۔ مسلمانوں کے دشمنوں اور مخالفوں کے دلوں پر اس کا رعب اور ہیبت بٹھا دی۔ اس کی تائید و اعانت کیلئے حجروں اور خانقاہوں کے گوشہ نشین علماء ربانی اور مشائخ روحانی کی جماعت میدان عمل میں بھیج دی۔ (قائداعظم کا مذہب و عقیدہ صفحہ 178)

دینی تربیت کے ساتھ ساتھ قائداعظمؒ کی روحانی تربیت جس مرد ''غازی'' نے کی

Marfat.com

تھی، آخرایام میں قائداعظمؒ نے بسلسلہ جہاد کشمیر اس مرد ''غازی'' کو ایک خاص مشن پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا۔ وہ اپنا وقت دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص آغا اسحاق علی کے پاس گزارتے تھے جو زیر مزار مبارک آنے جانے کے واحد مجاز تھے۔ آغا صاحب نے اس ''مرد غازی'' کو بتلایا کہ:

''جس روز قائداعظمؒ کا پاکستان میں انتقال ہوا۔ اس روز مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ مسرور نظر آرہے تھے۔ فرمایا کہ آج ہمارا دوست آرہا ہے اس کی آمد کی خوشی مناؤ۔ جب دریافت کیا کہ حضور وہ کون ہیں تو فرمایا محمد علی جناحؒ! چنانچہ اس روز ہم نے شیرینی وغیرہ پکائی۔ (مشاہدات وارادات صفحہ 149)

اس خواب کی تائید اس خواب سے ہوتی ہے جو پاکستان بننے سے پہلے سرحد ہزارہ کے ایک معمر بزرگ نے جو قائداعظمؒ کے نام ومقام تک سے واقف نہ تھے روضہ اطہر کے متصل دیکھا کہ:

''حضور سرور دوعالم بہ نفس نفیس تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ شانہ بشانہ ایک لمبے معمر صاحب، سر پر ٹوپی پہنے کھڑے ہیں اور پیچھے لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضورؐ یہ ٹوپی والے کون ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نہیں جانتے یہ محمد علی جناحؒ ہیں اور یہ لوگ سب کے سب مجاہد ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آب زمزم کی بہت سی مقدار لے کر جناحؒ اور ان کے ساتھیوں پر چھڑکی۔

اس خواب کی پوری تفصیل ہزارہ کے محمد افضل خان بی اے کے قلم سے روزنامہ نوائے وقت لاہور 19 جنوری 1946ء میں شائع ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی کئی ثقہ حضرات نے قائداعظمؒ کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا۔ چونکہ عالم خواب میں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں نہیں آ سکتا اس لئے رویائے صادقہ شک وشبہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔1

حج کی ادائیگی:

یہ سوال عام طور پر کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے حج کیا تھا؟ اسی طرح قائداعظم کے بارے میں بھی یہ سوال پوچھا جاتا ہے۔ حقیقت حال کچھ یوں ہے جس طرح علامہ اقبال حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تمنا رکھتے تھے اور مدینے اور "مدینے والے" کا نام سن کر بے اختیار ہو جاتے اور یہ کیفیت ہوتی:

جب مدینہ کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں　　حسرت آتی ہے یہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں

آخری دور میں خرابی صحت آڑے آئی اور وہ اس سعادت سے محروم رہے اور مولانا جامی کا یہ شعر زبان حال سے ان کی کیفیت کی عکاسی کرتا تھا:

نسیما! جانب بطحا گزر کن　　ز احوالم محمد را خبر کن

جہاں تک قائداعظم کا تعلق ہے انہوں نے بھی حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کر لیا تھا اور اخبارات میں اس امر کا اعلان بھی ہو گیا تھا لیکن اسلام دشمن سازشوں کی وجہ سے انہیں یہ ارادہ بدلنا پڑا۔ شاید اس میں کوئی حکمت تھی۔ اس ضمن میں ملک حبیب اللہ رقم طراز ہیں:

"حضرت امیر ملتؒ کا ایک خط جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی سکیم کے تحت جب پاکستان تسلیم کر لیا گیا تھا اور اقتدار کی منتقلی 1948ء کو رکھی گئی تو حضرت قائداعظمؒ نے حج کا ارادہ کر لیا تھا لیکن لارڈ ویول کی رخصتی اور دیگر تیزی سے بڑھتی ہوئی اسلام دشمن سازشوں کی وجہ سے یہ ارادہ ملتوی کر دیا گیا۔ ان کا مفصل خط اور حضرت قائداعظمؒ کا جواب ملاحظہ ہو:

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو مولفہ ملک حبیب اللہ، صفحات ٦٩ تا ٧٧
مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیے "اسلام اور قائداعظم" مولفہ محمد حنیف شاہد صفحات ٤٧، ٤٨

Marfat.com

از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

10 جولائی 1946ء

قائداعظم صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے آئندہ سال سفرِ حج پر تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ فقیر کو اس مژدہ سے دلی مسرت ہوئی ہے اور فقیر آپ کو اس مبارک حج پر ہزار ہا مبارک بادیں دیتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس عزم مبارک میں برکت عطا فرمائے۔

لیکن فقیر آپ کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ آپ بجائے سال آئندہ حج کرنے کے اسی سال حج وزیارت کا ارادہ کریں۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ آپ کے ذمے جو حج فرض ہے وہ ادا ہو جائے گا اور جو لوگ آپ کی طرف سے سوءِ ظن رکھتے ہیں اور آپ کے ''عقائد واعمال'' اور ''دین ومذہب'' پر طعن کرتے ہیں، ان پر اور تمام عالم پر آپ کی محبت جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، برای العین نظر آ جائے گی اور آپ کا نورِ ایمان سب پر روشن ہو جائے گا اور امید ہے کہ اس کے بعد ان مخالفین کی گردنیں بارِ ندامت سے نہ اٹھ سکیں گی۔ یہ غلط فہمی جس قدر جلدی ہو سکے بہتر ہے اور وہ آپ کے حج کو جانے سے رفع ہو جائے گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ ملک حجاز اور حرمین شریفین کی حالت کو اور بالخصوص حالت سفرِ حج بچشم خود معائنہ کر سکیں گے۔ تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ کے سفرِ حج کا سن کر ہندوستان کے ہزار ہا مسلمان آپ کے ہمراہ جانے کے اشتیاق میں حج کو روانہ ہوں گے اور اس خیر کثیر کا باعث آپ ہوں گے۔ ان سارے حاجیوں کو جس قدر ثواب ملے گا، اتنا ہی آپ کو ملے گا۔ الدال علی الخیر کفاعله، گویا آپ نے بیک وقت ہزار حج کر لئے۔

Marfat.com

قائداعظم نے 13 اگست 1946ء کو جواب لکھا جس کا ترجمہ درج ہے۔

10 اورنگ زیب روڈ نیو دہلی

13 اگست 1946ء

ڈیئر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ

10 جولائی کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں تیزی کے ساتھ جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، ان کی بناء پر میرے لئے اس وقت ہندوستان سے دور ہونا ممکن نہیں ہے۔

آپ کے شکریئے کے ساتھ آپ کا مخلص

ایم اے جناح

(نوائے وقت جمعہ ایڈیشن 15 اپریل 1988، صفحہ 8-9)

Marfat.com

قائداعظم ایک مجدّد تھے

سراولاف کرو جنہوں نے 1939ء سے لے کر 1945ء تک بحیثیت سیکرٹری، حکومت ہند (سلطنت برطانیہ) اور 1946ء تا 1947ء بحیثیت گورنر صوبہ سرحد خدمات انجام دیں جنوری 1959ء میں لندن میں منعقد ہونے والے ''یوم قائداعظم'' کے نام ایک پیغام میں انہوں نے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

"Jinnah was much more than a politician. Perhaps that is why politicians do not all speak well of him. In Muslim terms, he was almost a 'MUJADDID', one of those reformers sent once in a century, as the pious believe, to interpret the 'FAITH' and guide the believer on the true path."(1)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

---

1. Quaid-e-Azam As Seen by His Contemporaries, compiled by Jamil-ud-Din Ahmad, Lahore, Publishers United Limited, 1956, Page 228

قائداعظم مولانا شبیر احمد عثمانی کی نظر میں:

قائداعظم کا خطبوں میں ذکر

شیخ الہند مولانا شبیر احمد عثمانی، صدر جمعیت علمائے اسلام اور رکن مجلس دستور ساز اسلامی جمہوریہ پاکستان نے روزنامہ "ڈان" کو انٹرویو دیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ

"جب اموی اور عباسی خلفاء کے نام خطبات میں شامل کیے جا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ قائداعظم کا نام خطبات میں شامل نہ کیا جائے جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سربراہ ہیں۔"

ایک انٹرویو میں انہوں نے فرمایا:

"Questioned about the validity of the inclusion of Quaid-e-Azam's name in the 'KHUTBAS' in an interview to 'Dawn' the Sheikhul Hind said that the tradition dated back from the time of the Umaiyads. The Abbasides were more particular about the inclusion of the name of the Caliphs. According to him, the name will automatically come in if the 'KHUTBA' was properly delivered and the spirit of the institution was maintained."

And undoubtedly, he added, "the Quaid-e-Azam is the Head of the Muslim State of Pakistan." (1)

---

1. Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Haneef Shahid, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1978, Pages 205, 207-208

Marfat.com

وفات اور تدفین:

قائداعظم کی وفات حسرت آیات اور تدفین کے ضمن میں ملک حبیب اللہ رقم طراز ہیں:

''منشی صاحب کتاب مذہب وعقیدہ کے صفحہ 81-82 پر یوں رقم طراز ہیں۔ روحانی دنیا کے مطابق عارف کی تدفین ابدال کے ذمے ہوتی ہے۔ جس وقت آپ کی وفات کی خبر آپ کے روحانی مربی یعنی اس غازی مرد کو ''محمدی'' جہاز میں ملی اس وقت وہ ''قائداعظمؒ ہی کے ایک مشن پر سوئے حجاز روانہ ہونے کیلئے جہاز پر سوار ہو چکے تھے۔'' قائداعظم کی وفات کی خبر ملتے ہی غازی صاحب جہاز سے اتر کر بندرگاہ سے باہر آئے تو شہر میں مکمل ہڑتال تھی اور سواری ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی کہ اتنے میں ایک ملٹری کا ٹرک وہاں سے گذرا۔ انہوں نے اسے روکا اور جنازہ گاہ تک چلنے کی استدعا کی جس نے ان کو جنازہ گاہ تک پہنچا دیا۔ اب لاکھوں کا مجمع راستہ ملنا ہی دشوار تھا۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ راستہ خود بخود بنتا گیا اور وہ ملٹری کے حلقہ تک پہنچ گئے جس نے انہیں حلقہ کے اندر جانے سے روکا مگر خواجہ ناظم الدین اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے آپ کو دیکھ کر اندر بلا لیا اور ان سے فرمایا: ''لو بھائی! اب اپنے دوست کو خود سنبھالو'' چنانچہ انہوں نے خود ہی ''تن تنہا'' آپ کو دونوں بازوؤں پر اٹھا کر قبر میں اتارا اور راقم الحروف کو 17 ستمبر 1948ء کو مندرجہ ذیل تفصیل لکھ بھیجی۔''

''12 ستمبر 1948ء کی صبح کو جہاز کی روانگی تھی کہ حضرت قائداعظمؒ کا انتقال ہو گیا۔ یہ ایسا اچانک صدمہ تھا کہ طبیعت قابو میں نہ رہی، سامان کو جہاز میں چھوڑ کر خود نماز جنازہ کیلئے واپس شہر میں آیا۔ خدا کا شکر ہے کہ کندھا دیا اور میں نے اپنے ہاتھ سے حضرت قائداعظمؒ کو قبر میں اتارا۔ ان کا وزن بمشکل 15-20 سیر ہوگا۔ جب میں نے سر کی طرف کا بند کھولا اور پیشانی پر آخری بوسہ دیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نہایت گہری نیند سو رہا

ہے۔ سکرات موت کے کوئی اثرات نہ تھے۔ قوم کا غم آخر اس بوڑھے جنرل کو قبر میں لے گیا۔ اب ہم سب کو مل کر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔ پاکستان دشمنوں میں گھر چکا ہے۔ حیدر آباد پر حملہ ہو چکا ہے۔ (اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے) آج صبح نو بجے جدہ شریف پہنچ گئے۔ سلطان ابن سعود کی طرف سے استقبال ہوا۔ آرام ایسا ہے جیسے گھر میں ہوتا ہے، یہ سب بہ طفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ زبان میں شکریہ کی طاقت نہیں۔ (آپ کا بھائی۔۔ غازی)''[1]

واقعی اس مرد مجاہد کی تکفین و تدفین کی مذکور الصدر تفصیل اخبارات میں شائع نہ ہوئی تھی۔ قائداعظمؒ کو آخری نیند سونے کی دیر تھی کہ فضائے آسمانی ختم ہائے قرآن پاک سے گونج اٹھی۔ پاکستان کے گوشے گوشے سے بالخصوص اور دنیا کے کونے کونے سے بالعموم، بلا کسی ترغیب و ترہیب والہانہ طور پر لاتعداد ختم قرآن قائداعظمؒ کے حضور آخری خراج تحسین و عقیدت کے طور پر پہنچنے شروع ہو گئے۔ اگر کوئی بادشاہ وزیر یا امیر اجر تا بھی اتنے ختم قرآن اس طرح حاصل کرنا چاہتا تو ہرگز نہ کر سکتا اور نہ کسی عوامی لیڈر نے ابتدائے آفرینش سے آج تک مرنے کے بعد اس قدر ختم قرآن حاصل کئے۔ قائداعظمؒ نے مر کر بھی دنیا کی تاریخ میں ایسا مقام حاصل کیا جو آج تک کسی اور لیڈر کو نصیب نہیں ہوا۔ ''جیا'' تو شہنشاہوں کے سے وقار سے جیا۔ بعد وفات درویشان خدامست نے تکفین و تدفین کی اور نماز جنازہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے اللہ کے پیارے نے پڑھائی۔

بزرگ فرمایا کرتے ہیں کہ بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی نماز جنازہ پڑھنے والے لوگ بھی بخش دیئے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ میت کسی اللہ کے پیارے کی ہوتی ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے والا بھی اللہ کا ولی ہوتا ہے اور ''آسمان سے فرشتوں کی قطاریں'' بھی شمولیت کیلئے پہنچتی ہیں۔ اس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ نماز جنازہ کے وقت ظفر اللہ قادیانی ایک طرف ہٹ کر دور چلا گیا اور

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مولفہ ملک حبیب اللہ صفحات ۵۲ تا ۵۴

زمین پر بیٹھ گیا جبکہ حالت اضطرار میں پارسی اور عیسائی تک نماز جنازہ میں لاکھوں مسلمانوں سے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے۔ یہ ایسا نظارہ تھا جسے چشم فلک نے کم ہی دیکھا ہو گا۔

اس کے علاوہ ایک نہایت حیرت انگیز بات۔۔ جب حضرت قائداعظمؒ کے جنازے کا جلوس ان کی آخری آرام گاہ کی طرف رواں تھا تو ان لاکھوں انسانوں کے سمندر میں تقریباً ہر شخص نے یہ محسوس کیا کہ مغرب کی طرف وقفے وقفے سے عطر بیز ہوا اس طرح چل رہی ہے کہ گویا کہ جلوس میں شامل ہو۔ ہوا میں تازہ گلاب کی پتیوں کی سی خوشبو تھی اور یہ خوشبو آخری وقت تک قائم رہی۔ حتیٰ کہ جب لوگ بعد دفن و دعا آزردہ خاطر گھروں کو واپس ہوئے، یہ خوشبو جنازہ میں شامل ہر فرد نے بار بار محسوس کی اور لوگوں میں مدتوں اس خوشبو کا چرچا رہا۔'' 1

مسلم اور ہندو مجھے دعا دینگے:

5 اپریل 1942ء کو الہ آباد میں انجمن صحافیان کی دعوت میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے جو پیشن گوئی فرمائی تھی، بلا مبالغہ وہ درست ثابت ہوئی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ فراخ دل اور روشن خیال ہندو آپ کو 'دعا'' دیتے ہیں:

''میں اتفاق کرتا ہوں کہ آج بہت فرق ہے بالخصوص ہندوؤں اور مسلمانوں میں، آپ یہاں ہندو ہیں یا مسلمان، پارسی ہیں یا عیسائی، میں آپ سے جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھ پر جتنی بھی چاہے تنقید کی جائے جتنا بھی چاہے مجھ پر حملہ کیا جائے اور آج بعض حلقوں میں مجھ پر نفرت کا الزام بھی لگایا جاتا ہے ___ کہ میں اس کا قائل ہوں اور دیانتداری سے اس کا قائل کہ وہ دن آئے گا جب نہ صرف مسلمان بلکہ ہندوؤں کا یہ عظیم فرقہ میرے لئے دعائے خیر کرے گا، میری زندگی میں نہ سہی میری موت کے بعد ہی سہی۔'' 2

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مولفہ ملک حبیب اللہ، صفحات ۵۴، ۵۵

2۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی، صفحہ ۵۶

Marfat.com

باب دوم

اللہ کی حاکمیت

اطاعت ووفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات:

منشی عبدالرحمٰن خان رقم طراز ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے ''دارالسلام'' کا جو نقشہ پیش کیا تھا، قائداعظم بھی اسی کے عین مطابق ''نظام پاکستان'' بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اگست 1941ء میں قائداعظم جب حیدرآباد تشریف لے گئے جب اُن سے ''اسلامی حکومت'' کی وضاحت چاہی گئی تو انہوں نے اس سوال کے جواب میں نوجوان طلباء کو بتلادیا کہ:

''اسلامی حکومت کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کیلئے تعمیل کا مرکز ''قرآن مجید'' کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔''[1]

غرضیکہ انہی اصولوں پر قائداعظم نے پاکستان کی جنگ لڑی۔ انہی اصولوں کی حکومت کیلئے قوم نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ جو جنگ پاکستان کے ہر مرحلہ پر پوچھتی تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے تو اس کا جواب دیا جاتا تھا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''

اسلامی آئین اور شریعت اسلامیہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے قائداعظم نے دوٹوک اور واضح الفاظ میں فرمایا:

''کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی۔

1۔ اسلام اور قائداعظم مولفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۱۸

جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ مفسد ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا، اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے مساوات اور انصاف کا درس دیا ہے لہٰذا اسلامی اصولوں پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔''

اسلام دنیا کا وہ پہلا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو براہ راست خدا سے لو لگانے کی تعلیم دیتا ہے دوسرے مذاہب کی طرح اسلام میں خالق اور مخلوق، عبد اور معبود کے درمیان کوئی شخص یا کوئی طبقہ یا کوئی گروہ حائل نہیں ہے۔ اسلام شخصیت پرستی کا سب سے بڑا مخالف ہے۔ ایک سچے مسلمان کی طرح قائداعظم کو اس چیز سے نفرت تھی۔ اس ضمن میں کئی واقعات ہیں لیکن ذیل میں ایک واقعہ پیش کرتے ہیں:

''24 دسمبر 1945ء کو ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے چند کارکن قائداعظم کے دولت خانہ پر ایک جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے مصافحہ کرتے ہوئے جوش عقیدت سے مجبور ہو کر آپ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ یہ حرکت دیکھ کر قائداعظم نے فرمایا ''لوگوں کو چاہئے کہ وہ مجھے معمولی آدمی تصور کریں پیرو مرشد نہ سمجھ لیں۔ اس طرح لوگوں میں غلط اور تباہ کن طریقوں پر سر جھکانے کی عادت پڑ جاتی ہے جسے حرف عام میں شخصیت پرستی کہتے ہیں اور یہ مرض نقصان دہ اور مضرت رساں ہے اور اسلام میں ناروا اور ناجائز ہے۔''

اسلامی تعلیمات کا خاصا ہے کہ مسلمان کو کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور ہر وقت خدا کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔ یہی کیفیت قائداعظم کی تھی۔ وہ کبھی بھی اور کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہوئے بلکہ مایوسی اور ناکامی جیسا لفظ تو ان کی لغت میں ہی نہ تھا۔ ملت اسلامیہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

''میں مسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اسلام کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کو انتہائی مصائب اور مشکلات میں بھی

مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مصائب و آلام کی آندھیوں، مشکلات کے طوفان دشمن کی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ خدا ہمیشہ ان قوموں کو آزمائش میں ڈالتا ہے جنہیں وہ زمین کی خلافت سونپا کرتا ہے۔ گھبراؤ نہیں، خدا پر اعتماد رکھو، اپنی صفوں میں کجی نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دو۔ دیانت اور خلوص کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ملت کے مفاد پر اپنے ذاتی مفاد کو کبھی ترجیح نہ دو۔ انشاء اللہ قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی امت مرحوم کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک کامیابی سے پہنچادے گا۔"[1]

ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ جل جلالہ کی "حاکمیت" پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اعتقاد ہے کہ:

"وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا، وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے بہترین نام ہیں۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔" (قرآن کریم: سورۃ الحشر 59:22 تا 24)

قائداعظم کا بھی یہی ایقان تھا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی "حاکمیت" پر کامل یقین رکھتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ اللہ "احکم الحاکمین" (بادشاہوں کا بادشاہ) ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کیلئے ہم مندرجہ ذیل "مکالمہ" پیش کرتے ہیں جو قائداعظم اور

1۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحات ۵۶ تا ۵۸

Marfat.com

ڈاکٹر ممتاز حسن، سابق مینیجنگ ڈائریکٹر، نیشنل بنک آف پاکستان کے درمیان وقوع پذیر ہوا:

"While we were still at breakfast --- there were only four of us, the Quaid, Liaquat, Khurshid and I, the Quaid's mind turned to current political events. He referred to the recent decision of the Indian Constituent Assembly to declare India as a Republic, and asked me what I thought it from the Muslim point of view. I said that ISLAM did not permit a Muslim to accept a form of Government which vested human beings with the final and unrestricted power of law-making. Man was only the Vicegarent of God. God was the Supreme Ruler of the Universe and man derived his authority from Him and could exercise it only subject to His Laws as revealed through the Prophet (S.A.W.). The Quaid agreed that that was the essential point of principle. Otherwise, he added, forms of Government did not matter. "Pakistan might, for instance," said he, a little casually I thought "decide to have a Monarch." "They are already saying "Shahinsha-e-Pakistan Zindabad, " said

Marfat.com

Liaquat Ali Khan, trying to be helpful. "No Sir" the Quaid said, "Monarchy is not an approved form of Government in ISLAM. ISLAM does not like kings. The word "Malik" (king) is used in the Quran only as a name of God." (This, I realised latter was an exaggeration. The Quran does mention King Jalut (Goliath), although it speak of him and other kings disapprovingly). The Quaid agreed. "Whatever the form of Government" said he, "SOVEREIGNTY" in a Muslim State must rest in the QURAN." I must say I was amazed at this remark. I had not thought that, with all his Western background and experience in twentieth century constitution-making and constitution-running, the Quaid had such a profound understanding of the fundemental principles of ISLAM."[1]

1. Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Haneef Shahid, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, Page 138

Marfat.com

ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک قوم:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟ 1

ایک قوم، ایک نبیؐ، ایک دین، ایک ایمان، ایک حرم پاک، ایک اللہ اور ایک قرآن، یہی وہ سبق، درس اور پیغام ہے جو علامہ اقبال نے دیا اور یہی وہ پیغام ہے جو قائداعظم بار بار اور مسلسل ملت اسلامیہ کو دیتے رہے۔

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر! 2

قائداعظم کی انتہائی کوشش تھی کہ مسلمان ہر قسم کے امتیازات ____ رنگ، خون، نسل، فرقہ اور زبان بھلا دیں اور ایک ہو جائیں اور یہی اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے! چنانچہ 22 اکتوبر 1945ء کو ینگ مینز کھتری ایسوسی ایشن کراچی کے سپاس نامے کے جواب میں آپ نے فرمایا:

"آپ بلوچی، سندھی، سید، پٹھان، میمن، خوجا وغیرہ کے امتیازات بھول جائیں اور ایک قوم بن جائیں کیونکہ مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے اور کتاب (قرآن کریم) ایک ہے لہٰذا اگر وہ ایک قوم بن جائیں تو وہ اپنی منزل مقصود ____ پاکستان ____ جلد حاصل کرلیں گے۔ 3

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ مسلمان بھی ہو 4

1۔ کلیات اقبال اردو (بانگ درا) مولفہ علامہ اقبال، صفحہ ۲۰۲
2۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۲۶۵
3۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۴۷
4۔ کلیات اقبال اردو (بانگ درا) مولفہ علامہ اقبال، صفحہ ۲۰۳

Marfat.com

مسلم قوم کا مددگار صرف اور صرف اللہ ہے:

''تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' (قرآن کریم: سورۂ فاتحہ 1:1 تا 3)

چنانچہ اس ارشاد ربانی کی روشنی میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ 26 تا 29 دسمبر 1938ء بمقام پٹنہ قائداعظم نے اپنے خطبۂ صدارت میں ملت اسلامیہ کو خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا:

''میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور مسلم لیگ کا صرف ایک دوست ہے اور وہ ہے مسلم قوم اور مدد کیلئے بھی وہ ایک اور صرف ایک ہی طرف دیکھتے ہیں اور وہ ہے اللہ۔[1]

ملت واحدہ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر[2]

قائداعظمؒ نے اپنی زندگی کے بہترین سال اسلامیان ہند کے اتفاق واتحاد میں کوشاں رہ کر گزارے۔ انہوں نے انہیں متحد و متفق کر کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کر دیا۔ یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی خوش قسمتی تھی اور قائداعظم کی سب سے بڑی کامیابی! جب کسی قوم میں اتفاق واتحاد ہو جائے تو اس کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ قائداعظم نے اپنی مخلصانہ اور انتھک کوششوں سے مسلمانوں کے ہر فرقے کو ایک پلیٹ فارم پر اس طرح مجتمع کر دیا کہ وہ واقعی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ قائداعظم کو اپنی کامیابی کا قوی احساس تھا اور خوشی بھی۔ انہوں نے 12 اگست

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم صفحات ۲۸۳،۲۸۲ بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد 1 صفحہ ۲ مرتبہ جمیل الدین احمد

۲۔ کلیات اقبال (اردو) بانگ درا مؤلفہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۸۹ء صفحہ ۱

1945ء کو اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلمانوں کے مطالبات اس قدر واضح اور عام فہم ہیں کہ ان کو ایک طفل مکتب بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس اجتماع میں سنی، شیعہ، مومن، بوہرے اور خوجے بھی موجود ہیں اور یہ اس حقیقت کی ایک ناقابل تردید دلیل ہے کہ یہ سب بحیثیت مسلمان یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ایک اسلامی اجتماع ہے۔ ملت اسلامیہ ہند کا ایک جزو اتحاد بین المسلمین کے اس بصیرت افروز مظاہرے سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔''

21 نومبر 1945ء کو سرحد کے شاہین زادوں سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یقین رکھتے ہیں مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ ان کو پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ یہ پرچم پاکستان کا پرچم ہے۔''

ہمارا کوئی دوست نہیں۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو پر۔ ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔''

اس طرح مسلمانان پشاور کے ایک عظیم اجتماع میں 26 نومبر 1945ء کو قائداعظم نے فرمایا:

''مسلمان کا خدا ایک ہے، مسلمان کی کتاب قرآن ایک ہے۔ مسلمان کا پیغمبر ایک ہے (نعرہ ہائے اللہ اکبر) مسلم لیگ نے یہ کوشش کی ہے کہ مسلمان بھی ایک ہو جائیں۔

ہمارا مقصد اور نصب العین یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو۔ یہ بات اب اتنی عام ہو چکی ہے کہ محتاج وضاحت نہیں رہی۔ یہ حقیقت تمہیں ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ مسلمانوں کا کوئی دوست نہیں ہے۔ نہ

Marfat.com

انگریز، نہ ہندو، اب ہمیں انگریزوں کی متحدہ طاقت سے لڑنا ہے۔ یہ بھی بنیا ہے، وہ بھی بنیا۔ اسلام ہمیں غیر اللہ سے ڈرنا نہیں سکھاتا، ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انشاء اللہ کامیاب ہوں گے..... مسلمانو! میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں تم کو اچھوت بن کر رہنا ہوگا اور ہندوستان میں اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا..... میں تم سے بھی یہی اپیل کرتا ہوں کہ مسلم لیگ نے اگر ہندو کو بھی ووٹ دیئے تو اپنا ووٹ اسی کو دینا کیونکہ وہ ووٹ مسلم لیگ کے نام لکھا جائے گا۔ آپ اس کو اچھی طرح سمجھیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں...... سب سے خراب مسلمان میں ہوں۔ میرا گناہ یہ ہے کہ مسلمان کو ایک جھنڈے تلے اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ہے۔

ہم مسلمان کیا چاہتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں پر آزاد اور خود مختار ہوں اور صحیح اسلامی حکومت قائم ہو۔ ہم غیر مسلمان سے انصاف کریں گے۔ بلکہ ہم ان سے دریا دلی سے پیش آئیں گے تاریخ پڑھئے۔ ہمارے ساڑھے تیرہ سو سال کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہم ہمیشہ غیر مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے آئے ہیں۔ ہمارے صوبوں میں جو غیر مسلمان رہیں گے وہ بے حد خوش رہیں گے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہندو بھی آزاد ہوں اور مسلم بھی آزاد ہو جائیں میں یہ کبھی نہیں کروں گا کہ لوگوں کو خواہ مخواہ مرواؤں اور پھر انکار کروں اور موقع آنے پر فائدہ حاصل کروں۔ یہ ڈھونگ ہے۔ چال ہے۔ سیاست نہیں مسلمان عظیم الشان قوم ہے اور اس کا تجربہ کار جرنیل ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب آگے بڑھیں تو شکست نہ ہو اور اگر شکست ہو تو عزت مندانہ ہو۔ ہم بے عزتی نہیں کروائیں گے۔ قوم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتے۔

تم میں اب جان اور تڑپ ہے۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ دس کروڑ مسلمانوں کی عزت کا خیال کرو جو راستہ میں نے تمہیں بتایا ہے، سچا راستہ وہی ہے..... خدا کیلئے صوبہ اور مسلم لیگ میں قوت پیدا کرو۔ پاکستان قریب ہے، خدا تمہاری مدد کرے گا۔'' 1

1۔ اسلام اور قائد اعظم مؤلف محمد حنیف شاہد صفحات ۱۰۵ تا ۱۰۸

خداوند کریم پر پختہ ایمان: ایک ایمان افروز واقعہ:

مندرجہ ذیل ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے مؤلف ''اسلام اور قائداعظم'' لکھتے ہیں:

''حق تعالٰی نے قائداعظم کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ امارت وجاہت، ہمت سیاست، عزت عظمت، محبوبیت، مقبولیت اختیار، اقتدار حاصل ہونے کے باجود وہ اسباب پر نہیں، بلکہ ہمیشہ مسبب الاسباب پر نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے ساری جنگ پاکستان بے سروسامانی کے عالم میں محض خدا کے بھروسہ پر لڑی اور جیتی۔ جب بھی دشمن نے اپنی قوت قاہرہ سے ان کی قوم کو مرعوب کرنے کی کوشش کی انہوں نے قوم کو للکارا اور فرمایا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے جب بھی کسی محاذ پر لوگ کمزوری محسوس کرنے لگے، انہوں نے انہیں خدا پر بھروسہ کرنے اور اس کی اعانت پر یقین کرنے کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ جس کی وجہ سے باد مخالف بھی موافق بن گئی۔ اپنے وسائل وذرائع اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنے والے ناکام اور خدا پر بھروسہ کرنے والے بے وسیلہ ہر میدان میں کامیاب رہے۔

پاکستان کے اوّلین یوم استقلال کے موقعہ پر سکھوں نے قائداعظم کو بم سے اڑا دینے کی سازش کر رکھی تھی، جس سے ہندوستان کے آخری انگریز گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن بخوبی آگاہ تھے۔ انگریزوں کو ہندوستان سے بوریہ بستر سمیٹنے کیلئے چونکہ قائداعظم نے حسن تدبیر سے مجبور کیا تھا اس لئے انگریز درپردہ انہیں اچھا نہ سمجھتے تھے۔ لارڈ مونٹ بیٹن نے پہلے تو قائداعظم کو اس امر سے آگاہ نہ کیا۔ لیکن جب قائداعظم نے انہیں یوم استقلال کے موقعہ پر کراچی آنے کی دعوت دی تب انہوں نے اپنی جان کی حفاظت کی خاطر کراچی نہ آنے کی معذرت کرتے ہوئے لکھا کہ:

''اس موقع پر سکھوں نے آپ کو بم سے اڑا دینے کا منصوبہ مکمل کر رکھا ہے۔ ایسے حالات میں نہ آپ کیلئے جلوس نکالنا مناسب ہے اور نہ میرے

Marfat.com

لئے اس میں شرکت۔'' (مشن ود مونٹ بیٹن)

مگراس صاحب ایمان پراس کا کوئی اثر نہ ہوا۔انہوں نے لارڈ مونٹ بیٹن کو تسلی دی کہ وہ خوف زدہ نہ ہوں۔خدا تعالی بہتری کرے گا۔تب کہیں لارڈ مونٹ بیٹن کراچی آئے اور قائداعظم انہیں کھلی کار میں اپنے ساتھ بٹھا کر لاکھوں انسانوں کے ہجوم سے گزرے اور بخیر عافیت گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ کر لارڈ مونٹ بیٹن کو ارادہ محسوس کرایا کہ وہ خیریت سے منزل مقصود تک پہنچ گئے ہیں جس پر لارڈ مونٹ بیٹن نے دھڑ کتے ہوئے دل سے ان کا شکریہ ادا کیا اور قائداعظم کی خوداعتمادی کی تعریف کی۔

اسی طرح سفر آخرت کی تیاری کے دوران میں جب ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب اور کرنل الٰہی بخش صاحب نے قائداعظم سے کہا کہ:

''خدا آپ کو تادیر پاکستان کی رہنمائی کیلئے زندہ رکھے۔آپ کے بعد کون ہے جو کشتی ملت کو بھنور سے نکال کر ساحل فتح و نصرت تک لے جا سکتا ہے۔''

تو قائداعظم نے اپنے رہنماؤں پر نہیں ، بلکہ خدا پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا:

''گھبراؤ نہیں! خدا پر اعتماد رکھو! اپنی صفوں میں کجی نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دو۔ملت کے مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح نہ دو۔انشاءاللہ قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی ملت کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک کامیابی سے پہنچا دے گا۔''

(بحوالہ صدر)

انہوں نے اپنی قوم کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے خدا! تو نے ہی مسلمانوں کو آزادی عطا کی ہے۔اب تو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔میری قوم ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے

Marfat.com

کمزور ہے۔ ابھی اس کی صفوں کا کج بھی دور نہیں ہوا۔ تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔" (بحوالہ صدر)

یہ اسی تفویض و توکل کا اثر ہے کہ رہنماؤں کی خود غرضیوں اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود پاکستان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ انشاء اللہ مضبوط ترین ہوتا چلا جائے گا۔ 1

ایک اللہ، ایک قرآن، ایک رسولؐ:

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کا اولین فرض ہے کہ وہ خداوند بزرگ و برتر کی وحدانیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرے۔ فروری 1940ء میں قائداعظم نے راج کوٹ میں مسلم لیگ کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"کانگرس اپنی طاقت کے نشہ میں مدہوش ہے مگر ہم یہ نشہ اتارے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کانگرس کے پاس روپیہ ہے۔ اثرات ہیں اور تعلیم ہے مگر ہمیں اس کی پروا نہیں کیونکہ

"ہمارا اللہ ایک ہے، قرآن ایک ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے اور مذہب ایک ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان ایک نہ ہوں اور جب مسلمان ایک ہو جائیں گے تو کانگرس تو کیا کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔" 2

اسی طرح آل انڈیا مسلم لیگ کے اکتیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ 24 تا 26 دسمبر 1943ء بمقام کراچی کی صدارت کرتے ہوئے قائداعظم نے اپنے صدارتی خطبے میں ارشاد فرمایا:

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۴۹ تا ۵۱

2۔ گفتار قائداعظم مرتبہ احمد سعید صفحہ ۲۳۸، بحوالہ روزنامہ انقلاب لاہور ۲ فروری ۱۹۴۰ صفحہ ۲

Marfat.com

ترجمہ: ''وہ کون سی چیز ہے جس نے فردِ واحد کی طرح مسلمانوں کو متحد کر دیا تھا اور قوم کا ملجا اور ماوا کیا تھا؟ (قائداعظم نے خود ہی جواب دیا) ''اسلام''! پھر مزید کہا: یہ عظیم کتاب ''قرآن کریم'' ہے جو مسلمانان ہند کی پناہ گاہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے زیادہ سے زیادہ یکتائی آتی جائے گی: ایک اللہ، ایک کتاب، ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک قوم۔''1

اسی طرح قائداعظم نے ینگ مینز کھتری ایسوسی ایشن کراچی کے سپاس نامے کے جواب میں 22 اکتوبر 1945ء کو فرمایا:

ترجمہ: ''مسلمان ایک اللہ، ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک کتاب (قرآن کریم) پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر وہ ایک قوم بن جائیں تو وہ اپنی منزل مقصود ــــــ پاکستان حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔''2

قائداعظم نے مذہبی رہنما ہونے کا کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ دین مبین کے ایک عاجز پیرو ہونے کا اعتراف کرتے رہے اور اس پر وہ نازاں بھی تھے۔ انہوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ اعلان کیا:

''میں نہ مولوی ہوں اور نہ دینیات کا فاضل پھر بھی میں اپنے مذہب کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات ضروری رکھتا ہوں اور میں اپنے دین کا ایک عاجز پیرو ہوں لیکن اس حقیقت پر مجھے ناز بھی ہے۔''

ایک خدا، ایک کتاب یعنی قرآن کریم، ایک نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے امت مسلمہ کو ملت واحدہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے انہوں نے پشاور کے ایک جلسہ عام سے خطاب میں فرمایا:

ترجمہ: ''ہم مسلمان ایک اللہ، ایک کتاب (قرآن مجید) اور ایک

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، صفحہ ۲۵۱

2۔ قائداعظم کا پیغام طلباء کے نام مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۵۲

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک قوم، متحد اور یکتا قوم نہ بن جائیں۔''[1]

اسی حقیقیت کا اعتراف کرتے اور ملت اسلامیہ کو 'ایک'' ہونے کی تلقین کرتے ہوئے مفکر پاکستان علامہ اقبال نے فرمایا:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک[2]

ایک خدا، ایک کتاب (قرآن مجید) اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یقین اور ایمان کا اظہار کرتے ہوئے سرحد کے شاہین زادوں سے خطاب کے دوران 21 نومبر 1945ء کو قائداعظم نے فرمایا:

''مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یقین رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ ان کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ یہ پرچم پاکستان کا پرچم ہے۔
ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو پر۔ ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔''[3]

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، صفحہ ۲۵۱
2۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مولفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۵۲
3۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۱۴۴

Marfat.com

ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسولؐ:

قائداعظم کی دلی خواہش تھی کہ پاکستان میں عہد فاروقیؓ کی تصویر عملی طور پر کھینچی جائے۔ 21 مارچ 1948ء کو آپ نے بدعناصر کو مخاطب کر کے فرمایا:

''پاکستان قائم ہو چکا ہے اور یہ مسلمانوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان کے مقاصد میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں مکمل اتحاد واتفاق ہو۔ ہمارا خدا، رسول، کلمہ اور قرآن ایک ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک اور مذہب کی اشاعت اور ترقی کے لئے انتھک جدوجہد نہ کریں۔ اگر آپ نے مکمل اتحاد وتعاون اور صحیح اسلامی جوش وخروش سے کام کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل وکرم سے پاکستان جلد ہی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔ تعمیر پاکستان کیلئے مسلمانوں کے تمام عناصر اور طبقوں میں یک جہتی اور اتحاد ضروری ہے۔

میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کے ایک ادنیٰ سپاہی اور خدمت گزار کی حیثیت سے کی ہے اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کیلئے آپ میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔

میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھینچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔

پاکستان میں کسی ایک طبقے کو لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کی اجازت نہیں ہوگی۔ پاکستان میں بسنے والے ہر شخص کو ترقی کے برابر مواقع میسر ہوں گے۔ پاکستان امیروں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور نوابوں کی

Marfat.com

لوٹ کھسوٹ کیلئے نہیں بنایا گیا۔ پاکستان غریبوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان غریبوں کا ملک ہے اور اس پر غریبوں ہی کو حکومت کا حق حاصل ہے۔ پاکستان میں ہر شخص کا معیار زندگی اتنا بلند کر دیا جائے گا کہ غریب اور امیر میں کوئی تفاوت باقی نہ رہے گا۔ پاکستان کا اقتصادی نظام اسلام کے غیر قانونی اصولوں پر ترتیب دیا جائے گا یعنی ان اصولوں پر جنہوں نے غلاموں کو تخت و تاج کا مالک بنا دیا۔''1

مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے:

اسلامیہ کالج لاہور کے طلبہ کا وفد:

''ہم آپ کی جائے رہائش پر پہرہ دیں گے۔''

قائداعظم:

''مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے۔''

مگر طلبہ کے اصرار پر آپ نے اجازت دے دی۔ (7 مئی 1946ء)

مسلم نیشنل گارڈز صوبہ بمبئی:

''ہم آپ کے در دولت پر سنتری متعین کرنا چاہتے ہیں۔''

قائداعظم نے یہ کہہ کر ان کی پیش کش کو مسترد کر دیا کہ:

''مجھے محافظ حقیقی کی ذات پر بھروسہ ہے، جب تک ملت اسلامیہ کیلئے میرا زندہ رہنا مقرر ہو چکا ہے، وہ مجھے یقیناً زندہ رکھے گا۔''2

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۲۹

2۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۱۴۸، ۱۴۹

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ:

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ 26 تا 29 دسمبر 1938ء بمقام پٹنہ کے صدارتی خطبہ میں جو آپ نے فی البدیہ ارشاد فرمایا، قائداعظم نے دوٹوک فرمایا:

''تاہم میں ان رہنماؤں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو مزید فریب نہیں دے سکتے۔ اب مسلمان وہ نہیں ہیں جو تین برس پہلے تھے کانگرس کا سارا کھیل یہ ہے اور یہ رہا ہے کہ وہ اس ملعون، سخت قابل اعتراض اور ناقص دستور میں واضح اکثریت حاصل کریں جس سے وہ لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اکثریت حاصل ہو جائے تو وہ بہ ہزار مسرت وفاق کو قبول کرلیں گے اور پھر وہ مسلم ثقافت اور تنظیم کو تباہ کرنے اور کانگرس کی فاشٹ طرز پر واحد مطلق العنان تنظیم کے طور پر تعمیر کرنے کیلئے اپنی مذموم ترکیب کو روبہ عمل لے آئیں گے اور پھر وہ ہندوستان میں ہندو راج کے قیام کے مقصد کو حاصل کرسکیں گے۔

کانگرسی سازشیں:

کانگرسی رہنماؤں کو اس بات کا علم ہے کہ ان کا ہدف کیا ہے۔ انہیں سات صوبوں میں اکثریت حاصل ہے اور وہاں کانگرس کی حکومتیں قائم ہیں۔ صرف چار صوبے باقی رہ گئے ہیں۔ کانگرسی رہنماؤں کی حریص نظریں ان صوبوں پر لگی ہوئی ہیں۔ وقتاً وقتاً وہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ان صوبوں میں غیر کانگرسی حکومتیں متزلزل ہیں، اپنی اکثریتوں کے باوصف متزلزل ہیں اور آخری دموں پر ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ کانگرسی رہنما یہ سمجھتے ہیں کہ ان صوبوں میں وزارتیں بہت زیادہ مستحکم نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان صوبوں میں جہاں بھی ان سے ہو سکے کانگرسی وزارت قائم کردی جائے۔ میری شمال مغربی سرحدی صوبے کے بعض دوستوں سے بات ہوئی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے میں ہمارے ہم مذہبوں ___ بھولے بھالے پٹھانوں

Marfat.com

____ کو بتایا گیا ہے کہ کانگرس عوام کی بھلائی چاہتی ہے۔ مسلم لیگ سامراج کی حامی ہے اور سامراج کی ایک دوست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ پر سامراج کی دوستی کے الزام سے بڑا جھوٹ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیا میں نے کبھی بھی مجلس قانون ساز کے اندر اور مجلس قانون ساز کے باہر کسی ایک موقع پر سامراج کی حمایت کی ہے۔ مجھے سامراج کا ساتھی ثابت کرنے کا تو ذکر ہی کیا؟ (آوازیں: نہیں نہیں)

مجھے یقین ہے کہ اگر کبھی مسلمانوں میں چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے ماضی میں یہ سوچا کہ برطانوی سامراج کے ساتھ دوستی کے ذریعہ ان کی مقصد براری ہو سکتی ہے تو اب تو ان کی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی کی بھی دوست نہیں ہوگی، لیکن اگر مسلمانوں کے مفاد میں ضرورت پیش آ جائے تو وہ شیطان سے بھی دوستی کر لے گی! (ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس مرحلہ پر مکمل سکوت نے پورے پنڈال کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے)

مسٹر جناح نے ایک لمحے کیلئے توقف کیا اور پھر سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

یہ بات نہیں ہے کہ ہمیں سامراجیت سے انس ہے لیکن سیاست میں بھی کھیل ایسے ہی کھیلنا پڑتا ہے جیسے شطرنج کی بساط پر کھیلا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور مسلم لیگ کا صرف ایک دوست ہے اور وہ ہے مسلم قوم، اور مدد کیلئے بھی وہ ایک اور صرف ایک ہی کی طرف دیکھتے ہیں اور وہ ہے اللہ (نعرہ ہائے تحسین) 1

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات ترجمہ اقبال صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۵، جلد دوم صفحات ۲۷۵/۲۸۰/۲۸۳

Marfat.com

ایمان کی پختگی: اللہ پر کامل یقین:

زیڈ اے بخاری پاکستان کی ایک نامور شخصیت تھے۔ انگریزی دور حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ ریڈیو پاکستان کے پہلے ڈائریکٹر جنرل مقرر کیے گئے۔ انہیں قائداعظم سے ملاقات کا شرف بھی حاصل رہا۔ ذیل میں قائداعظم کے ایمان کی پختگی کے سلسلے میں وہ ایک حیرت انگیز واقعہ پیش کرتے ہیں:

جب زیڈ اے بخاری بمبئی میں آ کر سٹیشن ڈائریکٹر تعینات ہوئے تو ریڈیو کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کیلئے انہوں نے ایک نئی طرز ایجاد کی۔ وہ یہ کہ بڑے بڑے عمال حکومت کے علاوہ انہوں نے بڑی بڑی علمی شخصیتوں سر چمن لال سیتل واد اور رستم میسانی مسٹر ہومی مودی کے علاوہ سیاسی شخصیات کو بھی مدعو کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لیڈروں کے علاوہ جواہر لال نہرو وغیرہ بھی آل انڈیا ریڈیو پر آ کر تقاریر کرتے رہے۔

اب ان کی کوشش تھی کہ حضرت قائداعظم کو بھی ریڈیو اسٹیشن پر لایا جائے۔ اس کیلئے جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے اس سے ''حضرت قائداعظم کی اللہ کی حفاظت پر ایمان کی پختگی، صداقت کی قوت اور عوام کی ان سے محبت کی جھلک اعلیٰ انداز میں نظر آتی ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''جناب چندریگر بھی بمبئی مسلم لیگ کے اہم لیڈر تھے۔ میں نے ان سے بھی تقریر نشر کرنے کیلئے کہا، مگر ان کا کہنا تھا کہ مسلم لیگ کی طرف سے صرف قائداعظمؒ ہی ریڈیو پر تقریر کر سکتے ہیں، تم انہی کے پاس جاؤ۔ ادھر مجھے خوب معلوم تھا کہ اگر بے موقع بات ہوئی اور قائداعظمؒ نے براڈکاسٹ کرنے سے انکار کر دیا تو معاملہ ہمیشہ کیلئے بگڑ جائے گا۔

خیر اللہ نے میری مدد کی۔ نومبر 1939ء کا ذکر ہے کہ رمضان کی آخری تاریخوں میں دہلی میں تمام سیاسی جماعتوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں شرکت کیلئے قائداعظمؒ بھی تشریف لے گئے۔ اس اجتماع کی خبریں

Marfat.com

اخباروں میں چھپتی رہتی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ قائداعظم نے ملک کے مختلف مسائل پر اور مسلمانوں کے نقطہ نظر پر کن خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس اجتماع کے بعد قائداعظمؒ بمبئی لوٹے تو معلوم ہوا کہ کامیاب واپس آئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ وہ یقیناً خوش ہوں گے اور کیا عجب کہ اس خوشی کے موقع پر وہ ہماری درخواست منظور کرلیں۔ خاص طور پر یہ بات بھی تھی کہ اگلے ہی روز عید تھی اور میری خواہش تھی کہ عید کی شام وہ تقریر نشر فرمائیں۔

چنانچہ میں اسی روز ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا اب کیا بتاؤں کیا کیا الفاظ استعمال کئے۔ قائداعظمؒ کے سامنے زبان کھولنے کے جرات ذرا مشکل ہی سے ہوتی تھی۔ خدا معلوم میں نے کیا کہا لیکن قائداعظمؒ نے خدا انہیں غریق رحمت کرے، میری درخواست قبول فرمالی۔

قائداعظمؒ عید کی نماز کیلئے تشریف لے گئے تو مجھے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سارا شہر عیدگاہ میں جمع ہوگیا تھا۔ اس مجمع میں اعلان ہوا کہ شام کو قائداعظمؒ بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے تقریر فرمائیں گے۔ شام قریب آئی تو ریڈیو اسٹیشن کے آس پاس کی تمام سڑکوں پر لوگوں کا ہجوم ہوگیا۔ اب میں بہت ڈرا کہ اگر خدانخواستہ کوئی دشمن ہجوم میں گھس کر قائداعظمؒ کی گاڑی پر بم پھینک دے تو کیا ہوگا۔

یہ سوچ کر قائداعظمؒ کے دردولت پر پہنچا اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے دیدار کیلئے بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ وہ یہ سن کر خاموش رہے، گاڑی میں بیٹھے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کڑک کر فرمایا: ڈر کس بات کا؟ میں نے عرض کیا اتنے بڑے مجمع میں کیا معلوم کوئی دشمن بھی ہو۔۔۔ اور وہ میرا فقرہ قائداعظمؒ کی بے نیازانہ مسکراہٹ میں گم

ہو گیا۔ (گویا توکل علی اللہ پر ایمان کا اظہار تھا)۔

جب قائداعظمؒ کی سواری کوئنز روڈ پر پہنچی تو لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے باعث گاڑی کا آگے چلنا دشوار ہو گیا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی گئی اور بڑھتے بڑھتے ریڈیو کے پھاٹک میں داخل ہو گئی۔ لوگ اندر آنے لگے تو میں بہت گھبرایا۔ میری گھبراہٹ دیکھ کر قائداعظمؒ نے فرمایا ان سے کہو کہ اندر نہ آئیں۔

ان کا یہ فرمان سن کر میں سکتے میں آ گیا۔ میں کیا اور میری آواز کیا اور میری حیثیت کیا کہ میں کیا کہوں اور میرے کہنے پر ہجوم احاطے کے اندر آنے سے باز رہے۔ مگر قائداعظم کا فرمان کیونکر ٹالتا؟ گاڑی سے باہر نکلا اور احاطے کی دیوار پر کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ قائداعظمؒ کے حکم کے مطابق آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ احاطے کے اندر تشریف نہ لائیں۔ یہ قائداعظمؒ کے نام کی برکت تھی کہ میری آواز میں تاثیر پیدا ہو گئی اور آگے بڑھتے ہوئے لوگ پیچھے ہٹ گئے، جیسے سمندر کی لہر ساحل تک آ کر پلٹ جائے۔ اسٹوڈیو چوتھی منزل پر تھا میں قائداعظمؒ کے ساتھ لفٹ میں سوار ہوا۔ لفٹ چلانے کیلئے میں نے اپنا ایک خاص آدمی متعین کر رکھا تھا کیونکہ مجھے کسی پر بھروسہ نہ تھا۔ قائداعظمؒ کی تقریر شروع ہوئی۔ ان کی آواز تھی کہ ''صور اسرافیل'' لہجہ تھا کہ ''صداقت کے سمندر کی لہریں'' الفاظ تھے کہ ترستی زمین پر ''رحمت باراں''۔۔۔۔ جس جس نے قائداعظم کی تقریر سنی مبہوت ہو گیا۔ ہندو اخبار ہندوستان ٹائمز نے اس تقریر پر متواتر تین دن اداریئے لکھے۔ مدراس، کلکتہ، بمبئی، دہلی، لاہور غرض کوئی بڑا مرکز اخباروں کا ایسا نہ تھا جہاں قائداعظمؒ کی تقریر موضوع سخن نہ رہی ہو۔ تقریر کے اسٹوڈیو سے باہر نکلے تو فدائی ٹوٹ پڑے۔ قائداعظمؒ کو اور ان کے طفیل مجھے اتنے ہار پہنائے گئے کہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔[1]

---

1. قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو مؤلفہ ملک حبیب اللہ صفحات ۹۰ تا ۹۳

Marfat.com

فرض کی ادائیگی: خدا کے ہاں سرخ روئی

14 فروری 1947ء کو بلوچستان کے سول افسروں سے سبی کے مقام پر خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''آج ہم یہاں بڑے اور چھوٹے کے امتیاز کے بغیر مملکت کے خادموں کی حیثیت سے جمع ہوئے ہیں اور یہ غور کرنے کیلئے کہ اپنے عوام اور اپنے ملک کے مفادات کو کس طرح آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ ترین اور ادنیٰ ترین تک ہم سب مملکت کے خادم ہیں۔

اب پاکستان ایک خودمختار مملکت ہے۔ مطلق اور بغیر کسی کی دخل اندازی کے اور پاکستان کی حکومت عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ جب تک کہ ہم حتمی طور پر اپنا دستور مرتب نہ کرلیں اور یہ کام صرف مجلس دستور ساز پاکستان ہی سرانجام دے سکتی ہے، اس وقت تک ہمارا موجودہ عبوری دستور افسر شاہی یا جبر یا آمریت پر نہیں بلکہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر ہونا چاہئے۔ آپ افسران کو محسوس کرنا چاہئے کہ یہ اصول ہیں جو ذہن نشین رہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نقطہ آغاز سے شروع کر رہے ہیں۔ اگر آپ پاکستان کو قوموں کی برادری میں ایک عظیم ملک بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو حتیٰ الامکان آسائشوں کو فراموش کر دینا ہوگا اور جو کام بھی آپ کو سونپا گیا ہے اس پر جس قدر آپ سے ہو سکے زیادہ سے زیادہ وقت اور محنت صرف کریں۔

قائداعظم نے مزید فرمایا: دیانت اور خلوص سے کام کیجئے اور حکومت پاکستان کے حامی اور وفادار رہیے۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس دنیا میں کوئی شے آپ کے اپنے ضمیر سے بڑھ کر نہیں اور جب آپ رب ذوالجلال کے حضور پیش ہوں تو آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فریضہ انتہائی احساس وفاداری، دیانت، راست بازی، لگن اور وفا شعاری کے ساتھ سرانجام دیا۔

یقین کیجئے کہ آپ نہ صرف بلوچستان کو عظیم بنائیں گے۔ مجھے علم ہے کہ

Marfat.com

بلوچستان میں زبردست امکانات موجود ہیں بلکہ سارے پاکستان کیلئے بھی اپنا کردار ادا کریں گے اور اس طرح آپ کی مملکت صرف آبادی کے لحاظ سے ہی دنیا کی سب سے بڑی پانچویں مملکت ہی نہ رہے گی بلکہ پانچ برس کے دوران دنیا کی سب سے عظیم ترین مملکتوں کی صف میں شامل ہو جائے گی۔

اب یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے ایک مقدس امانت تصور کریں۔ اپنی توانائیوں اور عزم کو دوگنا کر دیجئے۔ انشاءاللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔[1]

۱۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد چہارم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۱۲ تا ۴۱۳

Marfat.com

یوم نجات: نماز شکرانہ

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ راضی برضا رہے۔ اگر اسے دوسروں کے ظلم واستبداد کا نشانہ بننا پڑے تو اسے برداشت کرے اور جب ظلم وستم کے بادل چھٹ جائیں تو اللہ رب العزت کا جو کائنات کا خالق ہے، شکر ادا کرے۔ بعینہٖ مسلمانان ہند جب کانگرسی مظالم کا شکار ہوئے اور خداوند بزرگ وبرتر نے انہیں نجات دی تو قائداعظم نے جمعتہ المبارک کے روز نماز کے بعد ''یوم نجات'' منانے، اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر شکرانے کے نفل کا اعلان کرتے ہوئے 27 دسمبر 1939ء کو بمبئی سے فرمایا:

''مسلمانان ہند عموماً اور صُوبائی ڈسٹرکٹ اور ابتدائی لیگیں خصوصاً 22 دسمبر 1939ء کو ''یوم نجات'' منائیں۔'' آپ نے فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ فرزندانِ اسلام 22 دسمبر 1939ء بروز جمعتہ المبارک ''یوم نجات وشکرانہ'' منائیں کہ کانگریسی حکومت کا دور ختم ہوا۔ مجھے امید ہے کہ صوبائی ڈسٹرکٹ اور پرائمری لیگیں نماز جمعہ کے بعد عام جلسے کریں گی۔ اور مندرجہ ذیل تجویز مناسب تبدیلی کے ساتھ پاس کریں گی اور مسلمان شکرانہ کے نوافل ادا کریں گے کہ خدا نے کانگریسی مظالم سے نجات دی ہے۔ مجھے اعتماد ہے کہ تمام جلسے نظم اور انکسار کے ساتھ منعقد ہوں گے اور کوئی ایسی بات نہ ہوگی جو دوسرے فرقوں کیلئے باعثِ آزار ہو کیونکہ ان مظالم کا بانی کانگریس کا ہائی کمانڈ ہے جو مسلمانوں اور دوسری قلیل التعداد اقوام پر کئے گئے۔''

واللہ قائد ملت اسلامیہ نے اپنے ارشاد میں کس قدر تدبر اور اسلامی شان کا اظہار فرمایا ہے؟ آپ نے صاف فرمادیا ہے کہ اُن مظالم کے بانی وہ لوگ نہیں جو کانگریسی ہیں بلکہ مظالم کی ذمہ دار فقط کانگریس ہائی کمانڈ ہے جو فسطائیت کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہے۔ جو استبداد کے بل پر ہندوستان میں اقتدار چاہتی ہے۔ جو ظلم سے

Marfat.com

مرعوب کر کے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو مرعوب کرنا چاہتی ہے۔ جو اکثریت کا ہوا دکھا کہ ہندو راج کی بنیاد رکھنا چاہتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے اجلاس میں صرف کانگریس ہائی کمانڈ کی ناانصافیوں اور ظلم و استبداد کا ذکر ہے۔ عام ہندوؤں کو ملوث نہ کیا جائے۔

مسلمانوں کا یہ جلسہ عام (مقام کا نام) اپنی رائے کا بے باکانہ اظہار کرتا ہے کہ کانگریسی وزارتوں نے مسلمہ طور پر مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی مخالفانہ پالیسی کا قطعی طور پر مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کانگریس کا دعویٰ باطل ہے کہ وہ تمام ہندی اقوام کے مفاد کی انصاف کے ساتھ نیابت کرتی ہے۔ بڑے غور کے بعد اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ کانگریسی وزارتیں دوسری قلیل التعداد اقوام کے حقوق و مفاد کا تحفظ کرنے میں ناکام رہیں۔

لہٰذا یہ جلسہ مختلف صوبوں سے کانگریسی وزارتوں کے اختتام پر ایک نجات محسوس کرتا ہے اور اس پر اظہار مسرت کرتا ہے کہ گزشتہ اڑھائی سال سے مسلمانوں پر جو زیادتیاں اور مظالم ہو رہے تھے ان کا خاتمہ ہو گیا اور اس پر آج ''یوم نجات'' منا رہا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسی طاقت و تنظیم فرمائے کہ وہ ان وزارتوں کے دوبارہ قیام کو روک سکیں (اور مسلمانوں نے اللہ کے فضل سے روک دیا) اور ایسی وزارتیں قائم کر سکیں جو واقعی ہر دلعزیز ہوں (مسلمانوں کی یہ دعا بھی قبول ہوئی) اور تمام فرقوں کے ساتھ مساویانہ انصاف کریں۔ یہ جلسہ ہز ایکسیلنسی گورنر (صوبہ کا نام) اور ان کے مشیروں کی کونسل سے باصرار درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی جائز شکایات اور ان مظالم کی جو سابق کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں پر کئے ہیں تحقیقات کریں اور اس اعلان کے مطابق جو گورنروں نے دفعہ 93 گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کی رو سے اختیار حکومت لیتے وقت لیا تھا، جلد ان شکایات کو رفع کریں اور ان مظالم کا مداوا کریں اور اس طرح لوگوں کو یقین دلائیں کہ نئی حکومت تمام فرقوں کے ساتھ بے لاگ انصاف کرنے والی ہے۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۱۳۷ تا ۱۳۸

Marfat.com

یوم تشکر اور مسرت

مسلمان کی شان ہے کہ وہ کامیابی، کامرانی اور سرخ روئی پر رب ذوالجلال کا شکر ادا کرنے کیلئے اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے۔ مرکزی مجلس قانون ساز میں سو فیصد کامیابی پر قائداعظم نے پوری ملت اسلامیہ سے اپیل کی کہ وہ جمعتہ المبارک کے روز اظہار تشکر اور یوم مسرت منائیں۔

اب بنگال سے مرکزی مجلس قانون ساز کی باقی ماندہ دو نشستوں کے انتخاب کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔ میں ہند کے مسلمانوں کو ملک کے طول وعرض میں صد فی صد مرکزی نشستیں جیتنے کی شاندار اور بے نظیر کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ بہت سے مخالف امیدوار اور بنگال میں ہر ایک خواہ وہ نا قابل ذکر بد بخت نام نہاد قوم پرست مسلمان ہو یا کانگرس کی جانب سے کھڑا کیا ہوا کوئی ایک امیدوار دونوں اپنی اپنی ضمانتیں ضبط کرا بیٹھے۔

اس شرمناک اور ششدر کن شکست سے ہمارے مخالفین کو یہ احساس ہو جانا چاہیے کہ انہیں ہندو کانگرس، اس کے اخبارات اور دولت کی حمایت سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی بے کار کوششیں ترک کر دینا چاہیں، مطالبہ پاکستان کے حق میں مسلم ہند کا یہ نہایت واضح فیصلہ ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد با اختیار اور نمائندہ تنظیم ہے اور یہ کہ کانگرس ماسوائے اونچی ذات ہندوؤں کے نہ مسلمانان ہند کی اور نہ ہی کسی اور فرقے کی نمائندگی کرتی ہے۔

ہندو مہا سبھا جو ہندو کانگرس کی ایک ذیلی جماعت تھی، ہوا میں تحلیل ہو گئی اور اس پر سے وہ جھلی کہ وہ کانگرس مخالف جماعت ہے اُتر کر اسے بالکل ننگا کر گئی اور بلا کسی شک وشبہ یہ ثابت ہو گیا کہ ہندو مہا سبھا ایک ہی سکے کا دوسرا رخ ہے جس کا مقصد نازک مواقع پر کام آنا اور مسلم مطالبہ کے خلاف ڈھنڈورچی کا کام دینا تھا جبکہ صفائی سے لیپا پوتی اور مسلم لیگ کے مسلم ہند کے مطالبہ کے خلاف ہر لحاظ سے اونچی ذات

Marfat.com

کے ہندوؤں کا رویہ اختیار کرنا کانگرس کا کام تھا۔

اس بے مثال اور شاندار کامیابی پر اظہار مسرت کیلئے میں نے سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو ہدایت کی ہے کہ وہ مسلم لیگ کی تمام صوبائی، ضلعی اور ابتدائی شاخوں کے نام ہدایات جاری کر دیں کہ سارے ہند میں جمعہ 11 جنوری 1946ء کو پہلے راؤنڈ میں اپنی شاندار کامیابی پر اظہار تشکر اور یوم مسرت کے طور پر منائیں۔ اس دن عام جلسے منعقد کئے جائیں اور ان تک اپنی کامیابی کا پیغام پہنچا دیا جائے اور انہیں پابند نظم وضبط اور نہایت منظم قوم کی حیثیت سے صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کا دوسرا راؤنڈ لڑنے کیلئے تیار کیا جائے، جواب ہمیں درپیش ہے تاکہ ہم اپنی مکمل کامیابی حاصل کر سکیں اور لیگ کے سرکاری امیدواروں کے حق میں اپنے ووٹ دے کر اور حمایت کر کے ہر صوبے میں (مسلم لیگ کو) بہت بھاری اکثریت دلائیں۔

مجھے بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ ہم ہند کے طول وعرض میں کانگرس اور ناقابل ذکر، نام نہاد قوم پرست مسلمانوں جو ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں، کے حربوں اور چالبازیوں اور طاقتور ہندو کانگرس کے اخبارات اور بے پناہ دولت اور دیگر وسائل کے باوجود جو انہوں نے اس جنگ میں جھونکے، انتخابات کی جنگ میں ہم سُرخرو ہو کر نکلیں گے۔

اب میں ہر مسلمان مرد، عورت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر صوبے میں مسلم لیگی امیدواروں کی کامیابی کیلئے اپنی پوری توانائی، بہترین اعانت، حمایت اور ووٹ مرکوز کر دے۔ (دی ڈان، 31 دسمبر 1945ء)[1]

۱۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ صفحات ۵۳۵، ۵۳۶

سجدۂ شکر و تقدیر: قیام پاکستان

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ رب العزت کی بے پایاں نوازشات پر قائداعظم کس طرح سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں اور جب پاکستان عالم وجود میں آتا ہے تو ان کی کیفیت اس طرح ہو جاتی ہے:

15 اگست 1948ء کو گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان ریڈیو سے پاکستانی باشندوں کو مبارکباد دی۔ آپ کی مفصل تقریر حسب ذیل ہے۔

''میں انتہائی مسرت کے ساتھ پاکستان کے باشندوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ 15 اگست کا دن خود مختار اور آزاد پاکستان کا پیدائشی دن ہے۔ آج کے دن مسلمانوں کی چند گزشتہ برسوں کی قربانیوں اور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس انتہائی مسرت آگیں لمحہ میں میرے دل میں ان بہادر لوگوں کی یاد تازہ ہو رہی ہے۔ جنھوں نے پاکستان کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ میں ان بہادروں کو جو زندہ ہیں اور جو ہم میں موجود نہیں ہیں۔ ان کے پسماندگان کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ان کا رہین منت رہے گا اور جو ہم سے ابدی جدائی اختیار کر چکے ہیں کبھی فراموش نہ کرے گا۔

قیام پاکستان نے اس ریاست کے شہریوں پر عظیم فرائض کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ پاکستان میں ہمیں بتانا ہے کہ مختلف عناصر کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور کس طرح سب متحد ہو کر شہریوں کی بھلائی کیلئے بغیر نسل و ملت کا امتیاز کیے ہوئے جدوجہد کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ گھر میں اور گھر سے باہر امن و امان برقرار رکھیں۔ ہم خود امن سے رہنا چاہتے ہیں اور اپنے قریبی ہمسائیوں سے پُر امن رہنے کے خواہش مند ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا امن و امان کی زندگی بسر کرے۔ ہم اقوام عالم کے چارٹر پر اعتماد رکھتے ہیں اور اقوام عالم کی فلاح و بہبود ہمارا فرض ہے۔

آج رمضان المبارک کا آخری جمعۃ الوداع ہے۔ آج کا دن ہمارے لیے ہی

Marfat.com

نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کیلئے خوشی اور مسرتوں کا دن ہے۔ آیئے! آج ہم ہزاروں کی تعداد میں مسجدوں میں جمع ہو کر خداوند وحدہٗ لاشریک کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنے معبود کا شکریہ ادا کریں کہ محض اسی کی مدد، مہربانی اور رہنمائی کی بدولت ہم نے اپنے عظیم ترین مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ ہم اس سے دعا مانگیں کہ وہ ہماری دوبارہ مدد اور رہنمائی کرے تاکہ ہم پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں سے ایک بنا دیں اور خود کو بہترین باشندے ثابت کر دیں۔

پاکستان کو عالم وجود میں آئے ابھی پانچ روز ہوئے ہیں کہ 17 اگست 1947ء کو جمعتہ الوداع کا دن آتا ہے۔ اس مبارک موقع پر قائداعظم کے جذبات متحرک ہوتے ہیں اور وہ اسلامیان پاکستان سے مخاطب ہوتے ہیں۔ جمعتہ الوداع کے موقعہ پر قائداعظم کی یہ تقریر لاہور پشاور اور ڈھاکہ سے نشر ہوتی ہے۔

''نہایت مسرت اور شادمانی کے ساتھ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ 15 اگست پاکستان کی آزاد اور خود مختار سلطنت کی پیدائش کا دن ہے۔ یہ مسلمانوں کے مقصد تکمیل کا دن ہے جس کیلئے انہوں نے ماضی کے چند سالوں میں بڑی قربانیاں دی ہیں کہ انہیں اپنی حکومت میں رہنے کی جگہ مل جائے۔ اس اہم موقع پر میرے تمام خیالات ان بہادر مجاہدین کی طرف لگے ہوئے ہیں جنھوں نے خندہ پیشانی استقامت سے ہمارے اس مقصد کے حصول کیلئے اور پاکستان کے قیام کیلئے اپنا سب کچھ اور اپنی پیاری زندگی تک کو قربان کر دیا۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ان کا ممنون و مشکور رہے گا اور ان کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہے گی، جنہوں نے اس مقصد کیلئے اپنی جانیں دیں، اور وہ اب موجود نہیں ہیں۔ سلطنت پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کے شہریوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔ انہیں یہ موقع ملا ہے کہ وہ دنیا کو دکھا دیں کہ مختلف عناصر کی ایک قوم کس طرح امن و محبت کے ساتھ زندہ رہ سکتی ہے اور بلا امتیاز مذہب و ملت تمام شہریوں کے بہبود کیلئے کام کر سکتی ہے۔ اندرونی

اور بیرونی امن ہمارا مقصد ہونا چاہیے۔ ہمیں امن سے رہنا چاہئے۔ اپنے پڑوسیوں سے دوستانہ تعلقات اور ساری دنیا سے خوشگوار معاملات رکھنا چاہئیں ہم کسی کے خلاف جارحانہ جذبہ نہیں رکھتے۔ متحدہ اقوام کے چارٹر کے ہم پابند ہیں۔ اور ہم دنیا کے امن اور خوشحالی کیلئے پوری پوری کوشش کریں گے۔ مسلم انڈیا نے دنیا پر یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ ایک متحد قوم ہے۔ اس کا مقصد انصاف پر مبنی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں اس نعمت کیلئے آج خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ہمیں اس سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں اس انعام کے لائق بنا دے آج کے دن نے ہماری قومی تاریخ کی نا اُمیدی کی صورت بدل دی اور آج کے دن سے ہمیں نئے قابل احترام باب کا اضافہ کرنا چاہیے۔

ہمیں اقلیتوں پر اپنے قول و فعل سے ثابت کر دینا چاہیے کہ جب تک وہ پاکستان کے وفادار شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتی رہیں گی، انہیں کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا۔ میں حریت پسند قبائل کو اور اپنے حدود سے باہر والی ریاستوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان اُن کے موجودہ معیار کو عزت کی نگاہ سے دیکھے گا اور امن قائم رکھنے کیلئے دوستانہ طور پر ان کی مدد کرے گا۔ ہماری اس سے زیادہ کوئی خواہش نہیں ہے کہ خود بھی عزت سے رہیں اور دوسروں کو بھی عزت سے رہنے دیں آج رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کا دن ہے جس پر نہ صرف اس کوچک براعظم کے مسلمان بلکہ ساری دنیا کے مسلمان خوشی مناتے ہیں، مسلمانوں کو ہزارہا کی تعداد میں مسجد میں جمع ہو کر عجز و انکساری کے ساتھ خدا کے سامنے جھک جانا چاہیے اور اس کے دائمی عنایت اور فضل و کرم کا ملتجی بھی ہونا چاہیے کہ وہ پاکستان کو عظیم سلطنت اور ہمیں اچھا شہری بنانے کے کام میں ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے۔

مسلمان کا فرض ہے کہ جب اس پر مشیت ایزدی کی بے پایاں عنایات ہوں اور

Marfat.com

اس کی دلی امنگیں اور امیدیں بر آئیں تو وہ بصد عجز و نیاز خداوند کریم کی بارگاہ میں جھک جائے اور سجدۂ شکر بجالائے۔ جب پاکستان عالم وجود میں آگیا اور مسلمان آزاد ہوگئے تو قائداعظم نے سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے (زیارت کے مقام پر) فرمایا:

"پاکستان ایک پائندہ حقیقت ہے ـــــــ ایک ایسی حقیقت جس کا دوست اور دشمن سب ہی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ پاکستان بن چکا ہے اور پاکستان کا مستقبل درخشندہ ہے۔

میری روح کو تسکین ہے اور میرے دل کو اطمینان ہے کہ براعظم ہند میں مسلمان غلام نہیں رہے بلکہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے آزاد مملکت کے مالک ہیں۔ آج وہ ایک ایسی مملکت کے مالک ہیں جس کے ذرائع لامحدود اور وسائل بے شمار ہیں۔ آج ان کا اپنا وطن ہے ـــــ آزاد وخودمختار وطن ـــــ جس کی ترقی کی شاہراہیں وسیع ہیں۔ جس کا مستقبل روشن ہے۔ انشاء اللہ! مستقبل قریب میں پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔

اور جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کے جذبات کی فراوانی سے بارگاہ رب العزت میں سجدۂ شکر بجا لانے کیلئے فرط انبساط سے جھک جاتا ہے۔[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد طبع دوم ۱۹۹۱ء صفحات ۶۳ تا ۶۴ اور ۷۱ تا ۷۲

Marfat.com

باب سوم:

قرآن کریم: آخری اور قطعی رہبر اور اعلیٰ ترین حاکم

قرآنی تعلیمات کے بارے میں قائداعظم کے افکار و نظریات ڈھکے چھپے اور پوشیدہ نہ تھے۔ان کے افکار و نظریات بھی وہی تھے جو سچے مسلمانوں کے ہیں، انہوں نے اس ضمن میں دوٹوک فرمایا: ''مسلمانوں کیلئے پروگرام تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ان کے پاس تو تیرہ سو برس سے ایک مکمل پروگرام موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے۔قرآن پاک ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی و معاشرتی اصلاح و ترقی کے علاوہ سیاسی پروگرام بھی موجود ہے۔میرا اسی قانون الٰہیہ پر ایمان ہے اور جو میں آزادی کا طالب ہوں وہ اسی کلام الٰہی کی تعمیل ہے۔قرآن پاک ہمیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہے۔آزادی، مساوات اور اخوت بحیثیت ایک مسلمان کے میں ابھی انہی تین چیزوں کے حصول کا متمنی ہوں۔تعلیم قرآنی ہی میں ہماری نجات ہے اور اسی کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کر سکتے ہیں۔''[1]

30 اکتوبر 1947ء کو لاہور کے سب سے بڑے اور تاریخی اجلاس میں جو یونیورسٹی گراؤنڈ میں منعقد ہوا، قائداعظم نے قرآنی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''اگر ہم قرآنی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کریں تو میں پھر کہوں گا کہ فتح ہماری ہوگی۔آپ ایک لمحے کیلئے بھی یہ مت سوچیں کہ آپ کے دشمن اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔آپ کام کی زیادتی سے مغلوب نہ ہوں۔آپ کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ یقین محکم اور بلندی کردار سے قوم کی تشکیل ہوئی ہے۔آپ لوگ تو فولادی قوت کے مالک ہیں اور کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔بھلا آپ کیوں اپنے آباؤ اجداد کی

1۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحات ۵۴ تا ۵۵

طرح اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ کو اپنے اندر مجاہدانہ جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔ آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ بے مثال صاحب کردار اور بہادروں اور مجاہدوں کے سنہری کارناموں سے بھرپور ہے۔ آپ اپنی تاریخی روایات قائم رکھیے اور اس میں ایک شاندار باب کا اضافہ کیجیے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنا کردار بلند رکھیے اور موت سے ہرگز نہ ڈریے کیونکہ ہمارا مذہب سکھاتا ہے کہ ہم ہر وقت موت کیلئے تیار رہیں ہم بہادری سے اس کا مقابلہ کریں تاکہ اسلام اور پاکستان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ مسلمان کیلئے شہادت کی موت سے بہتر اور کوئی ذریعہ نجات نہیں ہے۔ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ حق کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کردے۔

اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے صدق دل سے اپنا فرض ادا کرتے رہیں۔[1]

1۔ قائداعظم کا پیغام طلباء کے نام مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۵۵

Marfat.com

ہمیں کسی ''پروگرام'' کی ضرورت نہیں: ہمارے پاس گزشتہ چودہ سو سال سے پروگرام موجود ہے اور وہ ''قرآن کریم'' ہے۔

12 جون 1938ء کو قائداعظم نے میمن چیمبر آف کامرس کی جانب سے ان کے اعزاز میں دیئے گئے ظہرانے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلمانوں کو کسی ''پروگرام'' تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ان کے پاس ایک ''پروگرام'' گزشتہ تیرہ سو برس سے موجود ہے اور وہ ''قرآن کریم'' ہے۔

قرآن کریم میں ہمارے معاشی، ثقافتی اور تہذیبی مسائل کا حل موجود ہے۔اس کے علاوہ اس میں ہماری سیاسی راہنمائی کیلئے بھی ایک ''پروگرام'' ہے اور میرا اس ''خدائی فقہ'' میں مکمل یقین ہے اور وہ آزادی جس کیلئے میں جنگ کررہا ہوں ''درحقیقت اسی خدائی قانون'' کی تعمیل ہے۔

قرآن مجید ہماری تین طرح راہنمائی کرتا ہے۔

آزادی، مساوات اور اخوت اور بحیثیت ایک مسلمان میرا بنیادی فرض ہے کہ میں انہیں حاصل کروں۔ ہماری ''نجات'' قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور انہی پر کاربند ہو کر ہم ''آزادی'' سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔''[1]

1۔ روزنامہ انقلاب لاہور ۳ جون ۱۹۳۸ء اور گفتار قائداعظم مرتبہ احمد سعید، صفحہ ۲۱۲

Marfat.com

عبادت اور زندگی قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں:

13 نومبر 1939ء کو آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے ''یوم عید مبارک'' پر محمد علی جناح نے امت مسلمہ کو خطاب کرتے ہوئے تقریر نشر کی جس میں ''قرآن کریم کے مطابق عبادت اور زندگی کے مابین حقیقی ربط'' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''آج رمضان المبارک کے روزے اور عبادت کا نظم وضبط اللہ جل شانہ کے حضور دل کے ایک لافانی عجز کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا لیکن یہ عجز کمزور دل کا عجز نہیں ہوگا اور جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے ساتھ ناانصافی کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ یہ تمام مذاہب کا قول فیصل ہے کہ عاجز مضبوط ہوگا اور اسلام کی صورت میں یہ بات خصوصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اسلام فی الحقیقت عمل کا تقاضا کرتا ہے۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا نظم وضبط ہمیں عمل کیلئے ضروری قوت مہیا کرنے کی خاطر وضع فرمایا تھا، اور عمل میں انسانی معاشرہ ملحوظ خاطر ہے۔ جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کی تلقین فرمائی تو ان کے ذہن مبارک میں ایک فرد واحد کی تنہا زندگی نہیں تھی، جو افعال اپنے طور پر اس سے سرزد ہوتے ہیں عبادت اور وہ سب کچھ جس کا روحانیت سے تعلق ہے۔

قرآن کریم کے مطابق عبادت اور زندگی میں ایک بہت ہی حقیقی ربط موجود ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کتنے اور حیرت انگیز مواقع ہمیں عطا کئے گئے تا کہ ہم اپنے بھائیوں سے مل سکیں، ان کا مطالعہ کر سکیں، انہیں سمجھ سکیں، اور سمجھ کر ان کی خدمت کر سکیں اور آپ دیکھیں گے کہ یہ تمام مواقع عبادات کا نظم قائم کر کے تخلیق کئے گئے۔ دن میں پانچ بار ہمیں محلہ کی مسجد میں جمع ہونا

Marfat.com

ہے۔ پھر ہر ہفتہ جمعہ کے روز ہمیں جامع مسجد میں جانا ہے۔ پھر سال میں دو بار عیدین کے دن سب سے بڑی مسجد یا شہر کے باہر میدان میں ہمارا اجتماع ہوتا ہے اور آخیر میں حج ہے جس کیلئے مسلمان دنیا کے اطراف و جوانب سے سفر کرتے ہیں تاکہ کم سے کم زندگی میں ایک بار بیت اللہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہو سکیں۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ ہماری عبادات کا یہ نظام لازمی طور پر نہ صرف دیگر مسلمانوں سے ہمارے رابطے استوار کرتا ہے بلکہ جملہ اقوام کے افراد سے بھی جن سے ہمارا دوران سفر لابدی طور سابقہ پڑتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہماری عبادات کے بارے میں یہ احکام محض خوشگوار اتفاق ہو سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں اس انداز سے وضع کرنے کا مقصد انسانوں کو ان کے معاشرتی احساسات کی تکمیل کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

قرآن کریم میں انسان کو درحقیقت خلیفۃ اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ اگر انسان کی اس تعریف کی کوئی اہمیت ہے تو یہ ہم پر اتباع قرآن کا فریضہ عائد کرتی ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ سلوک روا رکھیں جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق بنی نوع انسان کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اس لفظ کے وسیع تر مفہوم میں یہ فریضہ ہے محبت اور درگذر کرنے کا فریضہ ہے اور یہ ــــــ باور کیجئے کوئی منفی فریضہ نہیں بلکہ ایک مثبت بات ہے۔ ــــــ

اگر ہم اللہ کی مخلوق کے ساتھ، خواہ ان کا کسی بھی فرقے سے تعلق کیوں نہ ہو، انسیت اور رواداری کے قائل ہیں تو ہمیں اس عقیدہ پر اپنے روزمرہ کے وظائف اور نیکی کے کاموں میں اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ آج عید کے دن اس جذبے کا جو ہمارے دلوں میں روزہ اور نماز کی بدولت روشن ہوا ہے اس سے بہتر کوئی مظاہرہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اس

Marfat.com

امر کا عہد کریں کہ ہم یک جہتی پیدا کریں گے۔ اپنے گھر میں، اپنے فرقے میں اور اپنے ملک میں جس میں مختلف مذاہب اور عقائد موجود ہیں اور کام کریں گے، خلوت ہو یا جلوت، خود غرضانہ مفاد کیلئے نہیں بلکہ اپنے ایفائے وطن اور آخر کار بنی نوع انسان کے عظیم تر مفاد کیلئے۔

یہ ایک عظیم آئیڈیل ہے جو سعی وایثار کا تقاضا کرے گا۔ ایسا تو شاذ و نادر بھی نہ ہوگا کہ آپ کے ذہن شک و شبہ کی آماجگاہ بن جائیں۔ ایسے تضادات ہو سکتے ہیں جن کی نوعیت مادی بلکہ روحانی بھی ہو اور جنہیں آپ جرأت اور ہمت کے ساتھ حل کر لیں۔ ہمیں ان کا سامنا کرنا ہوگا اور اگر آج، جبکہ ہمارے دل عجز سے مملو ہیں، عالی حوصلگی سے کام نہ لے سکیں تو پھر کبھی بھی ایسا نہ کر سکیں گے۔ ہمارے تمام رہنما مسلمان اور ہندو دونوں فرقہ وارانہ مناقشات پر غمگین ہوتے رہتے ہیں۔ میں ان کے اسباب کی تاریخ کا تذکرہ نہیں کروں گا لیکن ایسے لمحے آئیں گے جب لوگوں کے جذبات مشتعل ہو جائیں گے اور جب اختلافات تصادم کا روپ دھار لیں گے اور ایسے لمحات میں میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنی عید کی عبادت کو یاد کریں اور چند ثانیوں کیلئے اس بات پر غور کریں کہ کیا ہم اس رہنمائی کی روشنی میں ان سے احتراز نہیں کر سکتے جو ہمارے قرآن نے اور اس عظیم جذبہ نے ہمیں عطا کی ہے جو اسلام ہے۔ میں آپ سے کہوں گا کہ ایسے لمحات کے دوران آپ یہ یاد رکھیں کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی قاعدہ قانون دیگر تمام بنی نوع انسان کے ساتھ انسیت اور رواداری سے بڑھ کر زیادہ متبرک اور مقدس نہیں ہو سکتا۔"[1]

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم مرتبہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۵ء صفحات ۳۲۲ تا ۳۲۴ بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ ۵ انومبر ۱۹۳۹ء

قرآن کریم اور حدیث نبویؐ: ہمارے راہنما

آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں (27) سالانہ اجلاس منعقدہ 23 مارچ 1940ء بمقام لاہور جس میں ''قرارداد پاکستان'' منظور کی گئی، قائداعظم محمد علی جناح نے قرآن کریم اور حدیث نبویؐ سے راہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

''ایک اور نکتہ ہے جو کافی عرصے سے میرے لئے پریشانی کا باعث بن گیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نہایت احتیاط سے غور کریں اور وہ ہے ہندو مسلم اتحاد کا سوال۔ گذشتہ 6 ماہ کے دوران میں نے اپنا بیشتر وقت مسلم تاریخ اور مسلم قانون کے مطالعے میں صرف کیا اور میں یہ سوچنے پر مائل ہوں کہ یہ نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی قابل عمل۔ مسلم راہنماؤں کے تحریک سول نافرمانی کے دوران خلوص کو فرض اور تسلیم کر لینے کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے مذہب میں اس طرح کی کسی بھی چیز کیلئے موثر ممانعت موجود ہے۔

آپ کو وہ گفتگو یاد ہو گی جو میں نے آپ کو کلکتہ میں سنائی تھی اور جو میرے، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر کچلو کے درمیان ہوئی تھی۔ حکیم اجمل خاں سے زیادہ نفیس مسلمان ہند میں موجود نہیں۔ لیکن کیا کوئی مسلمان رہنما قرآن سے سرتابی کر سکتا ہے۔ میں صرف یہ امید کر سکتا ہوں کہ اسلامی قانون کے بارے میں میرا ماحصل غلط ہو''

میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ماحاصل بالکل درست ہے!

''میں دیانتداری اور خلوص کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اور پسندیدگی کا قائل ہوں۔ میں مسلم رہنماؤں پر اعتماد کرنے کیلئے بھی پوری طرح سے آمادہ ہوں۔ لیکن قرآن اور حدیث کے احکام کے بارے میں کیا

Marfat.com

خیال ہے؟ رہنما ان سے تو سرتابی نہیں کر سکتے۔ پھر کیا ہم مارے گئے؟ مجھے امید ہے کہ آپ کے فاضل ذہن اور دانشمند دماغ اس مشکل کا کوئی حل ڈھونڈ نکالیں گے۔''1

اعلیٰ ترین حاکم: قرآن کریم

19 نومبر 1942ء کو پنجاب مسلم کانفرنس لائلپور (فیصل آباد) کے اختتامی اجلاس سے اردو میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''ہم اس ملک میں آبرومندانہ طریقے سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے جس میں ہمیں محکوموں کی حیثیت دے دی جائے۔

قائداعظم جناح نے مسیحی اور (اچھوتوں) ادھرم انجمنوں کو یقین دلایا کہ ان کے اپنے اپنے مفادات کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔ اعلیٰ ترین حاکم یعنی قرآن کریم کے احکام کے عین مطابق اقلیت کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا۔''2

(دی اینول رجسٹر 1942ء، حصہ دوم، صفحہ 295)

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۵ء صفحات ۳۶۸، ۳۶۹

2۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم مرتبہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۵ء صفحات ۱۲۱، ۱۲۲

Marfat.com

قرآن کا پیغام

صوبہ سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام پیغام میں 4 اپریل 1943ء کو قائداعظم نے فرمایا:

''آپ کا صوبہ اپنے منفرد محل وقوع کی بنا پر ایک بہت اہم صوبہ ہے۔ ہمارے قومی اوطان پاکستان کے قیام کے بعد جس کیلئے ہم آج کل جدوجہد کر رہے ہیں اس کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ یہ بات میرے لئے بہت حوصلہ افزا ہے کہ آپ کے صوبے میں ہمارے لوگوں نے خود کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے معنی فی الحقیقت پاکستان کی سرحدوں کو مستحکم کرنا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو گی اور اس طرح ہم اپنی آزادی، عزت، وقار اور عظمت اسلام کو، جس کیلئے ہم آج کل جدوجہد کر رہے ہیں، برقرار رکھ سکیں گے۔

قرآن کا پیغام

آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کو ایک پیغام دوں۔ میں آپ کو کیا پیغام دے سکتا ہوں۔ ہماری رہنمائی اور بصیرت کیلئے عظیم ترین پیغام تو قرآن کریم میں موجود ہے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہم خود کو پہچانیں اور ان عظیم صفات، خوبیوں اور قوتوں کو بھی جن کے ہم حامل ہیں۔ آیئے ہم اپنے عظیم مقصد کیلئے کام کریں۔ ہمیں اپنی عظیم صلاحیتوں کو صحیح سمت میں روبہ عمل لانا چاہیے۔ ہمیں اپنے ذاتی مفادات اور سہولت کو اپنے لوگوں کے اجتماعی بہبود اور ایک بلندتر اور بہتر مقصد پر قربان کر دینا چاہیے۔

Marfat.com

پاکستان کا یہی مقصد ہے اور اگر ہم متحد، منظم اور اپنے مقصد کے وفا شعار رہے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم اپنی منزل پالیں گے اور خود کو اپنے حیرت انگیز اور شاندار ماضی کا اہل ثابت کردیں گے۔"[1]

قرآن وسنت رسولؐ سے راہنمائی

اس سلسلے میں مؤلف "قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو" لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر عبدالحمید قاضی نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو نوٹس دیا تھا کہ وہ ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں پاکستان کی تعریف کی گئی ہے اور یہ کہ ان کی رائے میں مسلم ریاست کا قیام ان خطوط پر ہونا چاہیے جو کہ اسلام کے پہلے چار خلفائے راشدین نے بنائے تھے۔ ابھی اس قرارداد کو پیش کرنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ قائداعظمؒ کو انجمن اثناء عشریہ لکھنو کی جانب سے ایک تار موصول ہوا جس میں لکھا تھا "اگر پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ اس میں پہلے تین خلفائے راشدین کے بتلائے ہوئے طرز حکومت کے مطابق حکومت ہونی ہے تو اہل تشیع اس قسم کے نظریئے کی مخالفت میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔" میں یہ جاننے کیلئے بے چین تھا کہ قائداعظمؒ اس مشکل مسئلے کو کیسے حل کریں گے اور کیسے پاکستان کی ایسی تصریح کریں گے جو مختلف عقائد رکھنے والے مسلمانوں کو قابل قبول ہو۔

مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے دہلی میں ہونے والے مارچ 1943ء کے اجلاس میں قائداعظمؒ نے ساری صورتحال کی وضاحت یوں کی "پیشتر اس کے کہ میں محرک کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دوں، میں ساری صورتحال کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور ہر صحیح العقل مسلمان بھی اس پر اتفاق کرے گا کہ

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی صفحات ۱۴۴، ۱۴۵ بحوالہ مسلم طلبہ اور تحریک پاکستان (انگریزی) جلد دوم مرتبہ ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا لاہور پاکستان سٹڈی سنٹر ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۰۲۰

Marfat.com

اس موقع پر پاکستان کا مقصد سیاسی قوت کو برطانوی حکومت سے مسلمانوں کیلئے حاصل کرنا ہے۔ یہ قوت مسلمانوں کے ہاتھوں میں حق خوداختیاری کی بنیاد پر ہوگی، جسے وہ شمال مشرقی اور شمال مغربی ہندوستان میں استعمال کر سکیں گے۔ ایک دفعہ یہ طاقت ہمارے ہاتھ میں آ جائے تو تب یہ مناسب موقع ہوگا کہ ہم ان مسائل پر سوچیں جن کا تعلق ہم سے ہے۔ ہم سب بھائیوں کی طرح ایک میز کے گرد بیٹھ کر سوچیں گے کہ بحیثیت مسلمان، حالات اور رنگ ڈھنگ کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں ہمارے لئے کون سا نظام حکومت بہتر رہے گا۔ ہم مسلمانوں کیلئے ایک ایسی مملکت چاہتے ہیں جس میں وہ اپنی مرضی کی حکومت چلا سکیں اور اپنے معاملات کو دینی ومذہبی روایات اور اسلام کے بنیادی اصولوں، بھائی چارہ، مساوات اور اخوت کی روشنی میں طے کر سکیں۔ اگر شیعہ اور سنی مسلمان ایران، عراق اور دوسرے مسلم ممالک میں امن وامان سے اکٹھے رہ سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستانی مسلمان بھی یگانگت کی راہ پر چل کر اپنے آزاد پاکستان میں ایک مضبوط اور پائیدار حکومت قائم نہ کر سکیں۔[1]

1۔ قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، مؤلفہ ملک حبیب اللہ صفحات ۴۰ تا ۴۱

Marfat.com

قرآن کریم: ایک مکمل ضابطۂ حیات:

18 ستمبر 1945ء کو عید الفطر کے مبارک موقع پر مسلمانان ہند کے نام پیغام میں جو قائداعظم نے کراچی سے دیا، قرآن کریم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

''جہلاء کے سوا ہر شخص اس حقیقت سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی اور فوجداری ضابطہ ہے، رسوم مذہبی ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزانہ زندگی سے متعلق بھی۔ روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک، حقوق العباد سے لے کر فرد واحد کے حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک، اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازمی قرار دیا کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم ایک نسخہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی راہنمائی خود کر سکے۔

لہٰذا اسلام محض روحانی عقائد اور نظریات یا رسم و رواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے، زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری و ساری ہے۔''[1]

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد سوم صفحات ۴۷،۴۸،۴۷

Marfat.com

قرآن کریم اور سنت رسولؐ سے راہنمائی

4 مارچ 1946ء کو شیلانگ کے مقام پر خواتین کے عظیم الشان جلسۂ عام میں خطاب کرتے ہوئے محمد علی جناح نے فرمایا:

''مسلمانوں کی تاریخ کی تشریح کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا ''ہمارے اپنے قوانین ہیں، اپنی ثقافت اور زبان ہے۔ ہماری اپنی تقویم، نام، سماجی زندگی، طرز تعمیر اور موسیقی ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے معاشرے کا پورا سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ ہندوؤں سے (یکسر) مختلف ہے۔

''ہم دیکھتے ہیں ہندو معاشرے کا اپنا ڈھانچہ ہے جو ہمارے ڈھانچے سے مختلف ہے۔ یہ نہ صرف مختلف ہے بلکہ بعض معاملات میں ایک دوسرے کی ضد ہے۔''

ہندو غلبے کے وہم میں گرفتار ہیں

''ہندو بت پرستی کے قائل ہیں۔ ہم نہیں ہیں۔ ہم مساوات، حریت اور بھائی چارے کے قائل ہیں۔ ان پر ذات پات چھائی ہوئی ہے اور ذات پات کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ صرف بیلٹ بکس میں ہم ایک ہو جائیں؟ بیلٹ بکس ہمارا مسئلہ حل نہیں کر سکتا۔

''ہندو بخوبی جانتے ہیں، وہ بخوبی سمجھتے ہیں، مگر کبھی کبھی ان کے دل میں ہماری محبت پھوٹ پڑتی ہے اور بعض اوقات وہ ہمیں بھائی بھی کہہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ہمیں اقلیت کی حیثیت عطا کرنے کیلئے ہوتا ہے تاکہ اس طرح بیلٹ بکسوں کے ذریعے سے ہم پر اپنا غلبہ قائم کر سکیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ وہ خود کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی، اس کے باوجود وہ غلبے کے وہم میں گرفتار ہیں۔

''بدقسمتی سے یہ ان کے لڑکپن کا خواب ہے اور ان کی جوانی کی خواہش۔ ہر کوشش کی جاتی ہے، جائز یا ناجائز اور زیادہ تر ناجائز تا کہ مسلم لیگ کو کچلا جا سکے اور مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلایا جا سکے جس کی ہم مزاحمت کر رہے ہیں اور مجھے بھروسہ ہے، اتنا ہی بھروسہ جتنا کہ اس بات میں ہے کہ اس وقت میں یہاں کھڑا ہوں، کہ وہ ناکام ہوں گے اور بری طرح ناکام۔''

غیر اسلامی رسوم

اخیر میں مسٹر جناح نے بہت سی غیر اسلامی رسوم کا تذکرہ کیا جو مسلم معاشرے میں در آئی ہیں، یا تو ہندوؤں کے ساتھ روابط کی وجہ سے یا کچھ لوگوں کے طبقے نے جنہوں نے خود غرضانہ مفادات کی خاطر مسلم معاشرے پر انہیں مسلط کر دیا اور کہا:

> ''آیئے ہم واپس چلیں اور اپنی کتاب مقدس، قرآن کریم اور حدیثؐ اور اسلام کی عظیم روایات سے رجوع کریں، جن میں ہماری رہنمائی کیلئے ہر چیز موجود ہے۔ ہم ان کی درست طور پر تاویل و تعبیر کریں اور اپنی عظیم کتاب مقدس، قرآن کریم کا اتباع کریں۔''1

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد چہارم ترجمہ اقبال احمد صدیقی صفحات ۷۰-۷۲ بحوالہ اورینٹ پریس آف انڈیا ڈان ۶ مارچ ۱۹۴۶ء

Marfat.com

قرآن کریم آخری اور قطعی رہبر

11 جولائی 1946ء کو حیدر آباد دکن کے عام اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے ''فلسفۂ اخوت'' پر یوں اظہار فرمایا:

''مملکت نظام میں مسلمانوں کی تعداد صرف پچیس لاکھ ہے اور وہ اقلیت میں ہیں لیکن انھوں نے شجاعت مستقل مزاجی اور ایمان واتفاق کی قوت سے دولت آصفیہ کی تاریخ میں حیرت انگیز اور نمایاں ترین حصہ لیا ہے۔ جغرافیائی حدود اسلام کے عالمگیر رشتہ اخوت کو منقطع نہیں کرسکتیں۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور انہیں مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔

اس وقت میدانِ سیاست میں ہندو مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کون فتح یاب ہوگا۔ علم غیب خدا کو ہے لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے علی روس الاشہاد کہہ سکتا ہوں کہ اگر قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوۂ صبر و رضا پر کاربند رہیں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت یا کئی طاقتوں کا مجموعہ بھی مغلوب نہیں کرسکتا۔

ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتح یاب ہوں گے اور اسی طرح فتح یاب ہوں گے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران وروم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔''[1]

1۔ اسلام اور قائد اعظمؒ مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹

باب چہارم:

عشق رسولؐ

لنکنز ان میں داخلہ:

1892ء میں نوعمر محمد علی جناح قانون کی تعلیم حاصل کرنے انگلستان پہنچے۔ اس سے پیشتر کہ وہ کسی ادارے میں داخل ہوتے انہوں نے بیرسٹری (وکالت) کے چار مشہور و معروف تعلیمی اداروں کا مطالعہ اور معائنہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنے رہنما کے ساتھ تین تعلیمی اداروں ''انرٹمپل (Inner Temple)'' ''مڈل ٹمپل (Middle Temple) اور ''گریز ان (Grays Inn)'' کو دیکھ چکنے کے بعد ــــــــــ ''لنکنز ان (Lincoln's Inn)'' میں داخل ہوئے تو انہوں نے اس تعلیمی ادارے کی دیوار پر خوبصورت تحریر دیکھی۔ اس پر انہوں نے اپنے گائیڈ سے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' گائیڈ نے جواب دیا ''دنیا میں جتنے بھی مقنن (قانون دینے والے) گزرے ہیں، ان کے نام اس پر کندہ ہیں۔''

اس نوعمر طالب علم نے فوراً دریافت کیا۔ ''سب سے اوپر یعنی سرفہرست کس کا نام درج ہے؟''

گائیڈ نے کہا ''مقنن اعظم (قانون دینے والوں میں سب سے بڑے) ''محمد'' کا نام ہے۔''

یہ سنتے ہی محمد علی جناح وہیں رک گئے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے بعد آگے نہیں بڑھے بلکہ وہیں یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس ادارے میں قانون کی تعلیم حاصل کریں گے۔

ان کا یہ فیصلہ ــــــــــ ''اسلام'' اور پیغمبرؐ اسلام سے بے پناہ محبت اور گہری عقیدت کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحات ۳۰،۳۱

Marfat.com

''لٹل گو'' کا امتحان پاس کرنے، منت ماننے اور ''لنکنز ان'' میں داخلہ لینے کے ضمن میں مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح تحریر فرماتی ہیں:

''اس دوران انہوں نے برطانوی تاریخ کے عظیم معاصر رہنماؤں کی سوانحوں کا مطالعہ بھی شروع کر دیا جس سے ان پر یہ بات آشکار ہوئی کہ ان رہنماؤں میں سے بیشتر نے بار کیلئے قانون کی تعلیم حاصل کی تھی اور قانون کے علم کے سبب ہی وہ اپنی عوامی اور سیاسی زندگی میں کامیاب و کامران رہے تھے۔''1

اب ان کا ذہن دو متبادل راہوں کے انتخاب میں الجھ گیا۔ یعنی یہ کہ انہیں گراہمس کمپنی میں ہی اپرنٹس کی حیثیت سے کام کرتے رہنا چاہئے یا پھر بیرسٹر بننے کیلئے لندن کی مختلف انز میں سے کسی میں داخلہ لینے کیلئے انٹرنس کے امتحان کی تیاری کرنا چاہیے۔

اس سلسلے میں ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا تھا

''یہ فیصلہ کرنے میں کہ مجھے خود کو بار کیلئے تیار کرنا چاہیے مجھے زیادہ دیر نہیں لگی۔ میری خوش قسمتی کہ ''لٹل گو'' نامی امتحان پاس کر کے قانون کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کسی ''ان'' میں داخلہ لینے کے طریقہ کار کا وہ آخری سال تھا۔ اگلے سال سے قواعد و ضوابط تبدیل ہونے والے تھے۔ اگر یہ موقع نکل جاتا تو پھر مجھے بار میں جانے کیلئے مزید دو برس اور انتظار کرنا پڑتا چنانچہ میں نے گراہمس میں اپرنٹس شپ چھوڑ کر ''لٹل گو'' کا امتحان پاس کرنے کیلئے سخت محنت شروع کر دی۔''

بلاشبہ یہ اُن انتہائی اہم فیصلوں میں سے ایک فیصلہ تھا جو انہوں نے اپنی ذات کے سلسلے میں کئے تھے۔ یہ ایسا فیصلہ تھا جس نے ان کی زندگی کا راستہ یکسر بدل دیا۔

1۔ ۔۔۔ اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۳۰،۳۱

Marfat.com

ان کا نوجوان ذہن اس عزم اور جذبہ کے شعلے سے جل رہا تھا کہ وہ اپنے وطن کی عوامی اور سیاسی زندگی میں اپنے لئے کوئی قابل فخر مقام حاصل کر کے رہیں گے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے اپنا تمام وقت اور تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ ان کی شخصیت میں مکمل تبدیلی آگئی اور وہ جم کر اپنی کتابوں کے مطالعہ میں غرق ہو گئے۔ ان کی محنت رنگ لائی اور انہوں نے "لٹل گو" کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کر لیا اور "لنکنز ان" میں داخلہ لے لیا۔

"لنکنز ان" میں داخلہ لینے کا فیصلہ انہوں نے کیوں کیا؟ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا تھا۔ "یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں "لٹل گو" کے امتحان کیلئے تیاری کر رہا تھا۔ میں نے تہیہ کر رکھا تھا کہ یہ امتحان پاس کر کے رہوں گا اور مجھے یقین تھا کہ میں یہ امتحان پاس کر لوں گا۔ سو میں نے سوچا کہ کیوں نہ لندن میں موجود مختلف "انز" کو بھی دیکھ لیا جائے اور وہاں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء سے ملاقات بھی کر لی جائے تا کہ میں پہلے سے ہی یہ فیصلہ کر سکوں کہ مجھے ان میں سے کس "ان" میں داخلہ لینا ہے۔ اس سلسلے میں جب میں نے معلومات حاصل کیں، طلبہ سے بات چیت کی تو میرے ذہن نے جس "ان" میں داخلہ لینے کا مشورہ دیا وہ "لنکنز ان" نہیں تھی۔ لیکن پھر اچانک میری نظر "لنکنز ان" کے مرکزی دروازے پر پڑی اور جب میں نے اپنے عظیم پیغمبر اسلام کا نام دنیا کے عظیم مقننوں کی فہرست میں درج دیکھا تو یہ منت مان لی کہ 'لٹل گو' میں کامیابی کے بعد میں "لنکنز ان" میں ہی داخلہ لوں گا۔"[1]

"لنکنز ان" میں داخلہ سے متعلق محمد علی جناح کا ایک دوسرا بیان ہے جس سے

1۔ "میرا بھائی از فاطمہ جناح تالیف شریف المجاہد ترجمہ خواجہ وصی حیدر کراچی، قائداعظم اکادمی ۱۹۸۸ء، صفحات ۹۰ تا ۹۱

Marfat.com

پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے باقاعدہ "منّت" مانی کہ اگر وہ "لٹل گو" (Little Go) کے امتحان میں کامیاب ہوگئے تو "لنکنزان" میں داخلہ لے لیں گے: آپ کا بیان ہے:

"It did not take me long to decide that I should prepare myself for the Bar," he told me. Fortunately, for me that year was the last when one could obtain admission to the Inns of Court by passing an examination known at that time as "Little Go". If I did not take my chance immediately, it would take me two additional years to be called to the Bar. So I decided to give up my apprentice ship with Graham's and pass examination."

"I was so sure that I would get through 'Little Go' that I started visiting the Inns of Court and meeting students studying there. After my enquiries and discussions with them I saw the name of our great Prophet (S.A.W.) engraved on the main entrance of Lincoln's among the greatest law-givers of the world. So I made a 'Minnat' that I would join Lincoln's Inn, if I got through 'Little Go'. This vow strengthened my resolve to pass the examination." 1

"لٹل گو" کے امتحان اور "لنکنزان" میں داخلہ کے ضمن میں رضوان احمد لکھتے ہیں:

"پاکستان نامی کتاب کے صفحے 45 پر اس تاریخی واقعہ کا ذکر یوں ہے کہ قائداعظمؒ نے بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے "لنکنزان" کی بجائے

1. A Sister's Recollections: Pakistan, Past and Present. London Stacy International, 1976 page 45

Marfat.com

کوئی دوسری درس گاہ منتخب کی تھی لیکن جب انہوں نے ''لنکنزان'' میں رسول اللہ کا نام لکھا دیکھا تو ''منّت'' مانی کہ اگر وہ 'لٹل گو'' سے پاس ہو گئے تو وہ لنکنزان'' میں داخلہ لے لیں گے۔ قائداعظم نے خود اپنے بیان میں نہ کسی 'منّت' اور نہ کسی اور درس گاہ کے انتخاب کا ذکر کیا ہے۔''

''قائداعظم جناح: ایک قوم کی کہانی'' نامی کتاب میں اس تقریر کا ذکر ہوا ہے لیکن اس کو قیامِ پاکستان سے قبل کی ایک تقریر بتایا ہے جو درست نہیں۔ ''پاکستان'' نامی کتاب اور جی الانا کی کتاب ''ہمارے مجاہدین آزادی'' میں ''لنکنزان'' میں داخلے سے قبل 'لٹل گو'' امتحان پاس کرنے کا ذکر ہے مگر یہ اصطلاح غلط استعمال کی گئی ہے۔ انگریزی کی ہر بڑی لغت میں اس اصطلاح کے معنی آکسفورڈ یونیورسٹی کے بی اے کے داخلے کا امتحان ہے اور آج بھی اسی معنی میں مستعمل ہے۔''[1]

1947ء میں قائداعظم نے کراچی میں وکیلوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے 'لنکنزان'' میں اپنے داخلہ لینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

''ایک مسلمان کی حیثیت سے میرے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی، جن کا شمار دنیا کے عظیم ترین مدبروں میں ہوتا ہے، بہت عزت تھی۔ ایک دن اتفاقاً میں 'لنکنزان'' گیا اور میں نے دروازے پر ''پیغمبر اسلامؐ'' کا نام مبارک کھدا دیکھا۔ میں نے 'لنکنزان'' میں داخلہ لے لیا کیونکہ اس کے دروازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک دنیا کے عظیم قانون سازوں میں سرفہرست تھا۔''

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است [2]

1۔ قائداعظم کے ابتدائی تیس سال مؤلفہ رضوان احمد، صفحہ ۱۰۶

2۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۳۱

وقف بل: قانون محمدیؐ کا از سرنو احیاء

قائداعظم محمد علی جناح ایک وطن پرست، ایک نیشنلسٹ اور ایک وسیع المشرب مدبر اور سیاستدان کی حیثیت سے سیاست کی خاردار وادی میں داخل ہوئے۔ ان دنوں آپ کا نکتہ نظر تمام ''ہندوستانیوں'' کی بہتری اور بھلائی تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ ہندو اور مسلمان مل کر اور متحد ہو کر آزادی کیلئے جدوجہد کریں اور چونکہ آپ برطانوی حکومت کی ظالمانہ پالیسی کے سخت دشمن تھے اس لئے چاہتے تھے کہ غلامی کا طوق اتار پھینکیں۔

1910ء کے بعد ہی سے آپ مسلم لیگ کا ساتھ دینے لگے تھے لیکن اس کے باوجود ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ آپ نے 1910ء میں کانگریس کے الہ آباد کنونشن میں پوری پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق ملنے سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہوئی ہے، اسے دور کیا جائے لیکن یہ کنونشن اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ اس وقت آپ مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن نہیں تھے۔ اس کے باوجود مسلم لیگ کے اہم امور میں آپ سے صلاح ومشورہ لیا جاتا تھا۔ 1910ء اور 1911ء میں مسلم لیگ کونسل کے جو اجلاس ہوئے آپ نے ان میں شرکت کی اور آپ کے تعاون نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی ایک مؤثر جماعت بنادیا۔ 1909ء میں آپ سپریم امپیریل کونسل کے بلا مقابلہ رکن منتخب ہو گئے تھے۔ مسلم لیگ سے آپ کے الگ رہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے مقاصد قطعاً فرقہ وارانہ تھے۔ 1912ء میں آپ مسلم لیگ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ آپ نے نہ صرف تقریر کی بلکہ مناسب سمجھا کہ آئین میں مجوزہ تبدیلیوں کی حمایت کریں کیونکہ اس طرح کانگریس اور مسلم لیگ کے مقاصد میں ہم آہنگی ہو سکتی تھی۔ بظاہر کانگریس کا مقصد ساری قوم کی بھلائی اور ترقی تھا اور یوں محمد علی جناح اس مقصد سے پوری طرح متفق تھے۔

Marfat.com

مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے باوجود محمد علی جناح کی مصروفیات کانگریس اور امپیریل کونسل تک محدود رہیں۔ کونسل کی رکنیت کے پہلے تین سالوں میں محمد علی جناح کے کام سے وائسرائے ہند خاصا متاثر ہوا اور 1913ء کے اوائل میں اس نے دوبارہ انہیں کونسل کا رکن نامزد کر دیا۔ اس بار بھی آپ نے جلد ہی کونسل میں ممتاز اور نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔

1911ء میں انہوں نے ''مسلم اوقاف'' (وقف بل) کو قانونی حیثیت دینے کیلئے کونسل میں ایک بل پیش کیا تھا۔ 1913ء میں انہوں نے اپنی قانونی قابلیت اور زبردست قوت استدلال کی مدد سے یہ بل منظور کروالیا اور وائسرائے ہند نے 7 مارچ 1913ء کو اس کی توثیق کر دی۔ یہ قانون مسلمانوں کیلئے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ اس بل کے منظور ہونے سے بیالیس سال پہلے 1871ء میں ولیم ہنٹر نے مسلمانوں کے متعلق ایک رپورٹ تیار کی تھی جس کا عنوان تھا ''کیا ہمارے ہندی مسلمان ملکہ کے خلاف بغاوت کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں؟'' اس رپورٹ میں اس نے لکھا تھا کہ برطانوی عہد میں مسلمان برابر یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ ان پر سخت ظلم ہوا ہے۔''[1]

اگرچہ قائداعظم کو اسلامی قانون اور آئینی (دستوری) تاریخ اور فقہ میں دسترس حاصل تھی جس کا انہوں نے بذات خود برملا اظہار کیا ہے:

"I was a bit of an 'authority' on Constitutional Law, Legal History and Jurisprudence."[2]

لیکن اس کے باوجود انہوں نے ''وقف بل'' شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی جیسے محقق، مورخ، ادیب اور عالم دین کے صلاح ومشورہ سے تیار کیا اور اسے کونسل میں پیش کیا۔ 1873ء میں ''قانون محمدی'' کے خلاف بمبئی ہائی کورٹ نے فیصلہ صادر کیا اور اس کے بعد 1882ء اور 1884ء میں دیگر فیصلے ہوئے جنہوں نے ایک طرح

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۲۴۶، ۱۴۷

2۔ Tributes to Quaid-e-Azam مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۷۷

سے پچھلے فیصلوں کو کالعدم قرار دے دیا۔ 1894ء میں پریوی کونسل نے جو فیصلہ صادر کیا وہ سراسر اسلامی قانون کے خلاف تھا۔

جب محمد علی جناح نے ''وقف بل'' کو امپیریل کونسل میں پیش کیا اور پھر وائسرائے ہند نے اس کی توثیق کر دی اور وہ باقاعدہ ایک قانون بن گیا تو پورے برصغیر میں ان کی قانونی مہارت اور قابلیت کو سراہا گیا اور نہ صرف ہندوؤں بلکہ مسلمانوں نے بھی انہیں مبارکباد دی اور ان کی قانونی قابلیت کا لوہا مان لیا بلکہ وہ کٹر مسلمان اور جماعتیں جو ان کے خلاف دبی زبان سے یا کھلے بندوں زہر اگلتے تھے نہ صرف قائل ہو گئے بلکہ اسلامی معاملات میں صلاح و مشورہ کرنے لگے۔ مثال کے طور پر اکبر بھائی پیر بھائی بارایٹ لاء نے ''وقف بل'' کے حوالے سے انہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

"In the autumn of 1910, he made his debut in practical Indian politics when he was elected by the Mussalmans of Bombay Presidency as their Representative to the Supreme Legisiative Council. In this role he earned the gratitude of progressive India in supporting liberal measures involving the larger national welfare. Piloting the intricate and controversial 'Wakf Validating Bill' successfully through the Council was one of the outstanding performances that stands to his credit."1

مسٹر وی۔ این آئر، ایم۔ اے رکن لیجسلیٹو کونسل جو ایک فراخدل گر غیر

۱۔ Tributes to Quaid-e-Azam مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۴

متعصب ہندو تھے اور محمد علی جناح کی قانونی مہارت اور دیگر خوبیوں کے قائل تھے انہوں نے "وقف بل" کے ضمن میں انہیں اس طرح خراج تحسین پیش کیا:

"His only original work, however, during the period was in connection with the 'Wakf Validating Bill', to introduce which he was specially nominated for an extra term in 1913 by Lord Hardinge, then Viceroy. His admirable skill and act in piloting through such an intricate and controversial measure --- the first of a Bill passing into legislation on the motion of a private member --- won him not only the appreciation of his colleagues but also his first meed of general recognition from his co-religionists all over India, who while still regarding him a little outside the orthodox pale of Islam, were so soon to seek his advice and guidance in their political affairs."1

مسز سروجنی نائیڈو کو تقریباً سب اہل علم اور علم دوست جانتے ہیں کہ وہ بھی ایک فراخدل اور غیر متعصب ہندو تھیں۔ ادیب اور شاعر ہونے کے علاوہ ایک منجھی ہوئی سیاستدان اور مدبر تھیں۔ انہوں نے ہی قائداعظم محمد علی جناح کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح کی قانون دانی اور خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"As a Lawyer, Mr. Jinnah is considered a very able and powerful advocate on facts and

---

1۔ Tributes to Quaid-e-Azam مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۳۰

respected as an authority on questions of law.[1]

"It is the attachment to Muhammadan Religion and Muhammadan Law that impelled him to sponsor the 'Wakf Validating Bill' in the Imperial Council in 1913, sitting as a special member for an extra term for that purpose. 'Wakfs' are Religious endowments made by a Muhammadan; and under the Muhammadan Law and Religion, a 'Wakf' can be validly created for the benefit of the family of the author of the 'Wakf'. But the Privy Council, contrary to the accepted interpretation of the Muhammadan Law, decided that such a 'Wakf' is invalid if the ultimate benefit to the public is really illusory. Motives of public policy may support that decision and probably the decision on the whole might have been a blessing to the Moslem community. But Muhammad Ali Jinnah felt that public ought not to be the test. There must be no deviation from the Law."[2]

جب سیکرٹری حکومت ہند نے ''وقف بل'' کو اصولی طور پر منظور کرلیا تو مسلمانوں کے نامور ''روزنامہ پیسہ اخبار'' نے قائداعظم اور مولانا شبلی نعمانی کو مبارکباد پیش

1۔ Tributes to Quaid-e-Azam مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۳۵

۱۔ Tributes to Quaid-e-Azam مرتبہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۳۹

Marfat.com

کرتے ہوئے اپنے خصوصی اداریے میں لکھا:

''روزنامہ پیسہ اخبار کے خاص نامہ نگار شملہ کی تار برقی سے یہ معلوم کر کے اطمینان ہوتا ہے کہ مسٹر محمد علی جناح کے مسودہ ''وقف علی الاولاد'' کا جو ڈرافٹ وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا اس کا جواب..... موصول ہو گیا ہے اور سیکرٹری نے اس کے عام اصول کو منظور کر لیا ہے جس کے بعد حکومت ہند اس کی تفصیلات کو طے کرنے کی مجاز ہو گی اور امید ہے کہ امپیریل کونسل کے سیشن منعقدہ شملہ میں اس بل کو..... ایک منزل آگے بڑھایا جائے گا۔ آنریبل مسٹر محمد علی جناح اس محنت کی کامیابی پر مبارکباد کے مستحق ہیں اور ندوۃ العلما اور مولانا شبلی نعمانی بھی اپنی مساعی جمیلہ کا کسی قدر عمدہ نتیجہ نکلنے کی خبر پا کر خوش ہوں گے۔''

مسٹر محمد علی جناح کے مسودہ وقف علی الاولاد کے متعلق جو مراسلہ گزشتہ سال حکومت ہند کی جانب سے وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا اس کا جواب..... موصول ہو گیا ہے اور مسلمانان ہند یہ سن کر خوش ہوں گے کہ جناب صاحب ممدوح نے اس کے عام اصول کو منظور کر کے گویا عملی طور پر اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ پریوی کونسل کا فیصلہ اس بارے میں بالکل خلاف شرع ''اسلام'' اور اس لئے مسلمانوں کے حق میں نہایت مہلک ہے اور آنریبل مسٹر محمد علی جناح کی لگاتار اور مسلسل کوشش فی الواقع نہایت قابل قدر ہے۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ ''شرع اسلام'' کا ایک ضروری مسئلہ جس کو پریوی کونسل نے محض غلط فہمی سے ناجائز قرار دے رکھا تھا اور جس کی بدولت ہزارہا شریف خاندان خانماں برباد ہو گئے اور ہوتے چلے جا رہے تھے۔ آخر کار کامیابی کے ابتدائی منازل طے کر رہا ہے۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۱۵۶ تا ۱۵۷ بحوالہ روزنامہ پیسہ اخبار اور قائداعظم اور ان کا عہد صفحہ ۱۲۲

Marfat.com

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر اور قابل توجہ ہے کہ محمد علی جناح نے جو سب سے پہلا شاندار اور تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا وہ ''وقف بل'' کا دوبارہ اجرا ہے جسے حکومت ہند نے منسوخ کر دیا تھا اور جسے واگزار کروانے میں سر سید احمد خان، جسٹس سید محمود اور جسٹس سید امیر علی کی مساعی رائیگاں گئیں۔ اب ہم محمد علی جناح کی تقاریر کے اقتباسات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے امپیریل کونسل میں وقف بل کے حوالے سے کیں۔

اقتباسات تقریر بسلسلہ مسودہ قانون برائے توثیق قانون مسلم اوقاف مورخہ 17 مارچ 1911ء

''جناب والا! میں ملک معظم کی مسلم رعایا کے ''وقف'' کی شکل میں اپنے کنبوں اور وارثوں کے حق میں اپنی املاک کے تصفیہ کے ضمن میں حقوق کی صراحت کیلئے مسودۂ قانون پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اس سے قبل کہ میں اس مسودۂ قانون کے حسن وقبح پر گفتگو کروں میں جناب وائسرائے لارڈ ہارڈنگ کیلئے ممنونیت سے پر تشکر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں نہ صرف اپنی جانب سے بلکہ مسلمانوں کی جانب سے بھی کہ انھوں نے وہ منظوری عطا کی جو مشیران حکومت کے نزدیک کونسل کے قانون مجریہ 1861ء کی دفعہ 19 کے تحت لازمی تھی۔

حکومت کی طرف سے یہ جواب آنے کے بعد میں نے اس ملک کے سربرآوردہ مسلمانوں سے صلاح ومشورہ کیا اور بہت غور وفکر کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ کو جو مسلمانوں کیلئے حد درجہ اہمیت کا حامل ہے حل کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ایک مسودہ قانون اس کونسل میں پیش کر دیا جائے.... حال ہی میں مسلم لیگ نے جو اس ملک میں مسلمانوں کی بڑی رائے عامہ کی نیابت کرتی ہے اپنے گزشتہ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی

Marfat.com

جس میں کہا گیا کہ حکومت کو اس نوع کا قانون بنانا چاہیے۔

اب اس کونسل کے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ وہ کون سا سوال ہے جو مسلمان فرقے کو اس درجہ مضطرب کر رہا ہے؟ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ ہے پریوی کونسل کا 1894ء کا فیصلہ جس نے ہمارے خیال کے مطابق ایک مسلمان، اس کے کنبے، اس کے بچوں اور اس کے وارثوں کیلئے اپنی املاک کا وقف، اس کے خلاف تصفیہ کر کے "مسلم قانون" کو مفلوج کر دیا تھا۔ اس مسئلہ کی قانونی تاریخ نصف صدی یا اس سے بھی زیادہ مدت پر محیط ہے۔ پہلا فیصلہ جس کا مجھے علم ہے، 1838ء میں سنایا گیا تھا۔ اس فیصلے کے جلو میں دیگر متعدد فیصلے آئے.... 1873ء میں بمبئی ہائی کورٹ نے اس نکتے پر فیصلہ دیا جس سے قطعی طور پر مخالفانہ فیصلوں کی ایک لہر کے دور کا آغاز ہو گیا۔ تا آنکہ 1894ء میں پریوی کونسل نے جو سلطنت کی اعلیٰ ترین عدالت ہے قانون وقف علی الاولاد پر شدید ترین ضرب لگا دی۔ میں آپ کو بتا دوں کہ موضوع یہ ہے۔ اسلامی قانون دو چیزوں سے آشنا ہے۔ ایک ہبہ ہے اور دوسرا وقف: دوادارے۔ دوسرے لفظوں میں ہبہ کا مطلب ہے کلیتاً ہدیہ کر دینا۔ اسلامی قانون ایک مسلمان کو اس امر کا اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنی املاک کو کلیتاً ہدیہ کر دے یعنی وہ اپنی املاک منتقل کر دیتا ہے اور اس کیلئے معاملہ ختم شد کے مصداق ہوگا.... پھر اسلامی قانون کی دوسری شاخ آتی ہے جو "وقف" کے نام سے معروف ہے، وقف جیسا کہ میں سمجھتا ہوں مشابہ ہے کسی حد تک قانون انگلشیہ کے "ٹرسٹ" کے قانون سے اور جو آگے چل کر دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ یہ نجی ٹرسٹ ہو سکتے ہیں جو بالآخر خیراتی ادارے میں تبدیل ہو جائیں یا سیدھے سادے خیراتی ٹرسٹ یا مذہبی ٹرسٹ بن جائیں۔ اب اس مسودہ قانون میں ہمارا جس مسئلہ سے

تعلق ہے وہ نجی ٹرسٹ ہیں.... کیونکہ آج بھی اسلامی قانون کے مطابق اور دنیا کے دیگر جملہ ممالک کے قوانین کے مطابق جن کا ماہرین فلسفہ قانون کو بخوبی علم ہے، آپ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی املاک خیراتی مقاصد کیلئے مختص کر سکتے ہیں اوران پر ان قواعد کا اطلاق نہیں ہوتا جو ہمیشگی کے قوانین کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔

بمبئی ہائی کورٹ نے 1873ء میں قانون محمدیؐ کے خلاف فیصلہ صادر کیا۔اس کے بعد 1882ء اور 1884ء میں دیگر فیصلے ہوئے جنہوں نے ایک طرح سے پچھلے فیصلوں کو کالعدم قرار دے دیا اور اس طرح کے متضاد فیصلے اور اعلانات ہند کی مختلف ہائی کورٹوں میں کئے گئے۔حتیٰ کہ 1894ء میں ہمارے سامنے پریوی کونسل کا فیصلہ آیا جس کا ماحصل حسب ذیل ہے:

''یہ کہتا ہے کہ اس نوع کا وقف یعنی وقف علی الاولاد قانون محمدیؐ کے تحت آتا ہے، لہٰذا بلاشبہ ہم اس قانون کی حدود کے باہر نہیں جا سکتے لیکن وہ کہتا ہے کہ کافی حصہ خیرات کیلئے مخصوص ہونا چاہئے۔خیرات کی مد میں کافی کتنا ہوگا؟ اس کی کسی طرح بھی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔وہ مزید کہتے ہیں کہ خیرات کیلئے کافی تخصیص ہی کسی نہ کسی معینہ مدت کے اندر ہونی چاہیے۔قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ یہ مدت بہت طویل نہیں ہونی چاہئے....وہ وقت یا مدت کی کسی حد کا تعین نہیں کرتے لہٰذا اس نے ہمارے قانون میں عظیم ترین بے یقینی کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ایک مسلمان جو اس نوع کا وقف یعنی وقف علی الاولاد بنانا چاہتا ہے یہ نہیں جانتا کہ دستاویز کے تحت خیرات کی مد کا اطلاق کتنی مدت میں ہوگا۔اسے یہ بھی علم نہیں کہ کسی عدالت کی نظر میں خیرات کی مد میں کافی حصہ کتنا ہوگا۔ایک عدالت یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ خیرات کی مد ایک نسل کے بعد شروع ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں وقت

Marfat.com

کی کسی نہ کسی مد کا ذکر کیا گیا ہے۔ کوئی عدالت یہ کہہ سکتی ہے کہ خیرات کا معاملہ دونسلوں کے بعد آ سکتا ہے.... ایک عدالت فیصلہ کر سکتی ہے کہ چھٹا حصہ کافی ہوگا۔ دوسری عدالت کہہ سکتی ہے کہ کم سے کم نصف ہونا چاہئے لہٰذا پریوی کونسل نے یہ دو مسئلے اٹھا کر ہمارے قانون میں عظیم ترین بے یقینی کو راہ دے دی لیکن اہم نکتہ، خاص نکتہ جس سے ہمارا تعلق ہے یہ ہے کہ پریوی کونسل کا یہ کہنا ہے کہ جب تک کافی حصہ خیراتی مد کیلئے مختص نہ کیا جائے وقف باطل ہے لہٰذا ناقص ہے۔ ہم کہتے ہیں..... کہ پریوی کونسل کے امراء کیلئے یہ فیصلہ ''اسلامی قانون'' کے صحیح اصولوں کے مطابق نہیں ہے اور ہمارے قانون کے بارے میں ان کی صراحت اسلامی فقہ کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے.....رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی جو بہت معروف ہیں ان کی کتاب میں جو قانون محمدیؐ پر نصاب کی کتاب ہے تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ سر رالینڈ ولسند کی رائے بھی جو قانون محمدی کے ایک اور ممتاز وکیل ہیں یہی ہے.... پس وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ پریوی کونسل کا فیصلہ اسلامی قانون کے مطابق نہیں ہے.... واضح طور پر املاک کے اسلامی بندوبست پر قانون محمدیؐ کا ہی اطلاق ہونا چاہیے.... اب تک ہمارا موقف صحیح ہے کہ پریوی کونسل نے ہمارے قانون کی جو صراحت کی ہے وہ درست نہیں ہے۔1

اقتباسات تقریر بسلسلہ مسودہ قانون برائے توثیق قانون مسلم اوقاف اپریل 1913ء

''جناب والا! میں تجویز کرتا ہوں کہ اس مسودہ قانون کے بارے میں مجلس منتخبہ کی رپورٹ پر غور کیا جائے جس کا مقصد مسلمانوں کے ان حقوق کا

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد اول ترجمہ اقبال احمد صدیقی صفحات ۱۷ تا ۲۶۱ لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء

Marfat.com

اعلان کرتا ہے جن کے تحت وہ اپنی املاک کا وقف کی شکل میں اپنے کنبوں، بچوں اور وارثوں کیلئے بندوبست کرسکیں۔

مجھے صرف چند نکات کو نمٹانا ہے اور جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ ان اعتراضات کے بارے میں کہنا ہے جو مختلف صوبوں بالخصوص ہائی کورٹ کے ججوں، ڈسٹرکٹ ججوں اور غیر مسلم رائے عامہ کی جانب سے کئے گئے ہیں۔ ایک اعتراض جو اس مسودۂ قانون کے خلاف کیا گیا ہے وہ عوام الناس کا سوال ہے، اس کا جواب بہت آسان ہے اور جیسا کہ میں نے اس مسودۂ قانون کو پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں وضاحت کی تھی کہ ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ قانون محمدی کا مسلمانوں پر اطلاق کر دیا جائے اور اس لئے عوامی حکمت عملی جو اسلامی فقہ کیلئے اجنبی ہے کا سوال اٹھانا میری دانست میں خارج از بحث سوال ہے اور جہاں تک اسلامی فقہ کا تعلق ہے، عوامی حکمت عملی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

بلاشبہ ایک مسلمان زبانی بھی وقف قائم کرسکتا ہے اور یہ کسی حد تک قرض خواہوں کو متاثر کرسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قانون محمدی ہے اور آپ قانون محمدی پر تجاوز نہیں کرسکتے۔ اگر آپ مسلمان کو مجبور کریں کہ وہ صرف تحریری طور پر وقف قائم کرے اور کسی اور طریقے سے نہیں کرسکتا تو آپ اس حد تک قانون محمدی سے تجاوز کر رہے ہوں گے۔ اس لئے میں ذاتی طور پر اس امر کیلئے ہرگز تیار نہیں کہ میں کسی ایسی دفعہ کو قبول کرلوں جو کسی طور پر بھی مسلمانوں کے شخصی قانون کو مسترد کرنے یا اس متاثر کرنے کا امکان رکھتی ہو۔

میرے ہندو دوست مجھے علم ہے، میرے ساتھ ہمدردی کریں گے کہ میرے قانون نے میرے ہاتھ اس حد تک باندھ رکھے ہیں کہ میں کسی طور

بھی اسے تبدیل کرنے سے قاصر ہوں۔

میں صرف ایک بات اور کہوں گا اور وہ یہ ہے کہ میں اپنی اور مسلمانان ہند کی جانب سے ہز ایکسی لینسی وائسرائے اور ان کی حکومت کا مخلصانہ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس احسن طریقہ سے اس مسودۂ قانون کو اس کونسل میں قبول کیا اور اسے نمٹایا۔1

مقدس بانیانِ مذاہب کے ناموس کے تحفظ کے بارے میں مسٹر جناح کی رائے

مسٹر محمد علی جناح نے مولانا محمد علی جوہر کے ایک تار کا جواب ارسال کرتے ہوئے لکھا:

''30 اگست کی رات کو آپ کا تار موصول ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں 15 اگست کے مجوزہ جلسے میں شریک نہیں ہوسکتا۔ البتہ میں ہر اس تدبیر کی تائید کرنے کیلئے تیار ہوں جس کا مقصد بانیان مذاہب کے ناموس اور وقار کا تحفظ ہو۔ میں مسلمانوں سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئینی ذرائع اختیار کریں۔ ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب اور ان کی حکومت نے قابل تعریف و تحسین کام کیا ہے۔ عامتہ الناس کو علی العموم اور مسلمانوں کو بالخصوص چاہیے کہ ہز ایکسی لینسی اور ان کی حکومت نے مسلمانوں کے حالات پر قابو پانے کیلئے جو مدبرانہ قدم اٹھایا ہے اس پر اظہار پسندیدگی کریں۔ مقدمہ ورتمان کے فیصلے سے شورش کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ جسٹس دلیپ سنگھ کی نیت پر جو حملے کیے گئے، میں انہیں ناپسند کرتا ہوں۔''

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد اول ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۲ تا ۴۵

Marfat.com

توہین انبیاء کے انسداد کا بل

مسٹر محمد علی جناح کی طرف سے قانون کی حمایت و تائید کا اقرار:

''15 اگست 1927ء کو مولانا محمد علی جوہر نے مسٹر جناح کو دہلی سے مندرجہ ذیل تار بھیجا:

واجب الاحترام پیشوایان مذاہب کی توہین کے انسداد کیلئے دہلی میں ایک کانفرنس 15 اگست کو ہونے والی ہے۔ مسلمانان دہلی قانونی کونسلوں کے جملہ ارکان کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ براہ کرم شملہ جاتے ہوئے یہاں ٹھہریئے اور احباب کو ہمراہ لایئے۔ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

مسٹر جناح کا جواب:

جناب کا تار موصول ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں 15 اگست کو دہلی حاضر نہیں ہوسکتا۔ میں شکار پور ہوتا ہوا شملہ جا رہا ہوں۔ جملہ مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کے متعلق دریدہ ذہنی اور حملہ کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے کیلئے جو بھی کارروائی کی جائے، میری تائید اس کے شامل حال رہے گی۔ میری استدعا ہے کہ مسلمان آئینی طریق کار اختیار کریں۔ حکومت پنجاب اور اس کے گورنر سر میلکم ہیلی اس نازک موقع پر نہایت خوبی کے ساتھ عہدہ برا ہوئے ہیں۔ عوام الناس کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اس مدبرانہ طرز عمل کی داد دینی چاہیے۔ جو صورت حالات پر قابو پانے کیلئے اختیار کیا گیا ہے۔ عدالت عالیہ کے جدید فیصلے کے بعد ایجی ٹیشن کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ جسٹس دلیپ سنگھ کی نیت کے متعلق جو کچھ کہا جا رہا ہے، میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔[1]

1۔ انقلاب 18 اگست ۱۹۲۷ء صفحہ ۳

Marfat.com

غازی علم الدین شہیدؒ کا مقدمہ

تحریک خلافت کے دوران میں ہندو مسلم اتحاد کے بے نظیر مظاہرے دیکھنے میں آئے تھے۔ لیکن ہندو مسلم اتحاد کا یہ مصنوعی باب جلد ہی اپنے انجام کو پہنچا اور ہندوؤں نے تحریک کے ختم ہوتے ہی اس اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس سلسلے میں ہندو مہا سبھا اور آریہ سماجیوں نے مسلمانوں کے مذہب، تمدن اور سیاسی تاریخ کو مسخ کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ آریہ سماجیوں کی سرگرمیوں کے مرکز ویسے تو تمام ہندوستان میں موجود تھے لیکن لاہور ان کی سرگرمیوں کا خاص مرکز تھا اسی سلسلہ میں 1923ء میں لاہور کے ایک پبلشر راج پال نے پروفیسر چیما بتی کی کتاب شائع کی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ناروا حملے کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے چھپتے ہی مسلمانوں میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ اس کتاب کے پبلشر راج پال پر فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ چلا۔ ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کے بعد ملزم کو دو سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی لیکن عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سر شادی لعل نے (جو مسلمانوں کیلئے اپنے روایتی تعصب کیلئے بہت مشہور تھا) نے راج پال کو بری کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور 27 ستمبر 1927ء کو ایک مسلمان خدا بخش نے راج پال پر حملہ کیا لیکن اس بار بھی قسمت نے اس کا ساتھ دیا اور وہ موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا۔[1]

اس کے بعد لاہور کے سریاں والا بازار کے غازی علم الدین نے راج پال پر حملہ کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ غازی علم الدین کو گرفتار کر کے اس پر سیشن عدالت میں مقدمہ چلا جہاں اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ سیشن عدالت کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی جس کی پیروی کیلئے قائداعظم محمد علی

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۵۸

جناح کو بمبئی سے لاہور بلوایا گیا۔ اس سلسلے میں قائداعظم نے عدالت عالیہ کو تار دیا کہ 15 جولائی کو مقدمہ کی سماعت کیلئے تاریخ مقرر کی جائے۔

یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ پنجاب کے مشہور سیاسی راہنما اور وکیل سر محمد شفیع نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ہندو انہیں برا سمجھیں گے۔

چونکہ ایک ہائی کورٹ کا وکیل دوسرے ہائی کورٹ میں پریکٹس نہیں کر سکتا تھا اس لئے بمبئی ہائی کورٹ کے مسٹر جناح نے جب پنجاب ہائی کورٹ سے علم الدین کے مقدمہ میں پیش ہونے کی اجازت مانگی تو پنجاب ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس براڈوے نے اجازت دینے کی مخالفت کی لیکن چیف جسٹس سر شادی لعل نے قائداعظم کو پیش ہونے کی اجازت دے دی۔ روزنامہ انقلاب (لاہور) نے چیف جسٹس کے اس فیصلہ کو ان کا ہوش مندانہ فعل قرار دیا اور لکھا کہ اگر وہ مسٹر محمد علی جناح کو مقدمہ میں پیش ہونے کی اجازت نہ دیتے تو مسلمانوں میں بے حد جوش پھیل جاتا۔

15 جولائی 1929ء کو جسٹس براڈوے اور جسٹس جانسن کے روبرو مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین کی بے گناہی ثابت کی۔ سب سے پہلے قائداعظم نے عینی گواہوں کے بیانات پر جرح کی۔ قائداعظم نے عدالت کو بتلایا کہ عینی گواہ کدار ناتھ مقتول کا ملازم ہے اس لئے اس کی گواہی تامل اور غور کے بعد قبول کرنی چاہئے۔ دوسرے کدار ناتھ نے اپنے ابتدائی بیان میں بھگت رام گواہ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ بھی مقتول کی دوکان کے ہی ایک حصے میں کام کر رہا تھا اور کدار ناتھ کی طرح بھگت رام نے بھی بیان کردہ قاتل غازی علم الدین پر کتابیں پھینکیں اور اس کا تعاقب کیا۔ کدار ناتھ نے ابتدائی بیان میں ملزم کے متعلق یہ نہیں کہا کہ اس نے

Marfat.com

گرفتاری کے بعد اقبال جرم کیا۔ عدالت سیشن میں وہ بیان دیتا ہے کہ ملزم نے کہا ہے کہ میں نے رسولؐ کی عزت کا بدلہ لیا ہے۔ ان حقائق سے قائداعظم نے یہ ثابت کیا کہ عینی گواہ نمبر 2 کدارناتھ جھوٹا ہے۔ اسی طرح قائداعظم نے دوسرے عینی گواہ یعنی بھگت رام کی شہادت کو لے کر اس کی کمزوریاں واضح کیں۔ اس کے بعد انہوں نے وزیر چند نانک اور پرمانند وغیرہ کے بیانات پر نقادانہ بحث کر کے ثابت کیا کہ کوئی بیان بھی اصلاً قابل اعتماد نہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص بیان وضع کر کے مختلف آدمیوں کو طوطے کی طرح رٹا دیا گیا۔ قائداعظم نے اپنی جرح سے سب سے اہم نکتہ یہ نکالا کہ عام بیانات کے مطابق واقعہ کے وقت مقتول کی دکان پر ایک مقتول اور اس کے دو ملازم تھے۔ ڈاکٹر کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتول کے آٹھ زخم لگے یعنی اٹھارہ انیس سال کے ایک معمولی نوجوان نے دن دیہاڑے تین مردوں میں گھس کر ایک کے جسم میں آٹھ دفعہ چھری گھونپی اور نکالی اور تین آدمی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اس کو عقل انسانی صحیح تسلیم نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے آتمارام کباڑی کی شہادت پر جرح کی اور اس کی شہادت کا تار و پود بکھیرا اور اس کے خلاف کئی دلائل قائم کئے۔ (1) پہلی بات آپ نے یہ ثابت کی کہ کوئی دوکاندار اتنا باریک بین نہیں ہو سکتا کہ اپنے ہر گاہک کو یاد رکھے جو کہ اس کی دوکان پر صرف ایک ہی مرتبہ آیا ہو۔ اس کباڑی نے ملزم کو شناخت پریڈ کے دوران ملزم کے چہرے کے ایک نشان کو دیکھ کر پہچانا ہے۔ ظاہر ہے کہ پولیس نے اسے یہ نشان بتلا دیا ہو گا جس کی بناء پر اس نے ملزم کو شناخت کر لیا۔ (2) گواہ آتمارام کا دعویٰ تھا کہ وہ چاقو کو پہچان سکتا ہے لیکن جب چاقو اس کے روبرو پیش کئے گئے تو وہ پہچان نہ سکا۔

گواہ آتمارام کباڑی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کی نظر کمزور ہے۔ لہٰذا ان حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آتمارام سکھایا پڑھایا ہوا گواہ ہے استغاثہ کے یہی

Marfat.com

تین مبانی تھے۔اوّل عینی گواہ دوئم ملزم کو گرفتار کرنے یا کرانے والے سوئم چاقو فروخت کرنے والا کباڑیا۔ان مبانی کی انتہائی کمزوری ثابت کرنے کے ساتھ ہی استغاثہ کو محمد علی جناح نے بالکل بے حقیقت کر دیا۔

اس کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے اس امر پر بھی سیر حاصل بحث کی کہ اگر علم الدین قاتل نہیں تھا تو اس کے کپڑوں پر انسانی خون کے دھبے کس طرح لگے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر کا یہ بیان پیش کیا کہ مقتول کا خون فوارے کی طرح نہیں اچھلا اور جب حالت یہ ہے تو بیان کردہ قاتل کے جسم پر دھبے نہیں پڑ سکتے لیکن ڈاکٹر نے کہا کہ بیان کردہ قاتل کے کپڑے مقتول کی لاش سے چھو گئے ہوں گے۔ قائداعظم نے کہا کہ ڈاکٹر کی شہادت کا یہ حصہ بالکل لغو ہے۔اسے رائے دینے کا کوئی حق نہیں تھا۔ سیشن جج اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ملزم کے کپڑے مقتول کی لاش سے چھوئے نہیں لیکن لکھتا ہے کہ ڈاکٹر کی رائے کے مطابق یہ خون انسانی ہے اس لئے مقتول کا خون ہے اور چھری سے ٹپک کر ملزم کے کپڑوں پر گرا ہے۔قائداعظم نے کہا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ جس خون کے دھبے ملزم کے کپڑوں پر ہیں وہ واقعی مقتول کا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ خود ملزم کا خون ہے۔ملزم کا بیان ہے کہ اسے گرفتار کرنے کے بعد ہندوؤں نے مارا پیٹا اور اس مار پیٹ سے اس کی انگلی اور ران پر زخم آئے۔

قائداعظم نے ایک اہم بات یہ کہی کہ سیشن جج نے مسلم اسیسروں کی رائے کے سلسلے میں خوامخواہ ہندو مسلم سوال پیدا کیا۔اس مقدمے میں چار اسیسر تھے۔دو مسلمان اور دو غیر مسلم۔مسلمان اسیسروں نے ملزم کو بے گناہ بتلایا غیر مسلم اسیسروں نے جرم کا اثبات کیا۔سیشن جج نے لکھا ہے کہ مسلم اسیسروں کے فیصلے پر یقین نہیں کیا جا سکتا اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں فرقہ وار تعصب موجود ہو۔قائداعظم نے اس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان اسیسروں کے متعلق یہ کیوں کہا گیا۔ دوسرے

Marfat.com

اسیسروں کے متعلق کیوں نہیں کہا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں مسلمان اسیسروں کے فیصلے بالکل ایمان دارانہ ہوں۔ ان کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ وجہ بتلائیں کہ وہ فلاں فیصلے پر کیوں پہنچے ہیں۔ یہ امر افسوسناک ہے کہ جج نے مسلمان اسیسروں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا۔ ملزم کے حق میں جو شہادت تھی سیشن نے اسے ناقابل قبول قرار دیا اور اس کے خلاف جو شہادت تھی اسے درست سمجھا۔ اس پر جسٹس براڈوے نے کہا کہ جج کو اختیار ہے کہ وہ جس شہادت کو چاہے قبول کرے جس کو چاہے مسترد کرے۔ قائداعظم نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے مگر قبول وعدم قبول کیلئے دلیل بھی ہونی چاہیے۔

علم دین کو بے گناہ ثابت کرنے کے بعد قائداعظم نے مقدمہ کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالی اور کہا کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ملزم واقعی قاتل ہے تو بھی اس کی سزا پھانسی نہیں بلکہ عمر قید ہونی چاہیے۔ اس کیلئے قائداعظم نے مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے۔

۱۔ ملزم کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔

۲۔ راج پال نے ایسی کتاب چھاپی جسے عدالت عالیہ نے بھی نفاق انگیز اور شرانگیز قرار دیا۔ ملزم نے اسے پڑھا اور بھڑک اٹھا۔

۳۔ ملزم نے کسی لغو اور ذلیل خواہش سے یہ ارتکاب نہیں کیا بلکہ ایک کتاب سے غیرت کھا کر ایسا کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے عدالت عالیہ کے سامنے مندرجہ ذیل تقریر کی جس میں عدالت عالیہ سے درخواست کی کہ وہ ملزم کو اس الزام سے بری کر دے۔ قائداعظم نے فرمایا ''سب سے پہلے میں اس پولیس افسر کی شہادت کی طرف عدالت عالیہ کی توجہ مبذول کراتا ہوں، جس نے بیان کیا کہ ہم ملزم سے یہ اطلاع پاتے ہی کہ میں نے آتمارام کباڑی سے یہ چھری خریدی ہے فوراً اس کی دکان پر پہنچے۔ پولیس نے

Marfat.com

بذاتِ خود کوئی تفتیش نہیں کی اور صرف ملزم کے بیان پر اکتفا کیا لیکن دفعہ 27 قانون شہادت کی رو سے ملزم کا بیان بطور شہادت پیش نہیں ہو سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ جج صاحبان اس کا فیصلہ صادر کریں۔ مسٹر جسٹس براڈوے نے کہا شہادت کے قابل قبول یا ناقابل قبول ہونے کے سوال کا فیصلہ کرنا عدالت ماتحت کا کام ہے۔ قائداعظم نے کہا کہ آپ اس نقطہ پر اب نہیں تو آخر میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ملزم کو اس مقدمہ میں ماخوذ کرنے کی کافی وجوہ موجود ہیں یا نہیں۔ 6 اپریل کو راج پال قتل کیا گیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس نے راج پال کو قتل کیا وہ کون تھا؟ استغاثہ کی شہادتوں میں دو عینی گواہوں کے بیانات ہیں۔ یہ دونوں گواہ کدار ناتھ اور بھگت رام ہیں۔ ان عینی گواہوں کے قابل عمل ہونے کو پرکھنے کیلئے فاضل ججوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دونوں گواہ راج پال کے ملازم تھے۔ ان شہادتوں کے پرکھنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ان کے بیانات کے اختلافات کو دیکھا جائے۔

قائداعظم نے کدار ناتھ گواہ کا بیان پڑھ کر سنایا اور کہا کہ سخت تعجب کی بات ہے کہ اس بیان میں گواہ بھگت رام کا کہیں نام تک نہیں آیا حالانکہ وہ اس وقت دوکان پر موجود تھا۔ برخلاف اس کے گواہ بھگت رام کا کہنا ہے کہ اس نے ملزم کا تعاقب کیا اور کدار ناتھ کے ساتھ مل کر ملزم پر کتابیں پھینکیں۔ جرح کے موقع پر بھی کدار ناتھ نے بھگت رام کا نام نہیں لیا حالانکہ ایک عینی شاہد کی حیثیت سے کدار ناتھ کو بھگت رام کا نام سب سے پہلے لینا چاہیے تھا۔ یہ ایک نہایت ہی اہم نکتہ ہے اور عینی شہادت کا جزو اعظم ہے۔

کدار ناتھ نے ارتکاب جرم کا جس قدر وقت بتلایا ہے طبی شہادت اس کی تردید کرتی ہے۔ طبی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گواہ کے بیان کردہ وقت سے دو چند وقت

صرف ہوا۔

قائداعظم نے فرمایا کہ گواہ کا بیان ہے کہ جب ملزم کو پکڑا گیا تو اس نے کہا میں نے کوئی چوری نہیں کی ڈاکہ نہیں مارا میں نے صرف اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ لیا ہے۔ ایک لمحہ کیلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ملزم بھاگتا جاتا تھا اور اس کا تعاقب بھی کیا گیا لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص گرفتار ہوتے ہی فوراً اس طرح اقبال جرم کرے۔ یہ شہادت بھی پیش کی گئی ہے کہ وہ متواتر اقبال جرم کرتا رہا۔ پولیس کا ایسے موقع پر فرض تھا کہ وہ مجسٹریٹ کے روبرو ملزم کے بیانات قلم بند کراتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ہر ایک تجربہ کار پولیس افسر کیلئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ملزم نے راج پال کی دوکان پر آ کر بھی اقبال جرم کیا۔ ایسا غیر ممکن ہے وہاں پولیس موجود تھی۔ یہ سب کہانی اس قدر غیر قدرتی ہے کہ اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

قائداعظم نے کہا کہ یہ سب کہانی غلط ہے۔ گواہ نے نہ صرف بھگت رام کا نام ہی ترک کر دیا ہے بلکہ وزیر چند کا نام بھی چھوڑ دیا حالانکہ وزیر چند نے ملزم کا تعاقب کیا تھا۔ جرح پر گواہ نے کہا کہ میں وزیر چند کے نام کے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ میں اس شہادت پر صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اگر گواہ سچ بولتا تو وہ بھگت رام کا نام ضرور لیتا۔ اس کے علاوہ وہ پولیس کے سامنے بھی وہی الفاظ بتاتا جو اس نے بعد میں ملزم کی طرف منسوب کیے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لیے یہ کہانی فرضی ہے۔

دیوان وزیر چند کی شہادت پڑھ کر سناتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ آیا فاضل جج صاحبان اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ کدارناتھ وزیر چند کو نہیں جانتا تھا۔ اگر اسے نام نہیں آتا تھا تو وہ کہہ سکتا تھا کہ کوئی آدمی وہاں موجود تھا۔ اس کے بعد گواہ بھگت رام بھی ایسی کہانی سناتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ملزم کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ ہر ایک گواہ ان الفاظ کے متعلق جو ملزم نے کہے مختلف

Marfat.com

بیانات دیتا ہے۔ چنانچہ بھگت رام نے کہا کہ ملزم نے کہا تھا کہ ''ہتھکڑیاں سونے کے کڑے ہیں۔'' نانک چند گواہ کا بیان ہے کہ ملزم نے کہا تھا کہ ''راج پال میرا دشمن نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔'' گواہ سچانند نے کم وبیش وہی الفاظ کہے جو نانک چند نے کہے۔ لیکن گواہ ودیا رتن جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے ملزم کو گرفتار کیا بالکل مختلف الفاظ بیان کرتا ہے۔ گواہ نے پہلے کہہ دیا ہے کہ وہ ملزم کے صحیح الفاظ بیان نہیں کر سکتا مگر اس کا ملخص بتا سکتا ہے۔

میں صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آتمارام کباڑی ایک سکھایا ہوا گواہ ہے۔ اسے اسی روز معلوم ہو گیا تھا کہ راج پال مارا گیا ہے۔ پھر شناخت کی پریڈ ہوئی جس میں تین مرتبہ گھومنے کے بعد اس نے ملزم کو شناخت کیا۔ گو اس گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ملزم کی ناک کے قریب ایک نشان ہے کیا چھری بیچنے والا اس قدر باریک بین ہو سکتا ہے کہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھے کہ خریدار کی ناک کے پاس نشان بھی ہے۔ گواہ کا اپنا بیان ہے کہ ملزم کے کان میں دھاگہ پڑا ہوا تھا حالانکہ اس کی بینائی بھی اچھی نہیں۔

اس گواہ کا بیان ہے کہ میں فروخت کی ہوئی چھریوں کو پہچان سکتا ہوں لیکن بعد ازاں اس نے غلط چھری کو شناخت کیا۔ چھریاں عدالت میں پیش کی گئیں۔ قائداعظم نے ٹوٹی ہوئی نوک والی چھری کی طرف جج صاحبان کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ خود ان چھریوں کو دیکھ کر بتلائیں کہ ان میں کیا تمیز ہو سکتی ہے کہ آتمارام بتلانے کے وقت قابل ہو گیا کہ فلاں چھری ہے۔ ملزم کا بیان ہے کہ میں نے آتمارام کباڑی کی دوکان سے چھری نہیں خریدی۔

قائداعظم نے فرمایا کہ سب انسپکٹر کی شہادت ہے کہ ملزم کی شلوار اور قمیض پر خون کے نشانات تھے۔ ملزم کے دیگر حصوں پر بھی معمولی نشانات تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کو بھی ضربات آئیں۔ ملزم کا بیان ہے کہ میرے ساتھ تشدد کیا گیا تھا۔

استغاثہ نے کہیں بھی یقینی طور پر بیان نہیں کیا کہ ملزم کے کپڑوں پر خون کے جونشانات تھے وہ اسی قتل کی وجہ سے تھے۔ طبی شہادت ہے کہ نشانات شاید مقتول کے قریب آنے سے لگ گئے۔ یہ امر واضح ہے کہ ملزم مقتول کے نزدیک نہیں۔ اس میں شک نہیں آیا کہ خون کے نشانات کسی انسان کے خون کے ہیں لیکن ثابت نہیں ہوسکتا کہ یہ مقتول کے خون کے نشانات ہیں۔ اگر میری انگلی زخمی ہو جائے تو اس کے اندر سے بھی کافی خون نکل آتا ہے جس سے میرے کپڑوں پر بڑے بڑے نشانات لگ سکتے ہیں۔

اس کے بعد قائداعظم نے کہا کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ فاضل جج نے فیصلہ میں غلطی کی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ دو ہندو اسیسر ملزم کو مجرم بتاتے ہیں لیکن دو مسلمان اسیسر اسے بے قصور ٹھہراتے ہیں۔ اگر اس وقت ہندو مسلم فرقوں میں کشیدگی تھی تو فاضل جج کا فرض تھا کہ وہ اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کرتا۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہندو اسیسروں کی رائے فرقہ پرستانہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ فاضل جج نے شہادتوں سے بھی غلط نتیجہ مرتب کیا۔

آخر میں قائداعظم نے کہا کہ ملزم نوجوان ہے۔ راج پال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا۔ اس لئے سزائے موت سخت سزا ہے۔ ملزم پر رحم کیا جائے۔ لنچ کے بعد عدالت نے سرکاری وکیل کا جواب سنے بغیر حاضرین کو باہر نکال دیا اور فیصلہ محفوظ رکھا۔ سرکاری وکیل کی جوابی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اپیل خارج کر دی گئی۔ چار بجے کے قریب عدالت نے فیصلہ سنایا اور اپیل نامنظور کر دی۔

یہاں یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب عدالت عالیہ نے غازی علم دین کیس میں سیشن کے فیصلہ کو برقرار رکھا اور غازی علم دین کی سزائے موت برقرار رکھی تو ہندو اخبارات نے مسٹر محمد علی جناح کے خلاف زبردست زہر اگلنا شروع کر دیا۔

Marfat.com

مشہور متعصب ہندو اخبار پرتاپ نے اس مسئلہ پر کئی نوٹ لکھے۔ گپ شپ اور چلنت کے نام سے دو کالم چھپتے تھے ان میں قائداعظم کو رگیدا گیا۔ ایک جگہ لکھا کہ ''مسٹر محمد علی جناح کی قابلیت علم دین کو موت کے منہ سے چھڑا نہ سکی۔'' ایک جگہ لکھا کہ مسٹر محمد علی جناح کو ایسا مطلقاً کمزور مقدمہ لینا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ ہندوؤں کو ان کیخلاف ناواجب شکایات پیدا ہوگئی ہیں۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے جس قابلیت سے مقدمہ کی پیروی کی اس پر روزنامہ الجمیتہ دہلی نے اپنی اشاعت مورخہ 20 جولائی 1929ء کو ''مسٹر جناح کی باطل شکن تقریر'' کے زیرِ عنوان انہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔

''لاہور ہائی کورٹ سے بھی میاں علم الدین کی اپیل کا فیصلہ صادر ہو گیا اور پھانسی کا جو حکم سیشن عدالت سے ہوا تھا وہی بحال رہا۔ قائداعظم کی مدلل اور موثر تقریر کو پڑھنے کے بعد اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے دلائل کس قدر وزنی تھے اور انہوں نے ماتحت عدالت کی شہادتوں میں جن نقائص کا ذکر کیا تھا ان سے مقدمہ کس درجہ کمزور ہو گیا تھا مگر ہائی کورٹ کے ججوں نے خدا معلوم کن وجوہ کی بنا پر ان دلائل کو قابل اعتنا نہیں سمجھا۔ اس وقت ہائی کورٹ کا فیصلہ موجود نہیں ہے اس لئے ہم اس پر مفصل تنقید نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے سامنے اصل فیصلہ کے دلائل نہ آ جائیں ہم یہ نہیں سمجھتے کہ قائداعظم کی تقریر کے بعد پھانسی کی سزا کس طرح بحال رہ سکتی تھی۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۱۵۹ تا ۱۶۷ بحوالہ روزنامہ الجمیعت ۲۰ جولائی ۱۹۲۹، صفحہ ۴

ہمارے پیغمبرؐ ایک کی اقلیت تھے:

قائداعظم نے 2 جنوری 1938ء کو گیا کے مقام پر جامع مسجد میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ

''وہ مسلم لیگ کے پروگرام اور حکمت عملی کا مطالعہ کریں''

انہوں نے مسلم لیگ کا پرچم لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے فرمایا:

''کل آپ نے مجھے پرچم لہرانے کا اعزاز بخشا۔ میں نے اسے لہرا دیا اوز اب میں اسے آپ کی مقدس تحویل میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ یہ پرچم آپ کے وقار کی، مسلمانوں کے وقار کی اور اسلام کے وقار کی علامت ہے۔ مسلم لیگ کا پرچم اسلام کا پرچم ہے۔ یہ نئی چیز نہیں۔ یہ گذشتہ تیرہ سو برس سے موجود ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے ہم اسے فراموش کر بیٹھے تھے۔ اس پرچم کو بلند کرنے کا مطلب ہے اپنے وقار کو بلند کرنا۔ اب میں اسے آپ کے ہاتھوں میں چھوڑ رہا ہوں۔ ان مسلمانوں کیلئے جو خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہتے ہیں صرف ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ ہے کہ آپ مسلم لیگ میں اس کے رکن کی حیثیت سے شامل ہو جائیں جس میں نہ صرف ہمارے فرقے کی نجات ہے بلکہ ہمارے ملک کی بھی نجات ہے۔ ہم ہندو بھائیوں کو آج، کل اور پرسوں اس تنظیم کے فوائد سے آگاہ کریں گے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک کل ہند سیاسی تنظیم ہے اور یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس میں اس کے رکن کے طور پر بھرتی ہو جائیں۔

مسلمانوں کے قلیل تناسب کے پیش نظر، نہ صرف آپ کے صوبے میں بلکہ دیگر صوبوں میں بھی جو سارے ہند میں 35 فیصد بنتا ہے، ہم نئے دستور کے تحت اپنے حقوق کی حفاظت چاہتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہندو

Marfat.com

اکثریت میں ہیں؟ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ مجلس قانون ساز میں بھی ہمارے نمائندے غیر متحد ہیں۔ یہ ہمارے وقار کے منافی ہے۔ اگر کچھ نمائندے کانگرس کی طرف چلے جائیں تو ہندو دعویٰ کریں گے کہ مسلمان ان کے ساتھ ہیں پھر وہ بھی ہوں گے جو گورنر کی طرف چلے جائیں لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ البتہ اس سے بہت فرق پڑے گا اگر وہ متحد ہو جائیں اور جز واحد بن جائیں۔

یقیناً ہمارا تناسب قلیل ہے لیکن صرف یہ بات ہماری فکرمندی کی وجہ سے بن جانی چاہیے۔ تیرہ سو برس قبل ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کی تبلیغ فرمائی تو اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا۔ بیس برس میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے دین کو عرب، مصر اور یورپ میں پھیلا دیا بلکہ انہیں اپنے زیر نگیں بھی لے آئے۔ اگر ایک واحد مسلمان یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو 9 کروڑ مسلمان کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر کبھی بھی مسلمانوں کو زک پہنچی ہے تو وہ دوسرے مسلمان سے پہنچی۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ متحد ہو جائیں تو دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو آپ کو دبا سکے یا آپ پر ظلم توڑ سکے۔

مسٹر جناح نے تقریر اردو میں کی۔[1]

1۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ قائداعظم کا یہ دوسرا خطاب ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ دی سٹار آف انڈیا ۱۳ جنوری ۱۹۳۸ء بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم صفحات ۱۹۷ تا ۱۹۹

Marfat.com

یقین کی طاقت: دین مبین کی تبلیغ

6 جنوری 1938ء کو مومن انصار جماعت کے سپاس نامے کے جواب میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''وہ سب کیلئے آزادی اور سب کیلئے مساوی عدل کی غرض سے لڑ رہے ہیں۔ وہ اصول اور مساوات کیلئے لڑ رہے ہیں۔'' انہوں نے فرمایا:

''جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کی تبلیغ شروع کی تو وہ دنیا بھر میں صرف ایک کی اقلیت میں تھے لیکن قرآن مجید کی اعانت سے انہوں نے ساری کائنات کو چیلنج کیا اور مختصر ترین مدت میں دنیا میں عظیم ترین انقلاب برپا کر دیا۔ اگر مسلمان یقین کی وہ قوت، تنظیم، نظم وضبط اور ایثار کی وہ طاقت حاصل کر لیں تو انہیں ساری دنیا کی معاندانہ قوتوں سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی سہل انگاری کو جھٹک دیں، شکست خوردہ ذہنیت اور مایوسی سے نجات حاصل کر لیں۔ وہ اپنا یقین دوبارہ حاصل کریں، اپنی روحوں کی دوبارہ تسخیر کریں اور ہند میں اپنی تاریخ ایک بار پھر رقم کریں۔''[1]

واضح رہے کہ قائداعظم کی یہ تیسری تقریر یا خطاب ہے جس میں انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

1۔ ''دی سٹار آف انڈیا'' ۷ جنوری ۱۹۳۸ء بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد دوم صفحہ ۲۰۰

Marfat.com

صوم وصلوٰۃ کے تارک: خدا اور رسولؐ کے مجرم

''اسلام خالص عمل ہی عمل ہے۔'' یہ ہے وہ فلسفہ جس کا اظہار قائداعظم محمد علی جناح نے ''یوم عید الفطر'' کے مبارک اور پرمسرت موقعہ پر فرمایا:

13 نومبر 1939ء کو ''یوم عید'' کے موقع پر قائداعظم محمد علی جناح نے ''فلسفہ عبادت'' کے عنوان سے ایک تقریر نشر فرمائی تھی جس نے ایک عالم کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ فلسفہ عبادت سے متعلق آپ کی یہ تفسیر وتشریح حق آگاہی اور تعلیمات اسلامی کے گہرے مطالعہ کا ماحصل معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''رمضان المبارک کا ضبط صوم وصلوٰۃ آج خداوند تعالیٰ کے حضور قلب کے لازوال عجز وانکسار کے ساتھ اختتام کو پہنچ رہا ہے لیکن اسے کمزور قلب کا عجز وانکسار ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ جو ایسا کریں گے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ونافرمان ہیں کیونکہ تمام مذاہب میں یہ ایک حقیقت موجود ہے جو اگرچہ بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتی مگر ہے بالکل درست کہ عاجز ومتواضع ہی قوی وطاقت ور ہوں گے اور یہ حقیقت مذہب اسلام میں خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ اسلام خالص عمل ہی عمل ہے۔ ہم میں عمل کی ضروری طاقت پیدا کرنے کیلئے ہمارے پیغمبر اسلام نے ضبط رمضان کی تشکیل فرمائی۔ عمل سماج کے وجود کی دلالت کرتا ہے۔ جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کی تلقین فرمائی تو آپ کے پیش نظر اس مجرد آدمی کی تنہا زندگی نہیں تھی جو صرف اپنے ہی لیے ریاضت کرتا ہے اور صرف حقوق اللہ ہی پر یقین رکھتا ہے۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد طبع دوم ۱۹۹۱ء صفحات ۵۶، ۵۷

Marfat.com

درسی کتب میں سیرت رسول ﷺ کے اندارج کا مطالبہ

22 فروری 1942ء کو قائداعظم کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں انعقاد پذیر ہوا۔ 21 فروری کو مسلم لیگ کونسل کی ورکنگ کمیٹی نے جو قراردادیں پیش کی تھیں، ان کی منظوری دی گئی۔ کونسل نے قائداعظم کو مزید ایک سال کیلئے مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا کیونکہ صرف آپ کا واحد نام تھا جس کی صوبائی مسلم لیگوں نے سفارش کی تھی۔

اس اجلاس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ درسی کتب میں شامل کرنے کے ضمن میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:

A resolution relating to references to the Holy Prophet and other Muslim saints in the basic school textbooks evoked some discussion. It was pointed out that unreverential language was used in regard to the Prophet of Islam in some of the United Provinces schools. Mr. Jinnah felt that the matter, although very important, was the primary concern of the Provincial Muslim Leagues. They had similar difficulty in Bombay and after the Congress Government had gone out of office, the objectionable textbooks were withdrawn by the Government. The best remedy would be to have committees to scrutinise all textbooks for denominational schools so that nothing was included in the books by which the religious sentiments of any community were injured. He suggested that the Provincial Muslim

Leagues should examine the whole problem and bring up the question, if necessary, before the annual session of the League at Allahabad in April next. This suggestion was accepted by the House and the resolution was withdrawn. The council then adjourned sine die. 1

تعلیمات محمدیؐ کا احیاء: طلبہ کو نصیحت:

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جالندھر سے خطاب کے دوران ''تعلیمات محمدیؐ'' کے احیاء پر اظہار خیال کرتے ہوئے 15 نومبر 1942ء کو قائداعظم نے فرمایا:

''آپ ہندوستان کے مسلم طلبہ کی اس طرح تنظیم کیجئے کہ وہ اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے ایک نقطہ پر جمع ہو جائیں اور ملت اسلامیہ کی معاشرتی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کیلئے تعمیری لائحہ عمل ترتیب دیں۔ ثقافت اسلامی اور تعلیمات محمدیؐ کا احیاء کریں اور ہندوستان کی مختلف اقوام کے درمیان بھائی چارے اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کریں۔'' 2

1. Evolution of Muslim Political Thought in India, Volume five, The Demand for Pakistan, Chief Editor A.M.Zaidi, New Delhi, S. Chand and Company 1978, Pages 346 and 349

2۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۳۵

Marfat.com

خواتین اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

جناح اسلامیہ کالج برائے طالبات کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس میں خواتین سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے ۲۲ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور میں فرمایا:

"دنیا پر شفاف اور بلور کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ ہند کے مسلمان ایک اقلیت نہیں ہیں، بلکہ وہ ایک قوم ہیں اور ایک قوم کی حیثیت سے وہ ان علاقوں میں جہاں ان کی عظیم اکثریت ہے اپنی خودمختار ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان قومی مرکزی حکومت نہیں چاہتے کیونکہ کوئی ہندوستانی قوم موجود ہی نہیں ہے۔ ہمارے بعض ہم وطن ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں لیکن وہ اپنی ریشہ دوانیوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔"

مسٹر جناح نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی ہے کہ یہ نہ صرف مسلمان مردوں نے بلکہ مسلم خواتین اور بچوں نے بھی تجویز پاکستان کو سمجھ لیا ہے۔ کوئی قوم اپنی خواتین کے تعاون کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اگر مسلم خواتین نے اپنے مردوں کی اسی طرح حمایت کی جس طرح انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کی تھی تو ہم جلد ہی اپنی منزل حاصل کر لیں گے۔"[1]

1۔ قائد اعظم: تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی صفحہ ۱۲۶، بحوالہ ایسٹرن ٹائمز ۲۳ نومبر ۱۹۴۲

Marfat.com

مسلمان: ایک عظیم قوم: اسوۂ حسنہؐ کی پیروی

(''ہم میں ایک عظیم قوم بننے کی تمام تر صلاحیت موجود ہے'')

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین میں ۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے مسلمان قوم کی صلاحیتوں کی تعریف کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اُجڈ'' لوگوں کو ایک طاقتور قوم بنا دیا تھا۔ ہماری پشت پر تہذیب وثقافت کی عظیم روایات موجود ہیں۔ کمیونسٹ پارٹی کے ضمن میں آپ نے فرمایا:

''ایک اور پارٹی جو کچھ عرصے سے بہت سرگرم ہوگئی ہے یہ کمیونسٹ پارٹی ہے۔ ان کا پروپگنڈا مکارانہ ہے اور میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ ان کے چنگل میں نہ پھنسیں۔ ان کا پروپگنڈا ایک سُراب اور ایک دام ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ سوشلزم، کمیونزم، نیشنل سوشلزم اور ہر دیگر ازم کی باتیں خارج از بحث ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ فی الفور کچھ کر سکتے ہیں؟ کب اور کس طرح؟ آپ اس امر کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو پاکستان میں کون سا نظام حکومت مطلوب ہوگا؟ کوئی نہ کوئی پارٹی ہم سے کہہ سکتی ہے کہ ہمیں پاکستان میں جمہوری حکومت یا سوشلسٹ یا نیشنلسٹ حکومت قائم کرنی چاہیے۔ یہ سوالات آپ کو فریب دینے کیلئے اٹھائے جاتے ہیں۔ اس وقت تو آپ صرف پاکستان کی حمایت کیجئے۔ اس کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے آپ کو ایک علاقہ اپنے قبضے میں لینا ہے۔ پاکستان ہوا میں تو قائم نہیں ہوسکتا۔ جب آپ اپنے اوطان کا قبضہ لے لیں گے تب یہ سوال اٹھے گا کہ آپ کونسا نظام حکومت رائج کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے ذہن کو ان فضول خیالات سے اِدھر اُدھر نہ بھٹکنے دیجئے۔''

Marfat.com

تقریر ختم کرنے سے پیشتر مسٹر جناح نے ایک جرمن مصنف موزف ہیل کی کتاب 'عرب قبل از ظہور اسلام' کے ایک باب کا حوالہ دیا۔ مصنف نے کہا کہ عربوں میں دو بڑی خامیاں ہیں۔ اولاً ان میں قومی اتحاد کے شعور کا فقدان ہے۔ ان میں محض قبیلوں اور خاندانوں کا احساس ہے۔ دوم ان میں شعور اطاعت مفقود ہے۔ اس تنقید کا اطلاق ہند کے مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجڈ لوگوں کو ایک طاقتور قوم بنا دیا تھا۔ ہماری پشت پر ثقافت اور تہذیب کی عظیم روایات موجود ہیں اور ہم میں ایک عظیم قوم بننے کی تمام تر صلاحیت موجود ہے۔ ہم اپنی قوم کو عظیم بنا سکتے ہیں اور انشاء اللہ بنائیں گے۔ اور جب ہم یہ کر لیں گے تو پاکستان ہمارے قدموں میں ہوگا۔ (تحسین و آفرین کے مسلسل نعرے)1

اسلام ذاتوں میں امتیاز تسلیم نہیں کرتا: اسوۂ رسولؐ ایک عظیم راہنما

قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کی سالانہ کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں ذات پات کے مسئلہ پر شدید نکتہ چینی کی۔

قائداعظم محمد علی جناح نے نعروں کی گونج میں اعلان کیا کہ "اسلام مختلف ذاتوں میں کسی قسم کی تمیز اور امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات پات کی تمیز کو مٹا کر عرب میں عربوں میں قومی اتحاد برپا کر دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیاد کو اس مضبوطی سے قائم کیا کہ وہ انہیں عرب کی سرحدوں سے اتنی دور لے گئی کہ وہ ہسپانیہ اور فرانس کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ وہ ذات پات کی لعنت کو ختم کر دینا چاہتے ہیں جس نے مسلم ہند کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی کوان طریقوں

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۲۶۶، ۲۷۴، ۲۷۵ بحوالہ دی ڈان ۱۱ مارچ ۱۹۴۴ء

سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کی اجازت نہیں دے گی۔ ہماری جڑ بنیاد اسلام ہے حتیٰ کہ شیعہ سنی کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہم ایک ہیں اور ایک قوم کی حیثیت سے ہی ہمیں قدم سے قدم ملا کر چلنا ہوگا، صرف اسی صورت میں ہم پاکستان کو برقرار رکھ سکیں گے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ذات پات کا طریقہ ہی ہند کی غلامی کا اصل ذمہ دار ہے اور ان لوگوں کو خبردار کیا جو ان ہتھکنڈوں کو استعمال کر رہے ہیں۔"[1]

بُتانِ رنگ وخُوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی[2]

ذات پات کے امتیاز کو مٹانے کی تلقین:

اسلامیہ کالج کے اساتذہ اور طلبہ کے ایڈریس کے جواب میں یکم اپریل ۱۹۴۴ء کو "ذات پات کے امتیاز" کو مٹانے پر زور دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ذات پات کے امتیاز کو مٹایا جائے اور جس لعنت سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات دلائی تھی اس میں دوبارہ پھنسنے کی کوشش نہ کی جائے۔"[3]

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۲۸۱ تا ۲۸۲ اور قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات ۳۶ تا ۳۸

2۔ کلیات اقبال اردو بانگ درا مؤلفہ علامہ اقبال صفحہ ۲۷۰

3۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحہ ۱۳۱

Marfat.com

سید الانبیاءؐ

قائداعظم کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار اس خط سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے محمد اعظم صاحب لیکچرار شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے نام تحریر فرمایا۔ اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں آپ نے اسوۂ رسول کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔

مونٹ پلیزنٹ روڈ

مالابار ہل، بمبئی

۲۶ اگست ۱۹۴۴ء

جناب من

آپکا مکتوب مورخہ ۱۷ اگست وصول ہوا اور آپکے حسب خواہش حسب ذیل چند الفاظ اپنی جانب سے بطور ''پیش لفظ'' ارسال کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہا ہوں۔

میں حقیقت میں نہائت مسرور ہوں کہ آپ کارلائل کی کتاب ''مشاہیر اور مشاہیر پرستی'' کے ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔ میں جب انگلستان میں طالب علم تھا اُس وقت میں نے کارلائل کی اور کتابوں کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ بھی کیا تھا اور اس وقت سے چیلسیا کے اس مرد عاقل کی عظمت میرے دل میں جاگزیں ہے۔ اس نے ہمارے پیغمبر آنحضرتؐ کی زندگی کے حالات اور آپؐ کے کارناموں کی سچی تصویر کھینچ کر نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ ساری دنیا کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔

اس کتاب کے اردو ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کے متعلق میں آپ کے

Marfat.com

ارادے کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کی کامیابی کا متمنی ہوں۔

آپ کی روانہ کردہ اردو ترجمہ کی ایک جلد وصول ہوئی جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔[1]

آپ کا مخلص

محمد علی جناح

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۳۲، ۳۳۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ''سید الانبیا'' کا زیر نظر ایڈیشن ہمارے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

Mount Pleasent Road,
Malabar Hill,
Bombay.
26th August, 1944

Dear Sir,

I am in receipt of your letter of August 17th, and I am glad to send you the following few words, as desired by you in the shape of a foreword from me.

I am very glad indeed that you are bringing out a second edition of the Urdu Translation of Carlyle's "Heroes and Hero Worship". Amongst the various works of Carlyle I read this one in English when I was a student in England, and ever since I have held the sage of chelsea in great admiration. He has done a great service not only to the Musalmans but to the rest of the world in giving an impartial picture and the history of the life and career of our great Prophet, and your venture to have a second edition of the Urdu Translation is welcome, and I wish you every success.

I have received the Urdu Translation you have sent to me and I thank you for it.

Yours faithfully,
M. A. Jinnah

Marfat.com

"Foreword" to "Sayyad-ul-Ambiya"

We feel pleasure in presenting a "Foreword" to "Sayyid-ul-Ambiya" written by Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah for Prof. Muhammad Azam's Urdu Translation of Thomas Carlyle's lecture namely "The Hero as Prophet; Mohamet: Islam". Prof. Muhammad Azam Khan was a Lecturer in the Department of Urdu, Usmania University, Hyderabad Deccan. The Second Edition of this Urdu Translation was published by Karvan-e-Adab, Karachi in October 1951. Luckily we have the copy of this edition which Prof. Muhammad Azam Khan presented to Prince Ahmed on 16.6.1954 at Murree.

This is originally a lecture (II) which was delivered on Friday, 8th May, 1840 by Thomas Carlyle, and it was included in his most famous book entitled "On HEROES HERO-WORSHIP AND THE HEROIC IN HISTORY". The book was first published in 1841. In the "World's Classics' it was first published in 1904 and reprinted in 1906. It ran into many reprints and the last print was 1968 by Oxford University Press, London.

The book consists of six lectures, the first being 'The Hero as Divinity; Odin. Paganist: Scandinavian

Marfat.com

Mythology'; the second "The Hero as Prophet; Mahomet; Islam"; the third "The Hero as Poet: Dante; Shakespeare; the fourth, "The Hero as Priest: Luther; Reformation"; the fifth, "The Hero as Man of Letters: Johnson, Rousseau, Burns"; and the sixth, "The Hero as King: Cromwell; Napoleon; Modern Revolutionism".

There is a common mistake in the name of the book because it has been quoted as "Heroes and Hero Worship" whereas the correct name of the book is "On Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History" and the author's full name is Thomas Carlyle.

Thomas Carlyle was born in Ecclefechan, Dumfreisshire on 4th December, 1795 and died in London on 4th February, 1881. Among his famous writings are "French Revolution", "The Nigger Question" and the "History of Friedrich II of Persia". Editor.

The above-noted is a 'Foreword' by Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah to Prof. Muhammad Azam's book "Sayyad-ul-Ambiya" an Urdu Translation of Thomas Carlyle's second lecture namely 'The Hero as Prophet; Mohamet; Islam".

Marfat.com

حصول علم امت مسلمہ پر فرض ہے: فرمان رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی تلقین

چوتھی گجرات مسلم ایجوکیشنل کانفرنس احمد آباد کا افتتاح کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۴ جنوری ۱۹۴۵ء کو تجارتی، فنی اور سائنسی تعلیم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

"تعلیم کے بغیر مکمل تاریکی ہے اور تعلیم ہو تو روشنی۔ تعلیم ہماری قوم کیلئے زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا اس سرعت کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ خود کو تعلیم نہیں دیں گے تو نہ صرف یہ کہ آپ بالکل پیچھے رہ جائیں گے بلکہ آپ ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے سامعین پر زور دیا کہ وہ تعلیم کے مشن کو خلوص کے ساتھ تھام لیں اور اس امر کا اہتمام کریں کہ ہر مسلمان مرد اور عورت امکانی طور پر بہترین تعلیم جو دستیاب ہو حاصل کر سکے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی امت پر یہ فرض قرار دیا کہ وہ حصول علم کیلئے اگر چین میں جانا پڑے تو چین بھی جائیں۔ اگر ان دنوں جب ذرائع آمد و رفت دشوار تھے یہ حکم تھا تب تو حقیقتاً مسلمانوں کو، جو اسلام کے درخشندہ ورثے کے حقیقی پیروکار ہیں، جملہ دستیاب مواقع کو بھرپور طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ تعلیم کی ترقی کی خاطر وقت کے ایثار اور ذاتی آرام و آسائش کی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

مسٹر جناح نے امید ظاہر کی کہ صوبہ اور باقی ماندہ ملک کے دیگر حصے گجرات کی مثال کی تقلید کریں گے۔ وہ وقت بہت جلد آ سکتا ہے جب یہ ضروری ہو جائے کہ صوبے بھر میں مسلم تعلیمی اداروں کی سرگرمیوں کو ایک

Marfat.com

واحد انتظامی بورڈ کی نگرانی میں دینا پڑے۔

موجودہ تعلیمی نظام کے نامناسب ہونے کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے اسلامیان ہند کی تعلیم کے ضمن میں ایک اسکیم مرتب کرنے کی غرض سے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے۔''1

(دی ڈان، ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء)

میلاد النبیؐ کی تقریب پر پیغام

قائداعظم محمد علی جناح نے ۵ فروری ۱۹۴۵ء کو مدیر مسلم ویوز بمبئی سے حسب ذیل پیغام عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تقریب پر ارسال فرمایا:

''آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں آپ کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر پیغام ارسال کروں۔ میں آج آپ کو اس کے سوا کیا پیغام دے سکتا ہوں کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو اسلام کی بہترین روایات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے۔ وہ دین جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا ہے۔

اسلام اس دنیا میں آیا تاکہ یہاں جمہوریت، امن اور انصاف قائم کرے اور مظلوموں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ یہ بنی نوع انسان کیلئے امیر اور غریب، بلند اور پست میں مساوات کا پیغام لایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کا بیشتر حصہ نظریات کی خاطر لڑنے میں صرف کیا۔ پھر کیا یہ ہر مسلمان کا فریضہ نہیں ہے، کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو، وہ ان عظیم نظریات اور اسلام کی شاندار روایات کو برقرار رکھنے کیلئے اپنی بہترین کوشش صرف کر دے۔ انسانوں میں مساوات قائم کرنے، انسان کے

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۲۰۷، ۲۰۸

Marfat.com

جائز حقوق کے حصول اور جمہوریت کے قیام کی خاطر لڑے؟ ہند میں ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان ہمارا جائز مطالبہ ہے اور پیدائشی حق۔ ہم باور کرتے ہیں کہ یہ جمہوری اصولوں اور انصاف کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ عزم بالجزم کر رکھا ہے کہ ہم اس کیلئے لڑیں گے اور انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔1

اسوۂ حسنہ ﷺ کی پیروی: رمضان المبارک خیر و برکت کا مہینہ:

۸ ستمبر ۱۹۴۵ء کو عید الفطر کے مبارک موقعہ پر کراچی سے مسلمانان ہند کے نام مسلمانان ہند من حیث القوم اور ہر مسلمان کو فرداً فرداً امن، مسرت اور خوشحالی کی دعاؤں کے ساتھ عید کی مبارکباد دیتے ہوئے مندرجہ ذیل پیغام دیا:

ماہ رمضان المبارک جو سخت قسم کی قیود ـــــ روزہ نماز ـــــ کڑی پابندیاں عائد کرتا ہے، ابھی ابھی تمام ہوا اور آپ اس میں سے صبر وتحمل اور اعتماد کے ساتھ سرخرو ہو کر نکلے۔ صبح عید نے جس کے آپ ذوق وشوق سے منتظر تھے تمام مسلمان گھرانوں میں مسرت وشادمانی کی روشن اور شاندار کرنیں بکھیر دی ہیں۔

ماہ رمضان میں ہم سب کیلئے ایک عظیم سبق پنہاں ہے۔

فی نفسہ یہ ایک عظیم ادارہ ہے۔ یہ مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ مسرت اور کامیابی اور کسی فریضے کی تکمیل مشکلات، محنت اور صعوبت کے بغیر نہیں ہوسکتی اور یہ کہ ہم قربانیاں دیے بنا اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم خود کس طرح اپنی خواہشات، بھوک اور حرص وہوس پر قابو پا سکتے ہیں اور کس طرح ان چیزوں کی مزاحمت کر سکتے ہیں جو اخلاقی

1۔ قائد اعظم تقاریر و بیانات جلد سوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۲۰، ۴۲۱

Marfat.com

طور پر غلط اور ناپسندیدہ ہیں۔ یہ ارفع ترین نظم وضبط ہے بغیر کسی لچک کے اور بالخصوص ہم مسلمانانِ ہند تو ماہ رمضان کے دوران جو سخت نظم طے کیا گیا ہے اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

آپ کیلئے میرے گذشتہ پیام عید سے اب تک دنیا اور ہند میں زبردست تبدیلیاں آئی ہیں۔ انسانی تاریخ کی سب سے زیادہ خون آشام جنگ اختتام کو پہنچی۔ میں امید کرتا ہوں کہ جمہوریت اور عدل وانصاف کی قوتیں امن واماں لے آئیں گی اور حقیقی معنوں میں کامیاب وکامران ٹھہریں گی۔ مسرت کے اس موقع پر گذشتہ بار جب میں آپ سے مخاطب ہوا تھا اس وقت سے اب تک مسلمانوں اور مسلم لیگ نے زبردست ترقی کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لیگ مضبوط سے مضبوط تر ہو کر آگے بڑھ رہی ہے اور یہ کہ مسلم ذہن زیادہ سے زیادہ راہیں اور ذرائع تلاش کرنے پر مرتکز ہے اور انہوں نے قومی تعمیر کے کاموں کا، جیسے معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی، آغاز کر دیا ہے۔ یہ کم اہم بات نہیں ہے کہ ہمارا وطن پاکستان صنعتی تعمیر نو کے راستوں پر گامزن ہے۔"

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام صرف مذہبی اور اخلاقی امور تک محدود نہیں ہیں۔ گبن کے بقول "اطلانتک سے گنگا تک قرآن کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، نہ صرف دینیات کے اعتبار سے بلکہ سول اور فوجداری ضابطوں اور ایسے قوانین کے لحاظ سے جو بنی نوع انسان کے افعال اور املاک پر اللہ تعالیٰ کے غیر مبدل قوانین کے طور پر محیط ہے۔ جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطہ حیات ہے۔ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے۔ رسوم مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزانہ

زندگی سے متعلق بھی۔ رُوح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک، حقوق العباد سے لے کر فرد واحد کے حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازمی قرار دیا کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی رہنمائی خود کر سکے۔ لہٰذا اسلام محض روحانی عقائد اور نظریات یا رسم ورواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے، زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری وساری ہے۔"

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حق خود ارادیت مسلمانوں کا پیدائشی حق ہے اور ہم نے قطعی طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ آزادی کے حصول اور وقار اور خودداری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کیلئے اس عظیم برعظیم کے مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ ہمیں اپنے اوطان یعنی ان تمام صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں، پاکستان قائم کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں۔ اس کے معنی ہیں ہندو اور مسلمان دونوں کی آزادی۔ بعینہٖ ہندوؤں کی باقی ماندہ ہند میں یہی صورت حال ہو گی جس سے انہیں اس برعظیم کا تین چوتھائی حصہ مل جائے گا، مزید برآں ہند کا بہترین حصہ۔"[1]

ہجرت: سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع

جب کفار مکہ کی ایذا رسانیاں عروج تک پہنچ گئیں اور نو مسلم مسکینوں پر ان کے ظلم وستم کی انتہا نہ رہی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی لیکن اس سے کفار مکہ کے غصے کی آگ اور بھڑک اٹھی اور انہوں

۱۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، صفحات ۴۷۳، ۴۷۴

Marfat.com

نے نہ صرف یہ کہ ان کو حبشہ سے نکلوانے کی ہر ممکن کوشش کی بلکہ مکہ میں مقیم مسلمانوں اور خود آقائے نامدار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عرصہ حیات تنگ کر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''شعب ابی طالب میں محصور'' ہونے پر مجبور ہو گئے اور اسی محصوری میں تین سال گزر گئے۔ اس ظلم وستم کی داستان بیان کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں اور پھر جب اللہ رب العزت نے حضور اکرم کو ہجرت کیلئے مکہ سے مدینہ جانے کی اجازت دے دی تو آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مدینہ تشریف لے گئے.... چنانچہ مدینہ کے دارالسلام میں تمام مسلمانوں کو ہجرت کر کے آجانے کا حکم مل گیا۔

ابن ہشام اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''عرب کے مختلف علاقوں میں جو مسلمان کافر قبیلوں کے درمیان منتشر تھے اور بسا اوقات جنگ کی لپیٹ میں بھی آجاتے تھے ان کا معاملہ مسلمانوں کیلئے سخت پریشان کن تھا ان مسلمانوں کو بھی ہجرت پر ابھارا گیا تاکہ وہ ہر طرف سے سمٹ کر دارالسلام میں آجائیں۔ 1؎

حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور ایک چھوٹا سا خطہ عرب کی سرزمین میں ایسا بہم پہنچ گیا جہاں ایک مومن کیلئے اپنے دین وامان کے تقاضوں کو پورا کرنا ممکن تھا تو حکم دے دیا گیا کہ جہاں جہاں اور جس جس علاقے اور جس جس قبیلے میں اہل ایمان کفار میں دبے ہوئے ہیں اور اسلامی زندگی بسر کرنے کی آزادی نہیں رکھتے وہ وہاں سے ہجرت کریں اور مدینہ کے دارالسلام میں آجائیں۔ 2؎

اسی ضمن میں مولانا مزید لکھتے ہیں کہ:

''جب ایک جگہ خدا کے باغیوں کا غلبہ تھا اور خدا کے قانون شرعی پر عمل

1۔ سیرت النبی کامل مؤلفہ ابن ہشام جلد اول، صفحہ ۳۱۸

2۔ تفہیم القرآن حاشیہ سورۃ النساء 88:4 صفحہ ۳۷۹

Marfat.com

کرنا ممکن نہ تھا تو وہاں رہنا کیا ضرور تھا کیوں نہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ.... سرزمین کی طرف منتقل ہو گئے (ہو جائیں) جہاں قانون الٰہی کی پیروی ممکن ہوتی۔''1 اور

''جو شخص اللہ کے دین پر ایمان لایا ہو اس کیلئے نظام کفر کے تحت زندگی بسر کرنا صرف دو صورتوں میں جائز ہے ایک یہ کہ وہ اسلام کو اس سرزمین پر غالب کرنے اور نظام کفر کو نظام اسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتا رہے۔ دوسرے یہ کہ وہ درحقیقت وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتا ہو اور سخت نفرت و بیزاری کے ساتھ وہاں مجبوراً قیام رکھتا ہو۔ ان دونوں صورتوں کے سوا ہر صورت میں دارلکفر کا قیام ایک مستقل معصیت ہے اور اس معصیت کیلئے یہ عذر کوئی بہت وزنی نہیں ہے کہ ہم دنیا میں کوئی ایسا دارلسلام پاتے ہی نہیں ہیں جہاں ہم ہجرت کر کے جا سکیں۔2

قائداعظم نے یقیناً ان ارشادات کی روشنی میں ''عرب'' ہجرت کرنے کیلئے مسلمانوں کو دعوت دی تھی۔ انہوں نے کسی دوسرے ملک کا نام تجویز نہیں کیا۔

بلوچستان مسلم لیگ کے زیر اہتمام جلسۂ عام سے خطاب کے دوران ۱۱۶ کتوبر ۱۹۴۵ء کو کوئٹہ میں قائداعظم نے فرمایا:

''درحقیقت وہ ''بھارت ماتا'' کو تقسیم کرنے یا اس کے ٹکڑے کرنے سے ڈرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ''ہندو راج'' کے اندر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کا وہی حشر کر سکیں جو جرمنی میں یہودیوں کا ہوا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ مسلمان کبھی بھی ''ہندو راج'' میں نہیں رہ سکتے.... اگر آپ.... مسلمان اس رویے اور صورت حال کو پسند نہیں کرتے تو آپ سعودی عرب

2۔ تفہیم القرآن حاشیہ سورۃ النساء 4:88 صفحہ ۳۷۹

3۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۳۸۸

Marfat.com

''ہجرت'' کر سکتے ہیں۔''1

یہ امر قابل ذکر ہے کہ قائداعظم نے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ اگر ان کی جان، مال اور مذہب خطرے میں ہے تو وہ اس صورت میں سعودی عرب ہجرت کر سکتے ہیں۔ قائداعظم سعودی عرب کو محفوظ ترین ملک گردانتے تھے جہاں حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ واقع ہیں۔

''قرآن مجید فرقان حمید میں سورہ النحل (۴۱:۱۶) میں ہجرت کرنے والوں کیلئے اللہ رب العزت نے اجر کا اس طرح وعدہ فرمایا ہے:

''جو لوگ ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر ہجرت کر گئے ہیں، ان کو ہم دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔''

اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تلقین:

سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل سے ۲۳ فروری ۱۹۴۷ء کو کراچی میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے قوم پر زور دیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا ـــــ اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ محمد علی جناح نے کہا کہ:

''اگرچہ عوام کی فلاح و بہبود کیلئے آٹھ نکاتی پروگرام وضع کیا جا چکا ہے تاہم یہ کافی نہیں ہے۔ ہم ابھی خود کو اس کٹھن کام کیلئے غیر تیار پاتے ہیں جو ہمارا منتظر ہے۔ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ ابھی ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔ ہمیں (اپنی صفوں میں) اتحاد، نظم و ضبط اور یقین محکم پیدا کرنا ہے۔ ہمارے عوام تعلیم یافتہ اور منظم ہونے چاہئیں تب ہی ہم صحیح معنوں میں ایک عظیم قوم بن سکیں گے اور اقوام عالم میں ایک باوقار مقام حاصل کر سکیں گے۔

---

1. قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، صفحات ۱۷۴، ۱۷۵ اور ایسٹرن ٹائمز 11 اکتوبر 1945

Marfat.com

ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اس راہ سے انحراف نہ کریں جو عظیم ترین پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے متعین کی تھی۔ آپ کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہم دنیا میں اپنا مقام صرف اس وجہ سے کھو بیٹھے کہ ہم نے کسی نہ کسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چلنا چھوڑ دیا۔'' 1

(اے۔پی۔آئی، اور رینٹ پریس آف انڈیا، دی پاکستان ٹائمز، ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء)

رواداری اور حسن سلوک: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن مثال

مجلس دستور ساز پاکستان کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کراچی میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو فرمایا:

''میں زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس جذبے کو سراہتے ہیں جس کے تحت اس وقت سرکاری ملازمت اور مسلح افواج میں موجود اور دیگر اصحاب نے عبوری طور پر بطیب خاطر اور بغیر کسی رووکد کے پاکستان کیلئے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کیں۔ بحیثیت خادمان پاکستان ہم انہیں خوشیاں فراہم کریں گے اور ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے گا جو اپنی قومیت والوں سے ہوگا۔ عظیم شہنشاہ اکبر نے تمام غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کی ابتدا آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی تھی۔ آپ نے زبان سے ہی نہیں بلکہ عمل سے یہود و نصاریٰ پر فتح حاصل کرنے کے بعد نہایت اچھا سلوک کیا۔ ان کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے عقائد کا احترام کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی حکمران رہے ایسے ہی رہے۔ ان کی تاریخ دیکھی جائے تو وہ ایسے ہی انسانیت نواز اور

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد چہارم ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۳۰۲

Marfat.com

عظیم المرتبت اصولوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن کی ہم سب کو تقلید کرنا چاہئے۔

آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پاکستان کے بارے میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہم میں اپنے ہمسایوں اور دنیا کی جملہ اقوام کے ساتھ دوستی کے جذبہ کی کمی محسوس نہیں کریں گے۔1

(اجلاس میں لارڈ اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن بھی موجود تھے)

ایمان کا رشتہ: تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

قائداعظم محمد علی جناح کے نزدیک جغرافیائی دوری کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ اس کا ثبوت پاکستان کے دو حصے یعنی مشرقی اور مغربی پاکستان تھے (افسوس صد افسوس جو یکجا نہ رہ سکے)۔ دونوں حصوں کے درمیان قریباً ایک ہزار میل کا فاصلہ ہے لیکن جس چیز نے ان دونوں حصوں کو ایک رشتے اور ایک ہی رسی میں پرویا تھا وہ ہے ''رشتہ ایمان''۔ دونوں حصوں کے باسی مسلمان اور ایک خدا، ایک قرآن اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں: قائداعظم نے ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء کو آسٹریلیا کے عوام سے ایک نشری خطاب میں اس حقیقت پر اس طرح روشنی ڈالی:

''مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان ہزار میل کے قریب بھارتی علاقہ ہے۔ بیرونی ملک کا کوئی بھی طالب علم سب سے پہلے یہ سوال کر سکتا ہے کہ ایسا کیسے ممکن ہے؟ ایسے علاقوں کی حکومت میں جن کے درمیان اس قدر طویل فاصلہ حائل ہو اتحاد عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اس سوال کا ایک لفظ میں جواب دے سکتا ہوں اور وہ ہے ''ایمان''۔ ایمان اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر، اپنے اوپر اعتماد اور اپنے مقدر پر بھروسہ۔ لیکن میں سمجھ سکتا ہوں کہ

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات جلد چہارم مترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۳-۳۴۳، ۳۴۴ بحوالہ دی سٹار آف انڈیا ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

Marfat.com

جولوگ ہم سے واقف نہیں ہیں انہیں اس مختصر سے جواب کے مضمرات کو سمجھنے میں شاید دقت محسوس ہو۔ لیجئے میں آپ کے سامنے تھوڑا سا پس منظر بیان کر دیتا ہوں۔

ہماری عظیم اکثریت مسلمان ہے۔ ہم رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ ہم اسلامی ملت و برادری کے رکن ہیں جس میں حق، وقار اور خودداری کے تعلق سے سب برابر ہیں۔ نتیجتاً ہم میں اتحاد کا ایک خصوصی اور گہرا شعور موجود ہے۔ لیکن غلط نہ سمجھئے، پاکستان میں کوئی نظام پاپائیت رائج نہیں۔ اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلام ہم سے دیگر عقائد کو گوارا کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور ہم اپنے ساتھ ان لوگوں کے گہرے اشتراک کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہیں جو خود پاکستان کے سچے اور وفادار شہریوں کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرنے کیلئے آمادہ اور رضا مند ہوں۔

نہ صرف یہ کہ ہم میں سے بیشتر لوگ مسلمان ہیں، بلکہ ہماری اپنی تاریخ ہے، رسوم وروایات ہیں اور وہ تصورات فکر ہیں، وہ نظریہ اور جبلت ہے جس سے قومیت کا شعور ابھرتا ہے۔ ہند میں صدیوں سے ہمارا ایک مقام تھا۔ کسی وقت وہ مقام اعلیٰ وارفع تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مغلوں کا فرمان ساحل تا بہ ساحل جاری وساری تھا۔ ہم اس عہد کو صرف تاریخی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب ہمارے پاس مقابلتاً کم علاقہ ہے جو بلحاظ رقبہ انگلستان سے چار گنا ہے۔ یہ ہمارا ہے اور ہم اس پر قانع ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم صلح و آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم سکون کے ساتھ اور اپنے طریقے سے اپنے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہیں اور امور عالم میں اپنا جائز حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔1

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸، صفحات ۳۱۵ تا ۳۱۷

Marfat.com

عفو درگزر کی تلقین:

مسلمان کی شان ہے کہ عفو درگزر سے کام لے اور صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ حضور نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں ہمیں ان گنت ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ آپ نے ایذا پہنچانے والے کافروں کو یکسر معاف کر کے شان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا۔ آپ کی اس عفو درگزر کا نتیجہ یہ نکلا کہ کافر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ قائد اعظم اسلام کے فرزند اور عاشق رسول تھے۔ انہوں نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور اسلامی تعلیمات کی ان پر گہری چھاپ تھی۔ جب بہار کے مسلمانوں پر مظالم روا رکھے گئے اور ان کا جینا حرام کیا گیا تو قائد اعظم نے مسلمانوں کو پُر امن رہنے کی تلقین فرمائی۔ انہوں نے توازن برقرار رکھنے اور صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ چھوڑنے کا درس دیا۔ انہوں نے ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء کو فرمایا:

"وقت کا تقاضا ہے اور مجھے اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایماندار سمجھدار آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو کچھ ہو رہا ہے مسلمانوں اور مسلم لیگ کو ذمہ دار ٹھہرانے کیلئے اس کا پروپیگنڈا بڑے زور شور سے کیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ کے خلاف جو کچھ الزامات لگائے جا رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

مجھے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہر جگہ بڑا سخت نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ لیکن سانحہ بہار کے سامنے دیگر تمام واقعات اور مظالم کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ میں بربریت اور ظلم کو سخت نفرت سے دیکھتا ہوں خواہ وہ کسی شکل وصورت میں ہو۔ لیکن بہار میں جو قیامت بپا کی گئی اس کی نہ تو کوئی مثال ہے اور نہ اس کا ثانی ہندوستان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ سفاکانہ قتل عام ہے جو ہندو اکثریت نے مسلمان اقلیت کا نہایت بیدردی کے ساتھ کیا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کا اس وقت کیا حال ہے۔ مگر میں

Marfat.com

انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ان مظلوم مسلمانان بہار کا بدلہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں لینا ایک بڑی بھاری سیاسی اور اخلاقی غلطی ہوگی اور اگر ایسا ہوا تو ہم اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلیں گے۔

اگر آپ حقیقت میں پاکستان چاہتے ہیں تو میں خداوند کریم سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان کے دامن پر وہ بدنما داغ نہ لگے جس کا مظاہرہ مظلوم مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کر کے بہار میں کیا گیا ہے۔ ہمیں تہذیب و شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان سے ہمارا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے۔ مگر ہم مسلم اکثریت والے صوبوں میں بے گناہوں کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا نہ کریں گے۔ ہم کو سیاسی طور سے بتا دینا چاہیے کہ ہم بہادر اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے ایماندار اور سچے مسلمان ہیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت خود مسلمان سے بڑھ کر پائیں گے۔ اگر مسلمانوں نے دامن صبر و رضا کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنا توازن کھو دیا تو اسلام نے جو عدیم المثال سبق دنیا کو سکھایا ہے اُسے بھلا دیا تو سمجھ لیجئے کہ آپ نہ صرف اپنا حق پاکستان کھو دیں گے بلکہ ہندوستان میں کشت و خون ہوگا۔ جس سے ہماری آزادی کے دن دور ہٹ جائیں گے اور ہم اپنی غلطی کی بیڑیاں اپنے ہی ہاتھوں سے مضبوط کریں گے۔

مجھے خوشی ہے کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں امن و امان ہے اور وہ اس ظلم و فساد اور کشت و خون میں شامل نہیں ہیں۔ جس کا مظاہرہ باقی تمام ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ میں ایک بار پھر ان تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی اکثریت میں ہوں غیر مسلموں کی حفاظت جان و مال کیلئے جو کچھ بھی ممکن ہو کریں اور ان میں بھروسہ پیدا کریں۔1

---

1 اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحات ۱۰۹، ۱۱۱

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید سے خطاب:

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید پر اپنے اعزاز میں کراچی بار ایسوسی ایشن کی جانب سے دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے، یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی۔

قائداعظم نے فرمایا'' آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو برس پیشتر ہوتا تھا۔''

گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا: ''جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں یا کچھ لوگ جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں، میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

''اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو مساوات، عدل اور انصاف کا درس دیا ہے۔ کسی کو جمہوریت، مساوات اور حریت سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ دیانت کے اعلیٰ ترین معیار پر مبنی ہو اور اس کی بنیاد ہر شخص کیلئے انصاف اور عدل پر رکھی گئی ہو۔ قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا ہمیں اسے (پاکستان کا آئندہ دستور) بنا لینے دیجئے۔ ہم یہ بنائیں گے اور ہم اسے ساری دنیا کو دکھائیں گے۔''

صوبائی عصبیت کے بارے میں گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا کہ ''یہ ایک بیماری ہے اور ایک لعنت۔ انہوں نے فرمایا'' میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی عصبیت کی بیماری سے چھٹکارا پالیں۔ ایک قوم جب تک کہ وہ ایک صف میں نہ چلے، کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ ہم سب پاکستانی اور اس مملکت کے شہری ہیں اور ہمیں مملکت کیلئے

خدمت، ایثار اور زندگی کا نذرانہ پیش کرنا چاہئے تاکہ ہم اسے دنیا کی عالیشان اور خودمختار مملکت بنا سکیں۔''

قائداعظم نے اس عظیم اور تاریخی موقع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ''میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے خوش آمدید کہا۔ میں اس بار ایسوسی ایشن سے کافی عرصہ سے واقف ہوں۔ آج ہم یہاں تھوڑی سی تعداد میں اس عظیم شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے جمع ہوئے جن کیلئے نہ صرف لاکھوں دل احترام سے لبریز ہیں بلکہ جو دنیا کے عظیم ترین لوگوں کی نظر میں بھی محترم ہیں۔ میں ایک حقیر آدمی، اس عظیم المرتبت شخصیت کو کیا خراج عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم رہبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم قانون عطا کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم مدبر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم فرمانروا تھے جنہوں نے حکمرانی کی۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو بلاشبہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس بات کو بالکل نہیں سراہتے۔

''اسلام نہ صرف رسم ورواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے، بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات اور اس کے رویہ بلکہ اس کی سیاست واقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے۔ یہ وقار، دیانت، انصاف اور سب کے لئے عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ ایک خدا اور خدا کی توحید، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اسلام میں ایک آدمی اور دوسرے آدمی میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات، آزادی اور یگانگت، اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔''

گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا: ''اس زمانہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سادہ تھی۔ تاجر کی حیثیت سے لے کر فرمانروا کی حیثیت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا کامیابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین انسان تھے جن کا چشم عالم نے کبھی

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نظارہ نہیں کیا۔ تیرہ سو سال گزرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔"[1]

1۔ قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۰۱ تا ۴۰۳ بحوالہ قائداعظم اپنے معاصرین کی نظر میں (انگریزی) ترجمہ جمیل الدین احمد پبلشرز یونائنڈ ۱۹۵۶ء صفحات ۳۵۲، ۳۵۳ اور روزنامہ ڈان ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء

باب پنجم: مملکت خداداد پاکستان: ایک خداوندی تحفہ

پاکستان کا منشا اور مقصود:

سرحد کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

''پاکستان کا منشا اور مقصود آزادی اور استقلال تک محدود نہیں۔ یہ اس ''اسلامی آئیڈیالوجی'' کا آئینہ دار ہے جو ہمیں ایک بیش بہا ورثے اور سرمایۂ حیات کے طور پر حاصل ہوئی ہے اور جس کے ثمرات سے دیگر اقوام بھی مستفید ہوں گی۔'' 1

پاکستان کا مطالبہ: اسلام کا مطالبہ:

۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خطاب کے دوران قائد اعظم محمد علی جناح نے دوٹوک اور واضح طور پر فرمایا:

''آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کیلئے ایک جداگانہ مملکت کی وجۂ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال ______ یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔'' 2

پاکستان کا قیام (وجود):

۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ قائد اعظم محمد علی جناح نے اس زندۂ جاوید حقیقت کا انکشاف فرمایا:

1۔ قائد اعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۴۴

2۔ قائد اعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۰

''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمۂ توحید ہے، وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد بن گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی۔''[1]

پاکستان صدیوں سے موجود ہے:

مسلم یونیورسٹی یونین علی گڑھ کے زیر اہتمام جلسے سے خطاب کرتے ہوئے ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے اعلان کیا:

''امر واقع یہ ہے کہ پاکستان صدیوں سے موجود ہے، یہ آج بھی ہے اور ابد تک موجود رہے گا۔ (مرحبا) یہ ہم سے چھین لیا گیا تھا، ہمیں صرف اسے واپس لینا ہے۔ اس پر ہندوؤں کا کیا حق ہے؟ ہمیں اس چیز پر دعوے سے کس طرح باز رکھا جا سکتا ہے جو ہماری اپنی ہے۔ دراصل یہ تو خود ہندوؤں کے اپنے مفاد میں زیادہ ہے۔

پاکستان نہ صرف ایک قابل حصول منزل ہے بلکہ واحد منزل ہے اگر آپ اس ملک میں اسلام کو مکمل تباہی سے بچانا چاہتے ہیں.... پاکستان تو موجود ہے لیکن ہمیں اسے لینا ہے۔''[2]

1۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۹

2۔ قائداعظم کا تقاریر و بیانات، جلد دوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، لاہور بزم اقبال ۱۹۹۸ء، صفحات ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۰

Marfat.com

پاکستان صدیوں سے موجود ہے:

قائداعظم نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء کو احمد آباد کے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ فلک شگاف نعرہ بلند فرمایا:

''پاکستان صدیوں سے موجود ہے'' ان اوطان شمال مغرب اور مشرق میں جہاں وہ آج بھی ستر 70 فیصد اکثریت میں ہیں۔ ان علاقوں میں ''خودمختار مسلم ریاستیں'' ہونی چاہیں تاکہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب، اپنی ثقافت اور اپنے قوانین کے مطابق بسر کرسکیں۔''[1]

پاکستان پہلے سے موجود ہے اور سرگرم عمل ہے:

۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء کو ''یوم پاکستان'' کی مبارک تقریب پر نئی دہلی سے قائداعظم محمد علی جناح نے جو پیغام دیا اس میں دوٹوک اعلان فرمایا:

''آج ہمارے اس عزم صمیم کے اعلان کی پانچویں سالگرہ ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے دن لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے کھلے اجلاس میں کیا گیا جس میں ہم نے حتمی طور پر اپنے ''نصب العین ــــ پاکستان'' کی تشریح کردی تھی۔ یہ ہمارا ناقابل تنسیخ وتبدل قومی مطالبہ ہے۔ مسلم ہند اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ ہم شمال مغربی اور مشرقی خطوں میں مکمل طور پر پاکستان'' حاصل اور قائم نہیں کر لیتے جیسا کہ آپ کو علم ہے یہ مسلم ہند کیلئے ''زندگی اور موت'' کی جدوجہد ہے۔

پاکستان کے حصول میں ہماری نجات، دفاع اور وقار مضمر ہے۔ اگر ہم ناکام ہوگئے تو ہم ختم ہو جائیں گے اور اس برصغیر میں ''مسلمانوں'' یا

1۔ قرارداد لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۲ بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد دوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۳۴ تا ۴۳۵

''اسلام'' کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔ یہ ایک زبردست فریضہ ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ ''پاکستان ہماری رسائی ہے۔ یہ پہلے سے موجود ہے اور سرگرم عمل ہے۔'' اور ہم ان صوبوں میں جیسے سندھ، بلوچستان، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بنگال، پنجاب اور آسام میں اپنی کوششوں سے اس تمام قوت پر قبضہ کرلیں جو اس وقت ہمیں دستیاب ہے۔''1ے

پاکستان کا مطلب: اسلام کی عظمت

۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو ''یوم پاکستان'' کی مبارک تقریب کے موقع پر لاہور سے جاری کردہ پیغام میں اعلان فرمایا:

''ہمارے لئے پاکستان کا مطلب ہے ہمارا دفاع، ہماری نجات اور ہمارا مستقبل۔ یہ واحد راستہ ہے جو ہمیں اپنی آزادی، اپنے وقار اور ''اسلام کی عظمت'' کو برقرار رکھنے کی ضمانت دے گا۔''2ے

پاکستان کے حصول کے بغیر مسلمانوں یا اسلام کا نام ونشاں باقی نہیں رہے گا:

۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء کو ''یوم پاکستان'' کی مبارک تقریب پر نئی دہلی سے قائداعظم محمد علی جناح نے جو پیغام جاری کیا، اس میں اس حقیقت کا دوٹوک اعلان فرمایا:

''پاکستان کے حصول میں ہماری نجات، دفاع اور وقار مضمر ہے۔ اگر

1۔ قراردادِ لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۵۹ تا ۶۰ بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد سوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحات ۴۲۳ تا ۴۲۵

2۔ قراردادِ لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۶۱ بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد سوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحہ ۲۹۱

Marfat.com

ہم ناکام ہو گئے تو ہم ختم ہو جائیں گے اور اس برصغیر میں ''مسلمانوں کا یا اسلام کا کوئی نام و نشاں باقی نہیں رہے گا۔''[1]

پاکستان کے بغیر مسلمان اور اسلام دونوں تباہ ہو جائیں گے:

صوبہ سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام ایک پیغام میں جو آپ نے ۱۸ جون ۱۹۴۵ء کو جاری فرمایا، آپ نے دوٹوک، واضح اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا:

''اگر مسلمان باوقار اور لائق احترام لوگوں کی طرح زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے:

- ''پاکستان کے لئے لڑیئے!''
- ''پاکستان کے لئے زندہ رہیے!'' اور اگر ناگزیر ہو تو
- ''حصول پاکستان کے لیے مرجایئے:'' ورنہ
- ''مسلمان اور اسلام---دونوں تباہ ہو جائیں گے!''

ہمارے حصول پاکستان کا مطلب ہے ''ہماری بقا'' اور ناکامی کے معنی ہیں ''ہماری فنا'' اور اس سب کچھ کی بھی جس کا اس برصغیر میں اسلام علمبردار ہے۔''[2]

پاکستان کے بغیر اسلام کا دفاع ناممکن ہے:

۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء دہلی میں مؤتمر کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرزندان توحید سے سوالیہ انداز میں پوچھا اور پھر خود ہی

1۔ قرارداد لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۵۹، ۶۰ بحوالہ قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد سوم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء، صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۵

2۔ قرارداد لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۵۰، ۴

Marfat.com

جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''ہم کس چیز کے لیے لڑ رہے ہیں؟ ہمارا مطمعٔ نظر کیا ہے؟ یہ مذہبی حکومت نہیں ہے نہ ہی مذہبی مملکت کا قیام ہمارا مقصود ہے۔ مذہب موجود ہے اور ''مذہب ہمیں بہت عزیز ہے۔'' جب ہم مذہب کی بات کرتے ہیں تو دنیاوی مفادات ہیچ نظر آتے ہیں لیکن اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو بہت زیادہ اہم ہیں۔ ہماری معاشرتی زندگی، ہماری معاشی زندگی اور سیاسی اقتدار کے بغیر آپ کس طرح اپنے دین اور اپنی معاشی زندگی کا دفاع کر سکتے ہیں؟''[1]

ایک انگریز مسلمان ہو کر پاکستان کا مطالبہ کیوں نہیں کرتا؟

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے خصوصی اجلاس ''پاکستان'' کی صدارت کرتے ہوئے ۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو قائد اعظم محمد علی جناح نے دوٹوک اعلان فرمایا:

''ہمارا مطالبہ ہندوؤں سے نہیں ہے کیونکہ ہندوؤں نے کبھی سارے ہند پر حکومت نہیں کی۔ یہ مسلمان تھے جنہوں نے سارے ہند پر قبضہ کیا اور سات سو برس حکمرانی کی اور یہ انگریز تھے جنہوں نے ہند کو مسلمانوں سے چھین لیا۔ ہمارا مطالبہ انگریزوں سے ہے جو اب قابض ہیں..... وہ کہتے ہیں کہ فرض کیجئے کہ ایک انگریز انگلستان میں مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ پاکستان کا مطالبہ نہیں کرتا۔ کیا آپ کے پاس دیکھنے کیلئے آنکھیں ہیں؟ کیا آپ کے پاس یہ سمجھنے کیلئے مغز نہیں کہ ایک انگریز اگر وہ انگلستان میں اپنا مذہب تبدیل کر لیتا ہے، وہ اپنا مذہب بدل لینے کے باوصف اسی

1۔ قرارداد لاہور مرتبہ محمد حنیف شاہد، صفحات ۲۰۱ بحوالہ قائد اعظم تقاریر و بیانات، جلد چہارم، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷

Marfat.com

معاشرے کا رکن رہتا ہے؟ وہی ثقافت، وہی معاشرتی زندگی ہر چیز اسی طرح رہتی ہے جب ایک انگریز اپنا مذہب بدل لیتا ہے؟ لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ ایک مسلمان نے جب دین قبول کیا یہ بھی تسلیم کہ اس نے ہزار برس پہلے دین قبول کیا اور بیشتر نے کیا تب وہ آپ کے ہندومت اور فلسفے کے مطابق ذات پات سے خارج ہو گیا۔ وہ ملیچھ ہو گیا (اچھوت ہو گیا) اور ہندوؤں کا اس کے ساتھ معاشرتی، مذہبی اور ثقافتی یا کسی اور قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا پس وہ صرف مذہبی بلکہ معاشرتی اعتبار سے بھی ایک مختلف نظام سے وابستہ ہو گیا اور اس نے نمایاں طور پر مذہبی، معاشرتی اور ثقافتی لحاظ سے علیحدہ اور مخالفانہ معاشرتی نظام کے تحت زندگی بسر کی۔ اب ہزار برس سے زیادہ مدت بیت گئی کہ مسلمان ایک مختلف دنیا، مختلف معاشرے میں مختلف فلسفے اور مختلف عقیدے کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیا آپ اس بات کا اس احمقانہ بات سے موازنہ کر سکتے ہیں کہ محض عقیدے کی تبدیلی سے پاکستان کے مطالبہ کا کوئی جواز نہیں؟ کیا آپ ایک بنیادی فرق نہیں دیکھ سکتے؟1

مملکت خداداد پاکستان:

محترم ڈاکٹر محمد مرتضیٰ صدیقی، سابق پروفیسر علوم اسلامیہ، جامعہ ملک سعود، ریاض، سعودی عرب اپنے جدامجد مولانا نصر اللہ شاہ صدیقی سابق انسپکٹر آف سکولز علی گڑھ (جو علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے رہے) سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے جدامجد نے بتایا (اور مولانا نصر اللہ شاہ صدیقی کو علامہ شبیر احمد عثمانی نے بتایا) کہ جن دنوں وہ (علامہ شبیر احمد عثمانی) حیدرآباد دکن میں حدیث نبویؐ پر کام کر رہے تھے تو متعدد بار قائداعظم نے ان سے پیغامات اور خط

---

1 قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد دوم، صفحہ ۴۴۳، ۴۴۹ تا ۴۵۰

Marfat.com

وکتابت کے ذریعے ملنے کی کوشش کی لیکن علامہ شبیر احمد عثمانی قائداعظم کومغربی تعلیم یافتہ تصور کرتے ہوئے نظر انداز کرتے رہے اور نہ پیغام اور خطوط کا جواب بھیجا اور نہ ہی ان کی ملاقات کی خواہش کا کوئی خاطر خواہ جواب دیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر قائداعظم نے اللہ رب العزت کی بارگاہ اور سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور علامہ صاحب کی اس بے رخی کو سامنے رکھتے ہوئے گڑگڑا کر دعا کی ہو گی۔ چنانچہ ان کی یہ ''دعا'' مستجاب ہوئی۔ کس قدر خوش قسمت ہیں ہمارے قائداعظم کہ ایک رات آقائے نامدار، تاجدار دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''شرف ملاقات'' کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قائد کو تسلی و تشفی دیتے ہیں اور بالکل اسی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علامہ شبیر احمد عثمانی کو (جو حیدر آباد دکن میں مقیم تھے) خواب میں شرف ملاقات بخشتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ

''ہمارا ایک امتی آپ سے ملنا اور راہنمائی حاصل کرنا چاہتا ہے، آپ بمبئی جائیں اور اس سے ملاقات کریں اور ان کی رہنمائی کریں۔''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو اور انسان پس و پیش کرے، ایک مومن اور مسلمان تو کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا اور پھر علامہ شبیر احمد عثمانی اور قائداعظم جیسے ''عاشقان رسول'' تو سمجھتے تھے کہ انہیں دونوں جہاں کی دولت مل گئی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ''دیدار'' اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ''بشارت'': انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ان کی خوش قسمتی کا کوئی حساب نہ تھا۔ شاداں و فرحاں مولانا شبیر احمد عثمانی سب کچھ چھوڑ کر اپنی پہلی فرصت میں بمبئی پہنچتے ہیں اور جب قائداعظم کے درِ دولت پر پہنچتے اور ملازم کو اپنے آنے اور قائداعظم سے ملاقات کی خبر دیتے ہیں تو قائداعظم سراپا آنکھیں بچھائے ان کے انتظار میں اپنے ''لان'' میں منتظر ہوتے ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اندر تشریف لاتے ہیں تو قائداعظم کو ''سراپا انتظار'' دیکھتے ہیں اور پھر دونوں ''عاشقانِ رسول'' کے درمیان مندرجہ ذیل ''مکالمہ'' ہوتا ہے:

Marfat.com

قائداعظم: ''حضور والا: میں جب مسلسل آپ کو پیغامات اور خطوط ارسال کرتا رہا اور آپ سے ملاقات اور راہنمائی کا متمنی رہا تو آپ نے توجہ نہیں فرمائی لیکن جب ''اُن'' (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہوا ہے تو تشریف لائے ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی: ''کیا آپ کو بھی حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''بشارت'' ہوئی ہے؟''

قائداعظم: ''میں آپ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ''ارشاد'' کے مطابق ہی تو آپ سے ملاقات کیلئے کوشش کرتا رہا ہوں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی: ''کیا یہ سچ ہے؟''

قائداعظم: ''یہ حقیقت ہے۔''

اس ''مکالمے'' کے بعد دونوں ''عاشقانِ رسول'' ملاقات کرتے ہیں۔ مختلف امور زیرِ بحث آتے ہیں لیکن سب سے اہم مسئلہ ''سفید بنیا'' اور ''سیاہ بنیا'' (یعنی انگریز اور ہندو جنہیں قائداعظم ان ناموں سے پکارتے تھے) آزادی حاصل کرنا اور مملکت خداداد پاکستان کا قیام تھا۔ چنانچہ تفصیلی ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی نے قائداعظم کو ہر ممکن تعاون اور راہنمائی کا یقین دلایا۔ اس کے بعد آزادی کے حصول کیلئے یہ ''کارواں'' قدم بہ قدم منزل کی طرف بڑھتا گیا اور بالآخر مملکت خداداد پاکستان عالمِ وجود میں آ گئی۔

اگر ہم قائداعظم کی اس تقریر کو اس تاریخ ساز واقعہ کے ساتھ منسلک کریں اور سیاق وسباق کی روشنی میں مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریں

''یہ مشیت ایزدی ہے۔ یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان ہے۔''

تو معاملہ بالکل صاف اور واضح ہو جاتا ہے۔ وہ تقریر حسب ذیل ہے:

''اور جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کے جذبات کی فروانی سے بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر بجا لانے کیلئے فرط انبساط سے جھک جاتا ہے۔

یہ مشیت ایزدی ہے، یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاس ہند سے حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی، آج وہ قوم آزاد و خودمختار ہے اس کا اپنا ایک ملک ہے اپنا جھنڈا ہے، اپنی حکومت اور اپنا سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا اور کوئی انعام ہو سکتا ہے؟ یہی وہ خلافت ہے، جس کا وعدہ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراطِ مستقیم کو اپنے لیے منتخب کر لیا تو ہم اسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ پاکستان خداوندی تحفہ ہے اور اس تحفہ کی حفاظت ہر پاکستانی مرد اور عورت، بچے اور بوڑھے اور جوان پر فرض ہے۔ اگر مسلمان نیک نیتی، دیانتداری، خلوص، نظم وضبط اور اچھے اعمال سے دن رات کام کرتے رہے اور ان میں بدی، نفاق، جاہ طلبی اور ذاتی مفاد کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو انشاء اللہ وہ چند سالوں میں ہی دنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہونے لگیں گے۔ ان کا ملک امن و آشتی، تہذیب و تمدن، ثقافت و شرافت کا مرکز ہوگا اور اس کی حدود سے ترقی کی شعاعیں پھیل کر سارے ایشیا کی رہنمائی اور رہبری کریں گی۔''[1]

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحات ۲۷، ۳۰

Marfat.com

پاکستان: اسلام کی تجربہ گاہ:

۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح، گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔'' 1

پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ:

قائداعظم کی نظر میں پاکستان کا خطہ جغرافیائی طور پر اس لیے حاصل کیا جا رہا تھا تاکہ یہاں اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی اصولوں کا تجربہ کیا جا سکے جس کے بعد دنیا پر یہ ثابت کیا جائے کہ دین حق صرف اور صرف اسلام ہے۔ دیگر تمام ادیان باطل ہیں، وہ نہ تو پنپ سکتے ہیں اور نہ ہی انسانیت کے کام آ سکتے ہیں۔

قائداعظم پاکستان کو ''اسلام کی تجربہ گاہ'' سمجھتے تھے اور اس کے قیام وبقا کی خاطر وہ جان کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہ کرتے تھے۔ حب الوطنی جزو ایمان ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وطن کی خاطر شہید ہو جائے۔ مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے:

حب وطن کی دولت جس کو نہیں ملی ہے
سمجھو اس آدمی میں ایمان کی کمی ہے

قائداعظم پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین قوم جانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان اس مہم کی خاطر شہید ہو جائے لیکن اس پر آنچ نہ آنے دے۔ ان کا ایقان تھا کہ عزت، وقار اور سرفرازی قربانی دیئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو

1: قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۵۸

Marfat.com

لاہور میں ملت اسلامیہ کے نام اپنے پیغام میں فرمایا:

''اس وقت میں آپ سے صرف اس بات کا طلب گار ہوں کہ میرا یہ پیغام جس جس شخص کے پاس پہنچے، وہ اپنے دل میں اس بات کا عہد کرے کہ ضرورت پڑنے پر وہ پاکستان کو اسلام کی پشت پناہ اور دنیا کی عظیم ترین قوم بنانے کیلئے جس کا نصب العین امن وآشتی ہو اندرون ملک اور بیرون ملک بھی، مسلمان کیلئے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نجات نہیں ہوسکتا کہ وہ حق کی خاطر شہید ہوجائے۔''[1]

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو عید میلادالنبیؐ کے مبارک موقع پر کراچی ایسوسی ایشن کے استقبالیہ میں ''شریعت اسلامیہ'' پر تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی؟ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ مفسد (یعنی فسادی) ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے۔ لہٰذا اسلامی اصول پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کرسکیں گے۔

صوبائیت ایک لعنت ہے، ایک بیماری ہے۔ میں اس سے مسلمانوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ ایک عزم کے ساتھ متحد ہوکر نہ چلے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت کیلئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے۔ قربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینا ہے۔

تختہ دکاں، شریک تاج و تخت
از تجارت، نفع و از شاہی خراج

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۱۶

Marfat.com

آں جہاں بانے کہ ہم سوداگر است
بر زبانش خیر و اندر دل شراست
بے نیاز از کار گاہِ اُو گزر
در زمستاں پوستین او مخر

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح پاکستان میں اسلامی نظام حیات رائج کرنا چاہتے تھے۔ان کے مطابق یورپ کا جمہوری نظام مسلمانوں کیلئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ پاکستان میں اسلامی جمہوریت کا ارتقا واحیا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ پوری ملت اسلامیہ اسلامی جمہوریت کیلئے وقف ہو جائے۔۲۱ فروری ۱۹۴۸ءکو اپنے اس نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم نے پاکستان کی جنگ آزادی جیت لی ہے مگر اُسے برقرار رکھنے اور مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی سنگین ترین جنگ ابھی جاری ہے اور اگر ہمیں ایک بڑی قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنی ہوگی۔فطرت کا اٹل اور سفاک قانون ہے۔''بقائے اصلح''، ہمیں خود کو اس نئی آزادی کا اہل ثابت کرنا ہے۔فاشیت کے خطرات سے دنیا کو بچانے اور اسے جمہوریت کیلئے محفوظ بنانے کی خاطر کرۂ ارض کے دور دراز حصوں میں جا کر آپ نے میدان جنگ میں داد شجاعت حاصل کی ہے مگر اب آپ کو اپنے ہی وطن عزیز کی سرزمین پر اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور مساوات انسانی کے اصولوں کی پاسبانی کرنی ہے۔آپ کو ان کیلئے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔ ہمہ تن ہوشیار ستانے کا موقع ابھی نہیں آیا ہے۔یقین محکم،ضبط ونظم اور ادائیگی فرض کی دھن،ایسے اصول ہیں کہ اگر آپ ان پر کاربند رہے تو کوئی شے ایسی نہیں جسے آپ حاصل نہ کر سکیں۔1

1 اسلام اور قائداعظم ،مؤلفہ محمد حنیف شاہد،صفحہ ۱۱۷

Marfat.com

اس سلسلے میں سر محمد یامین خان رقم طراز ہیں:

''دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک خوشامدی نے نعرہ لگایا ''شاہ پاکستان زندہ باد'' قائداعظم بجائے خوش ہونے کے فوراً بولے

''دیکھئے آپ لوگوں کو اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوگا۔ وہ مسلمانوں کی ری پبلک ہوگی جہاں سب مسلمان برابر ہوں گے ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہوگی۔'' 1

منشی عبدالرحمٰن خاں رقم طراز ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے ''دارالسلام'' کا جو نقشہ پیش کیا تھا، قائداعظم بھی اسی کے مطابق ''نظام پاکستان'' بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اگست ۱۹۴۱ء میں قائداعظم جب حیدرآباد تشریف لے گئے تو اُن سے ''اسلامی حکومت کی وضاحت چاہی گئی تو انہوں نے اس سوال کے جواب میں نوجوان طلباء کو بتلا دیا کہ:

''اسلامی حکومت کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کیلئے تعمیل کا مرکز ''قرآن مجید'' کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی، نہ کسی اور شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔'' 2

غرضیکہ انہی اصولوں پر قائداعظم نے پاکستان کی جنگ لڑی۔ انہی اصولوں کی حکومت کیلئے قوم نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ جو جنگ پاکستان کے ہر مرحلہ

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۱۸

2۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۱۱۸

Marfat.com

پر پوچھتی تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے تو اسے جواب دیا جاتا تھا لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ
۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا نواں اجلاس لکھنو میں منعقد ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے صدارت فرمائی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ''اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت'' پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

''اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات وادبیات کس امر پر شاہد ہیں؟ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو کہ اپنے مذہب میں بھی جمہوری نکتہ نگاہ رکھتے ہیں۔[1]

قائداعظم پاکستان میں اسلام ــــ آزاد اور خود مختار اسلام رائج کرنے کے متمنی تھے۔ وہ زندگی بھر اسی مقصد کیلئے کوشاں رہے۔ ۱۷، ۱۸ ستمبر ۱۹۳۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''متحد اور مجتمع ہو کر مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کی تائید کیجئے۔ مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو مسلمانان ہند کی طرف سے فیصلوں کا حق رکھتی ہے۔

مسلم لیگ ہندوستان کی کامل آزادی کی متمنی ہے اور یہ آزادی صرف ایک فرقہ کیلئے نہیں بلکہ ان سب اقوام کیلئے ہے جو اس چھوٹے سے براعظم میں آباد ہیں۔ مسلم لیگ آزاد اور خود مختار اسلام کی مدعی ہے اور اسلام ہر مسلمان سے متوقع ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے۔ ہندوستان کی تاریخ کے اس نازک دور میں وہ جگہ اور وہ مقام حاصل کرنے کیلئے جو مسلمانوں کی روایات اور ورثہ اور عہد ماضی کے شایان شان ہے جتنی بڑی سے بڑی قربانیاں اور خدمات کی جائیں کم ہیں اور خصوصاً اس وقت کہ ایک ہولناک

1۔ اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۱۸

Marfat.com

جنگ اور خطرناک ترین بین الاقوامی حالت درپیش ہے جس سے یقیناً نظم عالم بدل جائے گا۔ مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان کے نوجوان مسلمان جن پر اس کا سارا بار پڑنے والا ہے نو کروڑ مسلمانوں کے مستقبل کی تعمیر میں حصہ لیں گے۔ مسلمان ہر مطالبہ کے وقت بلاپس و پیش ہر خدمت اور ہر قربانی کیلئے تیار ہوں گے۔[1]

قائداعظم پاکستان میں اسلامی طرز حکومت چاہتے تھے۔ وہ مغرب کی نام نہاد جمہوریت کو قطعاً ناپسند کرتے تھے۔ نیز ہندوستان میں برطانوی دور حکومت جو طرز حکومت رائج تھی اسے بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے ٦ مارچ ۱۹۴۰ء کو طلبائے مسلم یونیورسٹی کے اجتماع میں فرمایا:

''جہاں تک میں نے اسلام کو سمجھا ہے وہ کسی ایسی جمہوریت کی تلقین نہیں کرتا جس کی بنا پر مسلمانوں کی قسمت کے فیصلوں کا اختیار غیر مسلم اکثریت کے ہاتھ میں چلا جائے۔ ہم کسی ایسی طرز حکومت کو قبول نہیں کر سکتے کہ جن میں غیر مسلم محض عددی اکثریت کی وجہ سے ہم پر قبضہ واقتدار حاصل کر کے حکومت کر سکتے ہوں۔ مجھ سے سوال کیا گیا تھا کہ اگر میں جمہوریت نہیں چاہتا تو پھر کیا چاہتا ہوں۔ فاسطیت، ناتسیت یا آمریت؟ میں کہتا ہوں ان بھگتوں اور جمہوریت کے پرستاروں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے چھ کروڑ انسانوں کو تو اچھوت بنا رکھا ہے اور ایسے اصول کھڑے کیے ہیں جو فاسطی مجلس اعلیٰ کے سوائے اور کچھ نہیں ہیں۔ ان کا آمر کانگرس کا چار آنہ کارکن بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ایسی کٹھ پتلی بنائی ہیں جو مجلس قانون ساز یا رائے دہندگان کو نہیں بلکہ مسٹر گاندھی کی ایک منتخب بزمک کو جواب دہ ہیں۔

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۱۹

Marfat.com

مغرب کے مختلف ممالک میں بھی عام طور پر مختلف نوع کی جمہوریت ہوتی ہے
چنانچہ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں جہاں کے حالات یورپ سے مختلف
ہیں برطانوی جماعتی طرز حکومت اور نام نہاد جمہوریت قطعی ناموزوں ہے۔"[1]

اسی طرح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو قائداعظم نے پاکستان کے نصب العین کی وضاحت
کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمارا نصب العین اور ہماری جدوجہد کسی فرقے اور قوم کو نقصان
پہنچانا نہیں ہے اور نہ دوسروں کی ترقی اور مفاد میں روڑا اٹکانا ہمارا منشا ہے
بلکہ ہم اپنی حفاظت آپ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک میں باعزت اور
آزاد انسانوں کی طرح زندہ رہنا چاہتے ہیں اور آزاد ہندوستان میں
"آزاد اسلام" کی تمنا رکھتے ہیں۔"[1]

قائداعظم کو اسلام اور اسلامی اقدار سے بے حد پیار تھا اور وہ پاکستان میں اسلام
کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے تھے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو انجمن اتحاد طلباء جامعہ اسلامیہ علی
گڑھ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"علمی لحاظ سے "پاکستان" ہی آپ کا وہ واحد مقصد ہے جس کے
ذریعہ سے آپ اس ملک میں "اسلام" کو قطعاً فنا ہونے سے بچا سکتے ہیں۔
ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ پاکستان موجود تو ہے لیکن اسے حاصل کرنا
ہے۔ آزادی حاصل کرنا، آزادی برقرار رکھنے سے زیادہ آسان ہے۔"[2]

۲۱ نومبر ۱۹۴۲ء کو لاہور ٹاؤن ہال گراؤنڈ میں مسلم خواتین کے جلسہ میں تقریر
کرتے ہوئے "پاکستان میں اسلامی عدل وانصاف" کے احیاء کے بارے میں اپنا
نقطہ نظر یوں بیان فرمایا:

"اتاترک کو بھی ترکی کو زندہ کرنے کیلئے چودہ سال لگ گئے تھے۔ ہم تو

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۰

2۔ حوالۂ مذکورہ، صفحہ ۱۲۱

دو سو سال کے غلام ہیں۔ اب ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں، اپنی حکومت قائم کرنے کیلئے علاقہ مانگتے ہیں جس میں ہم اسلامی عدل وانصاف کی تاریخ دہرائیں گے۔''[1]

۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء کو چار بجے شام قائداعظم نے مسلمانان حیدرآباد دکن کے ایک عظیم الشان اجتماع میں ''قرآنی تعلیمات'' کی برکات پر ایک جامع اور مبوط تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

''ہم ہندوستان میں کسی قوم کے جائز حقوق و مفاد کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے لیکن یہ بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ ہماری گردنوں میں اغیار کی غلامی کا گرانبار طوق پڑا رہے۔ پاکستان کے مطالبہ سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی اکثریت کے علاقوں میں اسلامی تعلیمات کے مطابق آزادی کی فضا میں زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہو جائے۔ قائداعظم نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حکومت کے باب عالی کے ممبروں اور حیدرآباد کے لیڈروں کو مشورے دیئے ہیں۔ ان سے حیدرآباد میں بسنے والی تمام قوموں کو فائدہ پہنچے گا اور کسی قسم کی حق تلفی نہ ہوگی۔

اورینٹ پریس کی اطلاع کے مطابق قائداعظم جناح نے مسلمانان دکن کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مملکت نظام میں مسلمانوں کی تعداد صرف پچیس لاکھ ہے اور وہ اقلیت میں ہیں۔ لیکن انہوں نے شجاعت، مستقل مزاجی اور ایمان وایقان کی قوت سے دولت آصفیہ کی تاریخ میں حیرت انگیز اور نمایاں ترین حصہ لیا ہے۔ آپ نے مسلمانان دکن کو اپنی پوری ہمدردی کا یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ جغرافیائی حدود اسلام کے عالمگیر رشتہ اخوت کو منقطع نہیں کر سکتیں۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور انہیں مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۱

Marfat.com

مسلمانان حیدرآباد کو میرا مشورہ یہ ہے کہ لیڈروں کے انتخاب میں وہ ہمیشہ احتیاط کریں۔ آدھی جنگ تو لیڈروں کے صحیح انتخاب ہی سے فتح ہو جاتی ہے۔

قائداعظم نے حیدرآباد کے خلاف کانگریسی شر انگیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان میں کوئی قابل ذکر جماعت ایسی نہیں جو ریاستوں میں ذمہ دار حکومت کے قیام کی حامی نہ ہو۔ لیکن ہر مقام کے حالات دوسرے مقام سے مختلف ہوتے ہیں اور ساری دنیا کیلئے ایک ہی دستور مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ انگلستان، فرانس، امریکہ اور روس وغیرہ میں کیا ایک ہی دستور رائج ہے۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستانی ریاستوں پر ایک ہی دستور مسلط کرنے کی کوشش کی جائے۔ انصاف اور حق خودداری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ریاست کو اس کے حالات کے مطابق دستور مرتب کرنے کا حق دیا جائے۔ حیدرآباد و کشمیر کے حالات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ تاریخ کا ہر مبصر مجھ سے اتفاق کرے گا کہ ان دونوں کی تاریخ و روایات میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اس وقت میدان سیاست میں ہندو مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ کون فتح یاب ہوگا۔ علم غیب خدا کو ہے۔ لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے علی رؤس الاشہاد کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم قرآن مجید کو اپنا آخری اور قطعی رہبر بنا کر شیوہ صبر و رضا پر کاربند رہیں اور اس ارشاد خداوندی کو کبھی فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں تو..... ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتوں کا مجموعہ بھی مغلوب نہیں کر سکتا۔

ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتحیاب ہوں گے اور اسی طرح فتحیاب ہوں گے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران و روم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے تھے۔

تقریر کے آخری حصے میں قائداعظم جناح نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اعلیٰ حضرت نظام دکن کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں اور حیدرآباد کے لیڈروں کو جو مشورے

دیئے ہیں وہ حیدرآباد میں بسنے والی تمام قوموں کیلئے یکساں مفید ہیں اوران سے نہ کسی ہندو کو نقصان پہنچ سکتا ہے نہ اچھوت کو نہ عیسائی کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان کسی قوم کے بھی جائز حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے اپنی جائے رہائش پر حیدرآباد میں اخبار نویسوں سے ملاقات کی پھر مسلم ڈاکٹروں سے ملاقات کی۔ ڈاکٹروں نے تین ہزار روپے کا کیسۂ زر بھی قائداعظم کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ نے نماز جمعہ مکہ مسجد میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ نے مختصر تقریر میں اتحاد و اتفاق کی تلقین فرمائی۔1

پاکستان کے مرکزی نظام کے بارے میں ۲۱ نومبر ۱۹۴۶ء کو رائٹر کے نمائندے مسٹر ڈون کیمبل سے ایک انٹرویو کے دوران قائداعظم نے فرمایا:

''پاکستان کے مرکزی نظام اور اس کی وحدانیتوں کے نظام حکومت کا فیصلہ تو پاکستان کی مجلس دستور ساز کرے گی البتہ پاکستان کا طرز حکومت صرف جمہوری ہوگا۔ اس کی پارلیمنٹ، اس کی وزارت (جو پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوگی) دونوں ہی عموماً رائے دہندگان اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوں گی جس میں کسی ذات، نسل یا فرقہ کی تفریق نہیں کی جائے گی اور عوام ہی اپنی حکومت کی پالیسی اور پروگرام کے متعلق آخری فیصلہ کریں گے۔''2

۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء کو نامزد گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے یقین دلایا کہ۔

''پاکستان کی نوآبادی میں اقلیتوں کے مذہب، تہذیب، تمدن اور معاشرت کا ہر

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۳

2۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۱۲۳

Marfat.com

ممکن تحفظ کیا جائے گا۔ ان کو ہر صورت میں پاکستان کا شہری تصور کیا جائے گا اور ان کو شہریت کے تمام حقوق بھی دیئے جائیں گے۔ اقلیتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ حکومت کی وفادار رہیں اور کسی بھی صورت میں حکومت کا اعتماد نہ کھوئیں۔" ایک سوال کے جواب میں کہ "کیا پاکستان ایک غیر مذہبی حکومت الٰہیہ ہو گی یا وہاں حکومت اہلیہ قائم ہو گی" قائداعظم نے فرمایا:

"آپ لوگ مجھ سے ایسا سوال کر رہے ہیں جو بالکل لغو ہے اور جس کے کوئی معنی نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ حکومت الٰہیہ کے کیا معنی ہوتے ہیں۔"

اس موقعہ پر ایک نامہ نگار نے کہا کہ "حکومت الٰہیہ کے معنی ایک ایسی حکومت کے ہیں جہاں صرف ایک خاص مذہب کی حکومت ہو۔ مثال کے طور پر مسلمان پوری طرح سے شہری ہوں گے اور غیر مسلموں کو مکمل طور سے وہاں کا باشندہ نہیں سمجھا جائے گا۔"

قائداعظم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے میں کسی بطخ کی پیٹھ پر پانی پھینکتا رہا (قہقہہ) مہربانی کر کے آپ ان تمام لغو باتوں کو اپنے دماغ سے نکال دیجئے جن پر اس وقت گفتگو ہو رہی ہے انہوں نے کہا کہ حکومت الٰہیہ کے کیا معنی ہیں، یہ میں بالکل نہیں سمجھتا"

اس موقعہ پر ایک دوسرے نامہ نگار نے کہا:

"حکومت الٰہیہ کا مطلب ہے کہ وہ حکومت جو مولاناؤں کے مشورے سے چلائی جائے۔"

قائداعظم نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"انڈیا کی حکومت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو پنڈتوں کی طرف سے چلائی جائے گی (قہقہہ)۔

Marfat.com

قائداعظم نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

جب آپ جمہوریت پر غور کرتے ہیں تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا قطعاً مطالعہ نہیں کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم آج سے ۱۳۰۰ برس قبل ہی جمہوریت کا مطالعہ کر چکے ہیں۔''[1]

قائداعظم پاکستان میں اسلامی شریعت یا اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان میں اسلام کا دور دورہ ہو اور لوگ سنت رسول پر عمل پیرا ہوں۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح پاکستان کے گورنر جنرل منتخب ہوئے۔ ۱۹ اگست کو کراچی میں پاکستان دستور ساز اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اجلاس کی صدارت کسی مسلمان نے نہیں کی بلکہ ایک ہندو، مسٹر جوگندر ناتھ منڈل نے کی۔ ایوان نے مستقل صدارت کیلئے قائداعظم کا اسم گرامی منظور کیا۔ اس موقع پر کانگریس اور دیگر پارٹیوں کی طرف سے قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر کرن شنکر رائے نے کہا:

''میں کانگرس پارٹی کی طرف سے آپ کو دستور ساز اسمبلی کا صدر منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ نے زندگی کے مختلف شعبوں میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ پاکستان کا خواب آپ ہی نے دیکھا تھا اور اب یہ خواب سچا ثابت ہو چکا ہے۔ بالکل مناسب ہے کہ پاکستان کی تعمیر آپ ہی کے ہاتھوں ہو۔''

اس موقع پر قائداعظم نے اپنی تقریر میں فرمایا:

''حکومت کا پہلا فرض امن وامان اور نظم وضبط قائم رکھنا ہے تا کہ ہر قیمت پر لوگوں کے جان و مال اور مذہبی عقائد کا تحفظ ہو سکے (تالیاں) اس وقت ہندوستان پر جو بڑی لعنتیں مسلط ہیں ان میں رشوت اور بے ایمانی

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۵

Marfat.com

بھی شامل ہیں۔ ہمیں ان کو فولادی پنجہ سے ختم کر دینا ہے۔ چور بازار والوں کو شدید سزا ملنی چاہیئے۔''

حکومت پاکستان میں آپ کو اپنے مندروں اور پرستش گاہوں میں جانے کی آزادی ہے۔ آپ کسی بھی مذہب کے مقلد ہوں یا آپ کی ذات اور عقیدہ کچھ بھی ہو، اس سے پاکستان کی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یورپ خود کو مہذب کہتا ہے لیکن وہاں پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک خوب لڑتے رہے ہیں۔ آج بھی بعض ریاستوں میں وہاں مذہبی تمیزیں موجود ہیں مگر ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہیں ہو گی۔ نہ ذات اور عقیدوں کی تمیزیں ہوں گی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں (پُر جوش تالیاں) ہم کو اپنا مطمع نظر بنا لینا چاہیے اور پھر کچھ عرصہ بعد آپ دیکھیں گے کہ ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے مذہب مٹ جائیں گے کیونکہ مذہب کو ماننا ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے۔ میرا مطلب سیاسی تمیز سے ہے وہ سب ایک قوم کے افراد ہو جائیں گے۔''

گورنر جنرل ہندوستان لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

''پاکستان کا قیام تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ تاریخ اکثر برف کی چٹانوں کی طرح بہت سست رفتار ہوتی ہے اور اکثر آبشار کے دھارے کی طرح اچھل کر قدم آگے بڑھاتی ہے۔ میں مسٹر جناح کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے ہمارا ذاتی قریبی تعلق ہے اور اسی وجہ سے باہمی اتحاد اور مفاہمت کا امکان پیدا ہوا۔ یہ چیز مستقبل کے بہترین تعلقات کیلئے نیک فال ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی تقریر کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا:

Marfat.com

''ہم پاکستان کے تمام فرقوں کی فلاح و بہبود کیلئے مساعی کرتے رہیں گے۔''

اکبر نے غیر مسلموں کے ساتھ جو خیر سگالی اور ہمدردی کا برتاؤ کیا وہ کوئی نئی چیز نہ تھی بلکہ تیرہ سو سال پرانی چیز تھی۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قول سے نہیں بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ نیک برتاؤ کر کے انہیں مفتوح کرایا تھا۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مذہب اور عقیدہ کے بارے میں انتہائی تحمل اور رواداری اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ ہم یقیناً اس ''سنت'' پر عمل کریں گے۔1

مسلمانان ہند قائداعظم کی قیادت میں آزادی حاصل کرنے کیلئے اس لیے جدوجہد کر رہے تھے کیونکہ انہیں نہ تو پریس کی آزادی تھی، ان کی زبان بند تھی، ان کے حقوق پائمال ہو رہے تھے۔ ان کی روایات کا خون ہو رہا تھا۔ انہیں مذہبی آزادی نہ تھی۔ انہیں اپنے حقوق کی خاطر آواز اٹھانے پر پابند سلاسل کیا جاتا تھا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ علامہ اقبال کی زبان میں حالات ایسے ہو گئے تھے کہ

دل بتدریج ازمیان سینہ رفت
جوہر آئینہ از آئینہ رفت
اقتدار و عزم و استقلال رفت
اعتبار عزت و اقبال رفت
زور تن کاہید و خوفِ جاں فزود
خوفِ جاں سرمایۂ ہمت ربود

ان حالات کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ مسلمانان ہند اپنے لیئے الگ ایک خطہ

1۔ اسلام اور قائداعظم، مولانا محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۷

Marfat.com

زمین حاصل کریں جہاں وہ اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں اور جہاں اسلامی تعلیمات کا احیاء ہو۔ قائداعظم نے قیام پاکستان کے بعد افسران حکومت سے خطاب کرتے ہوئے ۱۱، اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ان امور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''قیام پاکستان جس کیلئے ہم گزشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے تھے خدا کا شکر ہے کہ آج ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اپنے لیے ایک مملکت قائم کرنا یہی ہمارا مقصود نہیں تھا بلکہ یہ ذریعہ تھا۔ حصول مقصد کا خیال یہ تھا کہ ہم ایسی مملکت کے مالک ہوں جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں، جہاں اسلام کے عدل وانصاف ومساوات کے اصولوں کو آزادی سے برسر عمل آنے کا موقعہ حاصل ہو۔''[1]

قائداعظم پاکستان میں اسلامی نظام حکومت چاہتے تھے۔ انہیں اسلامی تعلیمات سے بے حد گہرا لگاؤ تھا اور اسوۂ حسنہ کی ترویج اشاعت ان کا مدعا ومقصد تھا۔ اسلام ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ غیر مسلموں کی جان ومال کی حفاظت کی جائے۔ اگر وہ وفادار اور وفا کیش رہیں گے۔ پاکستان کے نظام حکومت کی وضاحت کرتے ہوئے قائداعظم نے ۱۱، اکتوبر کو افسران سے فرمایا:

''پاکستان کے نظام حکومت کی بابت میں پھر یہ کہوں گا اور نہایت پرزور طریقے سے کہوں گا کہ ہم نے اس سلسلہ میں جو پالیسی طے کی ہے اس پر پوری طرح کاربند رہیں گے۔ پاکستان میں جو اقلیتیں ہیں ان کی جان ومال کی حفاظت کرتے رہیں گے اور ان کے ساتھ انصاف کریں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ وہ پاکستان سے چلے جانے پر مجبور کر دیئے جائیں۔ جب تک یہ لوگ حکومت کے وفادار اور وفا کیش رہیں گے ان کے ساتھ

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۸

Marfat.com

ویسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسا پاکستان کے اور شہریوں کے ساتھ۔

چونکہ حکومت کی اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری عمال حکومت پر عائد ہوتی ہے اس لئے یہ دیکھنا ان کا فرض ہے کہ اس پر کما حقہ عمل ہو رہا ہے یا نہیں تا کہ ہم پر یہ الزام نہ آئے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ آپ لوگ ہی عوام کو حکومت کی نیک نیتی کا یقین دلا سکتے ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ عمال حکومت ہمیں اس سلسلہ میں مایوس نہ کریں گے۔''

ہندوستان میں رہنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کو میں یہی مشورہ دوں گا کہ وہ جس مملکت میں رہیں اس کے ساتھ پوری پوری وفاداری کا ثبوت دیں اور ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بھی چاہیے کہ اپنی تنظیم کریں اور صحیح قسم کی قیادت پیدا کریں جو اس پر آشوب زمانہ میں ان کی ٹھیک رہنمائی کر سکے۔''[1]

معمار پاکستان، حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۱، اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مقصود پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے پاکستان کے ارباب اختیار و اقتدار سے فرمایا:

''ہم ایک ایسا وطن حاصل کریں جس میں ہم اپنی عقل و دانش اور ثقافتی اقدار کے مطابق ترقی کر سکیں اور جہاں سماجی اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصول بلا روک ٹوک پنپ سکیں۔''

یہی بات آپ نے ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی کے شاہی دربار میں دہرائی اور فرمایا:

''میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہماری نجات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے کردہ سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی عمارت حقیقی اسلامی نظریات اور اصولوں کی بنیادوں پر استوار کریں۔''[2]

قائداعظم کی دلی خواہش تھی کہ پاکستان میں عہد فاروقیؓ کی تصویر عملی طور پر کھینچی

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۲۸

2۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۰

Marfat.com

جائے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ نے بدعناصر کو مخاطب کر کے فرمایا:

''پاکستان قائم ہو چکا ہے اور یہ مسلمانوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان کے مقاصد میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں مکمل اتحاد و اتفاق ہو۔ ہمارا خدا، رسول، کلمہ اور قرآن ایک ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک اور مذہب کی اشاعت اور ترقی کیلئے انتھک جدوجہد نہ کریں اگر آپ نے مکمل اتحاد و تعاون اور صحیح اسلامی جوش و خروش سے کام کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان جلد ہی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا۔ تعمیر پاکستان کیلئے مسلمانوں کے تمام عناصر اور طبقوں میں یک جہتی اور اتحاد ضروری ہے۔

میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کے ایک ادنیٰ سپاہی اور خدمت گزار کی حیثیت سے کی ہے۔ اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کیلئے آپ میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔

میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھینچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔

پاکستان میں کسی ایک طبقے کو لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کی اجازت نہیں ہوگی۔ پاکستان میں بسنے والے ہر شخص کو ترقی کے برابر مواقع میسر ہوں گے۔ پاکستان، امیروں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور نوابوں کی لوٹ کھسوٹ کیلئے نہیں بنایا گیا۔ پاکستان غریبوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان غریبوں کا ملک ہے اور اس پر غریبوں ہی کو حکومت کا حق حاصل ہے۔ پاکستان میں ہر شخص کا معیار زندگی اتنا بلند کر دیا جائے گا کہ غریب اور امیر میں کوئی تفاوت باقی نہ رہے گا۔ پاکستان کا اقتصادی نظام اسلام کے غیر قانونی اصولوں پر ترتیب دیا جائے گا۔ یعنی ان اصولوں پر جنھوں

Marfat.com

نے غلاموں کو تخت و تاج کا مالک بنا دیا۔"[1]

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو چاٹگام میں ایک جلسۂ عام میں اسلامی ریاست کی وضاحت یوں فرمائی:

"ہم ایسی ریاست کی تشکیل چاہتے ہیں جو مساوات اور سماجی اصولوں پر مبنی ہو۔ اگر ہم دوسروں کے ساتھ انصاف و رواداری کا برتاؤ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم آپس میں عدل و انصاف سے کام نہ لیں..... اس بے توجہی اور ناروا سلوک کا تدارک ہی پاکستان کے قیام کا سب سے بڑا مقصد ہے..... آپ کے عزائم، محنت و مشقت اور آپ کی حکومت کی عملی سرگرمیاں ضرور کامیاب ہو کر رہیں گی۔ خدا آپ کا حامی و مددگار ہو۔

آپ میرے اور دوسرے کروڑوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم کے اصولوں پر مبنی ہونی چاہیے۔ اسلامی سوشلزم کے علاوہ کوئی اور "ازم" قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہی وہ "ازم" ہے جو انسانی اخوت اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ آپ جب یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ریاست کے ہر شہری کو یکساں مواقع ملنے چاہئیں تو آپ میرے دل کی بات کہتے ہیں..... انسانی اخوت، مساوات اور خیر سگالی ہمارے تمدن کے بنیادی اصول ہیں..... پاکستان کے حصول اور اس کیلئے جدوجہد بھی انسانی عقیدوں کی جنگ تھی۔ یہ بے شمار دقتوں اور بے پناہ مشکلات کے باوجود لڑی گئی۔ اسی جدوجہد کے بعد ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت وجود میں آئی۔ ۱۵ اگست ہماری تاریخ میں ایک اہم دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روز ایک نئی حکومت ہی نہیں قائم ہوئی بلکہ ایک نیا

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۰

Marfat.com

ملک بھی بنا اور ایک نئی قوم بھی ابھری۔"[1]

قائداعظم چاہتے تھے کہ پاکستان کا اقتصادی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کی رسم افتتاح کے موقع پر اس طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"سٹیٹ بنک آف پاکستان مملکت کیلئے ایک ٹھوس اقتصادی نظام تیار کرے گا جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کا قیام اس امر کی علامت ہے کہ مالیات کے میدان میں پاکستان پوری طرح خودمختار ہو گیا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان ترقی کرتے کرتے ایک اہم قومی ادارہ بن جائے گا اور مملکت پاکستان کی اقتصادی خوشحالی کے سلسلہ میں اہم خدمات انجام دے گا۔ ہمیں اپنا مستقبل اپنے اصولوں پر استوار کرنا چاہئے تاکہ اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصولوں پر پاکستان کا اقتصادی اور مالی نظام قائم کیا جائے۔ مسلمان اسی طرح اپنا مشن پورا کر سکیں گے اور امن و صلح کا وہ پیغام بھی دنیا کو دے سکیں گے جو فلاح و بہبود اور خوشحالی کا وسیلہ بن سکتا ہے۔"[2]

قائداعظم نے پاکستان کی پہلی سالگرہ ___ ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے نظام حکومت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے اُمید ہے کہ آپ ہر موقعہ پر ہم آہنگ ہو کر اسلام کی قابل فخر تاریخ اور اسلام کی شاندار روایات کو تازہ رکھیں گے۔ قدرت نے آپ کے ملک کو جو قدرتی وسائل بخشے ہیں۔ آپ کی سلطنت کی بنیاد رکھ دی ہے اب اس کی تعمیر کا انحصار آپ پر ہے۔ جو بھی آپ سے بن پڑے عزم، خلوص، ایثار جرأت نظم و ضبط اور اتحاد و تعاون سے کئے جایئے۔ میں آپ کی کامیابی

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۱

2۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۲

Marfat.com

کیلئے خداوند کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں۔1

قائداعظم پاکستان میں اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتے تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی نے اس سلسلے میں جو گفت وشنید کی اور جو سوال جواب ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''باقی رہا نظام اسلام کا مسئلہ تو آپ مطمئن رہیں۔ ذرا مجھے مہاجرین کی طرف سے اطمینان ہو جائے اور اسمبلی کو بھی اطمینان نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ بہت جلد دستور پاکستان اصول اسلام کے موافق مرتب ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں ایک لارڈ بشپ ہوگا۔ اس کا ترجمہ آپ کیا کریں گے؟ میں نے کہا ''شیخ الاسلام'' کہنے لگے۔ ہاں! ایک ''شیخ الاسلام'' ہوگا جو حکومت پاکستان کو کنٹرول کرتا رہے گا کہ کوئی دستور اور کوئی قانون خلاف اسلام پاس نہ ہو سکے۔''2

عوام علماء اور ارکان دستوریہ کے درمیان اسلامی آئین کے ضامن صرف قائداعظم ہی تھے۔ انہوں نے اگرچہ اپنی ایک ملاقات میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا مفتی محمد شفیع سے فرمایا تھا کہ

''میں پاکستان کے مقدمہ میں مسلمانوں کا وکیل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مقدمہ میں کامیاب کیا۔ پاکستان تو مل گیا۔ اب میرا کام ختم ہوا۔ اب مسلمانوں کی اکثریت وجمہوریت کو اختیار حاصل ہے کہ جس طرح کا چاہے نظام قائم کرے اور چونکہ پاکستان میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے تو اس کے سوا کوئی دوسری صورت ہو ہی نہیں سکتی کہ یہاں اسلامی اور اسلامی ریاست قائم ہو۔''

مگر اخلاقی طور پر وہ اپنے ان وعدوں کے بھی پابند تھے جو انہوں نے علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء کار سے کر رکھے تھے اس لئے علماء کرام اور عوام کی امیدیں

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۲

2۔ حوالہ مذکورہ، صفحہ ۱۳۲

Marfat.com

زیادہ تر قائداعظم کی ذات سے وابستہ تھیں نہ کہ ارکان دستور یہ سے۔

مگر قدرت کو ملت اسلامیہ کا ابھی ایک اور امتحان منظور تھا اس لئے اس نے قائداعظم کو فانی دُنیا سے ابدی دُنیا میں منتقل کرنے کا فیصلہ کرلیا جس کے آثار دیکھ کر قائداعظم کے معالج ڈاکٹروں نے گھبرا کر قائداعظم سے کہا کہ اب پاکستان کو ساحل مراد پر کون پہنچائے گا۔ اس ایک فقرہ نے قائداعظم کی آنکھوں کے سامنے اس محسن ناشناس قوم کے کردار کی ایک فلم سی چلادی جب انہیں ساری قوم میں کوئی شخص بھی ایسا نظر نہ آیا جو اس ذمہ داری کو سنبھال سکتا تو اس صدمہ سے ایک بڑا سا چکدار آنسوان کی مسہری پر گر پڑا اور انہوں نے آہستہ سے یہ فرماتے ہوئے کمبل سے منہ ڈھانپ لیا کہ

> ''اے خدا! تو نے مسلمانوں کو آزادی عطا کی ہے، اب تو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ میری قوم ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے، کمزور ہے ابھی اس کی صفوں کا کج دور نہیں ہوا تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تو ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔''[1]

عرفات کے میدان میں لاکھوں مسلمانوں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

> ''اے لوگو! میری بات اچھی طرح سن لو کیونکہ شاید میں اس سال کے بعد اس جگہ تم سے پھر کبھی نہ مل سکوں۔
>
> اے لوگو! میری باتیں گوش ہوش سے سنو کیونکہ میں نے خدائی پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہیں کتاب اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔
>
> اے لوگو! میری باتیں خوب غور سے سنو۔ دیکھو ہر مسلمان دوسرے

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۳

Marfat.com

مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے باز رہنا۔ اے اللہ! تو سن رہا ہے کہ میں نے تیرا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔"1

جب حضور نبی کریمؐ خطبہ ختم کر چکے تو فرمایا:

"کیا میں نے خدا کا پیغام تم لوگوں تک پہنچا دیا؟"

ہر طرف سے آواز آئی۔ "یقیناً"

آپ نے فرمایا:

"اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔"

خطبہ ختم کرنے، نماز ظہر وعصر ادا کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرفات میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں سورہ المائدہ کی وہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔"2

یہ آیت سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی مومنانہ فراست سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب جبکہ آپ کا فرض ادا ہو چکا ہے تو آپ کی وفات بھی نزدیک ہے۔

اسی طرح وفات سے قبل قائداعظم نے بھی خدا پر بھروسہ کر کے انتھک کوشش اور مسلسل محنت کی اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک تعمیر پاکستان کیلئے صرف کر دیا۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ انہوں نے بھی اپنی خداداد قابلیت اور سیاسی بصیرت سے سمجھ لیا تھا کہ ان کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ تبھی تو انہوں نے فرمایا تھا "اب میں تھک گیا ہوں، آرام چاہتا ہوں، اب مجھے اپنا فرض ادا کر چکنے کے بعد زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں۔" انہوں نے ملت اسلامیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۴

2۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۴

Marfat.com

''میں مسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اسلام کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کی انتہائی مصائب اور مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مصائب و آلام کو آندھیوں، مشکلات کے طوفان، دشمن کی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ خدا ہمیشہ ان قوموں کو آزمائش میں ڈالتا ہے جنہیں وہ زمین کی خلافت سونپا کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ دو صدیوں کی دوہری غلامی نے مسلمانوں کے دماغوں کو ماؤف کر دیا ہے۔ ابھی انہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ وہ اب آزاد ہیں۔ یہ احساس مسلمانوں میں بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ اب وہ ایک آزاد قوم ہیں۔ انہیں آزاد قوم کی طرح ملک کی تعمیر میں حصہ لینا چاہئے۔ جب بھی مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا اور وہ محسوس کرنے لگے کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں تو اس کے بعد پاکستان کے عظیم ملک بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

گو میں آپ میں موجود نہیں ہوں گا لیکن آپ دیکھ لیں گے کہ پاکستان چند سال میں ہی دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا اور اس کی ترقی اور طاقت دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دے گی اور دنیا کا ہر ملک اور قوم اس کی دوستی کے خواہاں ہوں گے۔

قدرت حالات کے مطابق ایسا آدمی پیدا کر دیا کرتی ہے جس کی وقت اور حالات کو ضرورت ہوتی ہے۔

گھبراؤ نہیں خدا پر اعتماد رکھو۔ اپنی صفوں میں کج نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دو۔ دیانت اور خلوص کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ملت کے مفاد پر اپنے ذاتی مفاد کو کبھی ترجیح نہ دو۔ انشاء اللہ قدرت تمہیں مجھ سے زیادہ عقیل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی امت مرحوم کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک کامیابی سے پہنچا دے گا۔

قوم نے جو کام میرے سپرد کیا تھا اور قدرت نے جس فریضہ کیلئے مجھے مقرر کیا تھا وہ اب پورا ہو چکا ہے، قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ اسے مل

Marfat.com

گئی ہے، پاکستان بن گیا ہے اور اس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اب یہ کام قوم کا ہے کہ وہ اسے ناقابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنا دے اور حکومت کا نظم ونسق چلائے۔ میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں۔ آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد و تعاون پر تنہا ______ دو عیار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے۔ میں نے خدا کے بھروسہ پر انتھک کوشش اور مسلسل محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک تعمیر پاکستان کیلئے صرف کر دیا ہے۔ اب میں تھک گیا ہوں۔ آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے اپنا فرض ادا کر چکنے کے بعد زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔" 1

1۔ اسلام اور قائداعظم، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، صفحہ ۱۳۶

Marfat.com

باب ششم: پرچم ستارہ وہلال

پاکستان کا پرچم: اسلام کا پرچم:

اسلامی جھنڈا: قائداعظم نے ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء کو اچھوتوں کی طرف سے اخبار چھتری کے سٹاف کے ایڈریس کے جواب میں بمقام میرٹھ جس میں انہیں پس ماندہ ''لوگوں کا ناخدا'' اور ''کمزوروں کا رہنما'' کے القابات سے مخاطب کیا گیا تھا، فرمایا:

''میرا اور مسلم لیگ کا یہ مقصد ہے کہ ہم کانگرس کو کمزوروں، مختلف طبقوں اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف کرنے کا سبق سکھائیں۔''

''اسلامی پرچم'' لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''جو جھنڈا آج لہرایا گیا ہے یہ نیا جھنڈا نہیں ہے بلکہ تیرہ ۱۳ سو سال پہلے کا ''اسلامی جھنڈا'' ہے جس کے نیچے مسلمانوں نے دنیا میں انصاف اور مساوات کی حکومت قائم کی اور دوسروں کے حقوق کی نگرانی کی۔ یہ جھنڈا دو سو برس ہوئے کہ ہندوستان میں کمزور ہو چکا تھا مگر اب مسلم لیگ اس جھنڈے کی عزت برقرار رکھنے کیلئے میدان میں آئی ہے۔ جھنڈا لہرانے کی رسم کے معنی صرف یہ نہیں کہ اسے کھول دیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اور ہم سب مل کر اس کی عزت قائم رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔ اب یہ جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی عزت برقرار رکھو اور اسے سرنگوں نہ ہونے دو اور اس کے نیچے منظم ہو کر خود بھی عزت حاصل کرو اور کمزوروں اور دوسری اقلیتوں کیلئے انصاف کی حکومت قائم کرو۔''[1]

1۔ گفتار قائداعظم مرتبہ احمد سعید۔ اسلام آباد، قومی کمیٹی برائے تاریخ وثقافت، ۱۹۷۶ء، صفحہ ۲۰۹

Marfat.com

تیرہ سو سالہ جھنڈا:

۷ مئی ۱۹۳۸ء کو بمبئی کی ابتدائی مسلم لیگ کے زیر اہتمام مسلم لیگ کے جھنڈے کے لہرانے کی رسم ادا کی گئی۔ اس موقع پر قائداعظم نے ایک بصیرت افروز تقریر کے دوران فرمایا:

''یہ جھنڈا تیرہ سو (۱۳۰۰) سالہ ہے مگر آج یہ جھنڈا آل انڈیا مسلم لیگ کے پروگرام اور اس کی پالیسی کی نمائندگی کرتا ہے۔ مسلمان ہند کی آزادی کے خلاف نہیں مگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کیلئے بھی ہندوستان میں آزادی ہو۔ ہندوستانی مسلمان اس امر کے متمنی ہیں کہ آزاد ہندوستان میں ''اسلام بھی آزاد'' ہو۔'' 1

پاکستان کا پرچم:

۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء کو پشاور میں 2/15 پنجاب مشین رجمنٹ سے خطاب کے دوران بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

''مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ کی رجمنٹ کو ''پرچم'' پیش کرنے کی تقریب کے اس موقع پر میں بے حد فخر محسوس کر رہا ہوں۔ آپ کا پرچم اس بات کی علامت اور یاد دہانی ہے کہ آپ کی رجمنٹ کی ذمہ داریاں بالکل اسی طرح ہیں جس طرح آپ کی اپنی قوم کے سامنے ذمہ داریاں ہیں۔

آپ ہمیشہ ان عظیم عزائم سے سرشار رہئے جن کا آپ نے از سر نو عہد کیا ہے یعنی پاکستان کی خدمت، کمزوروں کی حفاظت؛ آپ اپنا کردار ادا

1۔ گفتار قائداعظم مرتبہ احمد سعید، صفحہ ۲۱۲

Marfat.com

کیجئے اور اپنے رفقا کی شاندار یادوں کے جلو میں اپنا کردار ادا کیجئے اور یوں ''اسلام'' کی شان کو مزید بلند کیجئے۔

الفاظ سے زیادہ عمل کی اہمیت ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب آپ کو اپنے ملکی کے دفاع اور قوم کی سلامتی اور بقاء کیلئے پکارا جائے گا تو آپ اپنی روایات کو قائم رکھیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ ''پاکستان کے پرچم'' کو سر بلند اور ایک عظیم قوم کی حیثیت سے اس کی ''عزت'' اور ''وقار'' کو برقرار رکھیں گے۔''[1]

1۔ قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد چہارم، ترجمہ اقبال احمد صدیقی لاہور، بزم اقبال ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۷

Marfat.com

باب ہفتم: محمد حنیف شاہد

یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں بی۔اے، ۱۹۶۳ء میں ڈپلومہ ان لائبریری سائنس، ۱۹۶۵ء میں سرٹیفکیٹ ان فرنچ اور ۱۹۷۰ء میں ایم۔اے (اردو) پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیے۔ ۱۹۷۵ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیقی مقالہ بعنوان ''شیخ عبدالقادر کی علمی وادبی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' لکھنے کی منظوری دی جسے ازسرنو منظوری کے بعد مکمل کرنے میں مصروف ہیں اور یہ عظیم کام قریب الاختتام ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری اور پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پندرہ سال خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۷۹ء کے اوائل میں جامعہ ملک سعود (ریاض، سعودی عرب) سے منسلک ہوئے اور تاحال بحیثیت امین مکتبہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۱۹۵۸ء میں ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ موصوف کے اب تک تین سو سے زیادہ علمی، ادبی تحقیقی اور فنی مضامین ومقالات پاکستان اور بیرون ملک کے موقر رسائل وجرائد اور اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں۔

۱۹۷۲ اور ۱۹۷۷ء کے دوران میں ریڈیو پاکستان لاہور اور پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لاہور میں مختلف موضوعات پر پروگراموں میں شرکت کی۔ نیز اپنی بے مثال تصنیف ''علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات'' پی۔ٹی۔وی۔ پروگرام میں ڈاکٹر منیرالدین چغتائی، سید نذیر نیازی اور پروفیسر وقار عظیم کے ہمراہ شریک ہوئے۔

☆ ۱۹۷۷ء میں علامہ اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کے سلسلہ میں منعقدہ اقبال انٹرنیشنل کانگریس میں بحیثیت پاکستانی مندوب شریک ہوئے اور ''علامہ اقبال اور گورنمنٹ کالج لاہور'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے اس مبارک

موقعہ پر موصوف کو گولڈ میڈل سے نوازا۔ ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو گورنر ہاؤس لاہور میں جب جنرل ضیاء الحق نے تمام مندوبین کو عشائیہ دیا تو آپ نے اپنی ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتب کا سیٹ جنرل صاحب موصوف کو پیش کیا۔

☆ ۱۰ نومبر ۱۹۸۵ء کو ریاض ریڈیو (سعودی عرب) سے موصوف نے علامہ اقبال بحیثیت شاعر اسلام ''اے گیسٹ اینڈ اے ڈایالاگ'' عنوان کے تحت پروگرام پیش کیا۔

☆ ۲۰ نومبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہونے والے ''یوم اقبال'' (ریاض) کی تقریبات میں بطور ''مہمان خصوصی'' شریک ہوئے اور ''اقبال اور عشق رسول ؐ'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ اس ''یوم اقبال'' کا اہتمام پاکستانی سفارت خانے اور پاکستان کلچرل گروپ ریاض نے کیا تھا۔

☆ ۲۰ دسمبر اور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۶ء کو یکے بعد دیگرے سعودی عرب کے ٹیلی ویژن (سیکنڈ چینل) سے ''علامہ اقبال بحیثیت مفکر و شاعر اسلام'' ''ویوز اینڈ تھاٹس'' عنوان کے تحت دو پروگرام پیش کئے جنہیں ملاحظہ فرمانے کے بعد سفیر پاکستان امیر گلستان جنجوعہ نے بذریعہ ٹیلی فون خصوصی مبارکباد پیش کی۔

☆ ۹ اپریل ۱۹۸۶ء کو اقبال انٹرنیشنل سمپوزیم منعقدہ ریاض زیر اہتمام سفارت خانہ پاکستان و انجمن ثقافت پاکستان میں شرکت کی اور ''اقبال کا فلسفہ تعلیم'' کے موضوع پر انگریزی میں مقالہ پیش کیا۔ اس اجلاس کی صدارت نامور سعودی سکالر ڈاکٹر مانع الجھنی نے کی اور اس میں مصر، عراق، سوڈان، سری لنکا، جرمنی اور پاکستان کے مندوب شریک ہوئے۔

☆ ۳۰ مارچ ۱۹۸۸ء کو اقبال انٹرنیشنل کانگریس منعقدہ رباط (مراکش) میں علامہ اقبال اور عربی زبان کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔

☆ ۱۹ فروری ۱۹۹۰ء کو اقبال انٹرنیشنل سمپوزیم منعقدہ ریاض میں ''اسلامی فکر کے احیاء میں

Marfat.com

علامہ اقبال اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کا کردار'' کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔

☆ سعودی عربین براڈ کاسٹنگ سروس جدہ کے اردو پروگرام اہلاً وسہلاً نشر شدہ ۳۱۔ اکتوبر، ۲۱۔ نومبر ۱۹۹۱ء کو یکے بعد دیگرے پروگرام پیش کیے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

اس کے علاوہ گذشتہ چوبیس برس سے ریاض (سعودی عرب) میں سفارت خانہ پاکستان اور دیگر علمی، ادبی ثقافتی اور سیاسی تنظیموں کے زیر اہتمام منعقدہ ہونے والے یوم اقبال، یوم قائداعظم، یوم پاکستان، یوم استقلال پاکستان وغیرہ میں درجنوں مقالات پیش کر چکے ہیں۔

☆ آپ صدر بزم اقبال ریاض اور تاحیات رکن اقبال اکیڈمی پاکستان ہیں نیز نائب صدر انجمن فروغ ادب پاکستان' ریاض اور سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (لندن سب آفس ریاض) خدمات انجام دے رہے ہیں۔

☆ موصوف ساٹھ سے زیادہ کتب تحریر کر چکے ہیں جن میں سے پچاس (50) کے قریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر نہ صرف پاکستان کے علمی وادبی حلقوں میں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی ہیں۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح، شہدائے پاکستان (جنہوں نے وطن عزیز کے دفاع کی خاطر جان عزیز قربان کر دی اور نشان حیدر کا سب سے بڑا فوجی اعزاز حاصل کیا) شیخ سر عبدالقادر مدیر پنجاب آبزرور (مخزن) کی شخصیت، سیرت و کردار اور فکر و فن کے بارے میں متعدد کتب کے علاوہ دیگر علمی، ادبی اور اسلامی موضوعات پر آپ کی 50 کے قریب کتب چھپ چکی ہیں۔

☆ آپ کی مکمل سوانح حیات، پاکستانی حوالہ جاتی کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل بین الاقوامی شہرت کی حامل کتب میں شائع ہو چکی ہے۔

1. Who's who in the world 13th ed, 1996
2. Dictionary of National Biography, 26th ed, 1998

Marfat.com

☆ ادارۂ ادبیات پاکستان، اسلام آباد کے مشہور ''ہال آف فیم'' میں دیگر ممتاز اور نامور محققوں، ادیبوں، دانشوروں اور شاعروں کے ساتھ آپ کی ''پورٹریٹ'' بھی آویزاں ہے۔

☆ ۲۴ جنوری ۱۹۹۸ء کو آپ نے صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جسٹس محمد رفیق تارڑ اور نامور اور ممتاز سائنسدان اور فخر پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے یکے بعد دیگرے ملاقاتیں کیں اور اپنی قابل قدر کتب کے سیٹ پیش کیے۔ جنہوں نے موصوف کی ملکی اور ملی خدمات کا بھرپور اعتراف فرمایا اور خصوصی مبارکباد پیش کی۔

☆ ۱۳ فروری ۱۹۹۸ء کو آپ نے نامور مستشرق اور اقبال سکالر پروفیسر این میری شمل سے ملاقات کی اور اسے اپنی انگریزی کتب کا سیٹ پیش کیا۔

آپ کی مطبوعہ، زیر طبع اور زیر تالیف کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال، مفکر پاکستان

- مفکر پاکستان (احوال و آثار اقبال) علامہ اقبال کی مستند اور کامل ترین سوانح حیات نئے اور اچھوتے اضافوں کے ساتھ لاہور سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۴ء ۷۰۲ صفحات (بڑا سائز) تعارف از ڈاکٹر سلیم اختر۔
- اقبال اور انجمن حمایت اسلام لاہور۔ علامہ اقبال کے انجمن مذکور کے ساتھ اڑتیس سالہ تعلقات کی مستند ترین تاریخ لاہور، کتب خانہ انجمن حمایت اسلام، ۱۹۷۶ء ۲۰۰ صفحات، تعارف ڈاکٹر جاوید اقبال پیش لفظ میاں امیر الدین اور پروفیسر سید وقار عظیم۔
- علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کے مابین سیاسی اختلافات، تعلقات اور خط و کتابت کا دل آویز اور تاریخی مرقع جس کے

Marfat.com

بارے میں پی ٹی وی لاہور سے خصوصی پروگرام نشر ہوا۔ لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۶ء، ۴۱۶ صفحات۔

- نذر اقبال۔ (علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کے بارے میں علامہ اقبال کے حبیب اور جلیس شیخ سر عبدالقادر کے اردو مضامین و مقالات اور لیکچروں کا مجموعہ) لاہور، بزم اقبال ۱۹۷۲ء، ۲۱۴ صفحات۔
- اقبال چوہدری محمد حسین کی نظر میں۔ (علامہ اقبال کے فکر وفن اور شاعری پر تنقیدی مقالات) تعارف ڈاکٹر سید معین الرحمن لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء، ۲۳۲ صفحات۔
- اقبال اور پنجاب کونسل۔ علامہ اقبال کی عملی سیاسی زندگی کی مستند ترین اور اولین تاریخ لاہور مکتبہ زریں، ۱۹۷۷ء، ۱۶۰ صفحات۔
- اقبال کی کہانی اقبال کی زبانی۔ علامہ اقبال کی خود نوشت داستان حیات اور کارنامے: محد سے لحد تک لاہور، مکتبہ حفیظ، ۱۹۷۷ء، ۴۷۱ صفحات۔
- ٹری بیوٹس ٹو اقبال۔ (انگریزی) علامہ اقبال کے رفقاء کا خراج تحسین، لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۷ء، ۳۳۵ صفحات۔
- اقبال: دی گریٹ پوئٹ آف اسلام۔ (انگریزی) علامہ اقبال کے حبیب اور جلیس شیخ سر عبدالقادر کے انگریزی مضامین، مقالات اور لیکچروں کا مرقع پیش لفظ ڈاکٹر جاوید اقبال لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء، ۱۶۰ صفحات۔
- اقبال کی بارگاہ میں۔ علامہ اقبال کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے احباب کا خراج عقیدت لاہور، یونیورسل بکس، ۲۰۰۲ء، ۲۲۰ صفحات (زیر طبع)
- حیات اقبال کے چند پہلو۔ علامہ اقبال کی شخصیت، سیرت اور فکر وفن کے بارے

Marfat.com

میں، راقم الحروف کے تحریر کردہ مضامین و مقالات کا مجموعہ۔ مقدمہ پروفیسر افضل حق قریشی لاہور، الفیصل ۲۰۰۳ء (زیر طبع)

- اقبال اور مخزن۔ ۱۹۰۱ سے لے کر ۱۹۲۰ء تک مخزن میں شائع ہونے والی علامہ اقبال کی نظموں، غزلوں اور مضامین کا مرقع ایڈیٹر مخزن عبدالقادر اور علامہ اقبال کے نوٹس کے ساتھ (طباعت کے لئے تیار)
- اقبال ان ڈاکومینٹس (انگریزی) (علامہ اقبال کی تعلیمی، تدریسی، علمی اور ادبی زندگی سرکاری دستاویزات کی روشنی میں۔ (طباعت کیلئے تیار)
- اقبال اور سعودی شعراء وادباء (عربی)۔ علامہ اقبال کی شخصیت اور فکروفن کے بارے میں سعودی شعراء وادباء کے مقالات کا مجموعہ لاہور، اقبال اکادمی پاکستان (زیر طبع)
- سعودی عرب میں اقبالیات۔ شاعر اسلام کے بارے میں سعودی عرب میں سرکاری اور غیر سرکاری اداروں، علمی، ادبی، ثقافتی اور سیاسی انجمنوں اور پاکستانی سکولوں کی سرگرمیوں کا جائزہ، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، (زیر طبع)
- اقبال کا پیغام طلباء کے نام۔ تعارف از ڈاکٹر صدیق جاوید، لاہور، ماہ ادب، ۲۰۰۳ء (زیر طبع)
- اقبال پیام بر اسلام۔ علامہ اقبال کے بارے میں توحید، قرآن کریم، اسوۂ حسنہ اور اسلام سے متعلق راقم الحروف کے مضامین، مقالات، لیکچرز اور خطبات کا مجموعہ لاہور، ماہ ادب، (زیر طبع)
- اقبال بحیثیت ممتحن۔ (علامہ اقبال نے اپنی عملی زندگی میں مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، بی او ایل، ایل ایل بی، ایم اے اور ایم او ایل کے پرچہ جات سیٹ

کئے۔ یہ کتاب انہی امتحانی پرچہ جات کا مرقع ہے) کتابت برائے طباعت کیلئے تیار (نئی دکان کھلی ہے)

- Iqbal in English Reference Books (Ready for the Press)
- Translations of Iqbal (Under preparation)

(ب) قائداعظم محمد علی جناح: بانیٔ پاکستان

- اسلام اور قائداعظم لاہور، مکتبہ، زریں ۱۹۷۶ء، ۱۷۶ صفحات۔ طبع دوم مقدمہ از پروفیسر ڈاکٹر اے آر خالد علوی، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لندن، ۱۹۹۱ء، ۲۴۰ صفحات۔
- پنجاب کی کہانی، قائداعظم کی زبانی۔ تعارف حکیم آفتاب احمد قرشی لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۶ء ۲۱۲ صفحات۔
- قائداعظم پر قاتلانہ حملہ۔ قائداعظم پر قاتلانہ حملے کی مستند تفصیلات اور عدالتی کارروائی کی تفصیل لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۶ء، ۴۴ صفحات بڑا سائز۔
- قائداعظم کے دست راست۔ سردار عبدالرب نشتر کی حیات، خدمات اور قائداعظم کی شخصیت اور کردار کے بارے میں موصوف کے گراں قدر خیالات، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۶ء، ۴۸ صفحات بڑا سائز۔
- ٹری بیوٹس ٹو قائداعظم۔ (انگریزی) قائداعظم کے مسلم اور غیر مسلم معاصرین کا خراج تحسین لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۶ء، ۲۵۲ صفحات۔
- سپیچیز، سٹیٹ منٹس اینڈ رائٹنگز آف قائداعظم۔ (انگریزی) تعارف از نصرت علی لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۶ء، ۲۳۲ صفحات۔
- تحریک پاکستان میں اسلامیہ کالج کا کردار۔ دیباچہ از ڈاکٹر وحید قریشی، لندن،

Marfat.com

انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۹۲ء حصہ اردو ۱۹۰ صفحات حصہ انگریزی ۱۲۴ صفحات۔ تعارف سید ابوظفر۔

- قائداعظم کا پیغام طلباء کے نام۔ لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۹۴ء، ۲۵۰ صفحات۔
- رحمت اللعالمینؐ قائداعظم کی نظر میں لاہور، ماہ ادب ۲۰۰۳ء ۳۴۴ صفحات۔
- قرارداد لاہور۔ افکار قائداعظم کی روشنی میں (طباعت کے لئے تیار)
- پرچم ستارہ وہلال۔ افکار قائداعظمؒ کی روشنی میں (طباعت کیلئے تیار)
- جمعتہ المبارک کی اہمیت قائداعظم کی نظر میں۔ (طباعت کیلئے تیار)
- جمعتہ المبارک، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور عید میلادالنبیؐ قائداعظم کی نظر میں (طباعت کیلئے تیار)

- Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah: The Founder of an Ideological Islamic State, Lahore Kitab Sarai, (Under print)
- Quaid-e-Azam and the Mass Media (Ready for the Press)
- Quaid-e-Azam on important issues, Lahore Sang-e-Meel Publications, 1988, 232 pages.
- Tributes to Quaid-e-Azam, Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, 252 pages
- Presidential Addresses of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, Riyadh, Pakistan Muslim

Marfat.com

League, 2002, 280 pages.

- Did Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah want Pakistan to be a
  - Secular State?
  - Theocratic State?
  - Islamic State? OR
  - Islamic Democratic State?

  And its Constitution and Economic System
  - Based on Islamic Shariah?
  - Based on Islamic Economic System

(Ready for the Press)

(ج) تحریک پاکستان

- آل انڈیا مسلم لیگ اور اردو۔ اردو زبان کے دفاع، ترویج اور ترقی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا کردار دسمبر ۱۹۰۶ء سے دسمبر ۱۹۴۷ء تک تعارف ڈاکٹر جمیل جالبی ترجمہ اعجاز احمد فاروقی۔ اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ۴۲ صفحات۔ طبع دوم انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ (لندن) ۱۹۹۲ء، ۱۲۵ صفحات۔ حصہ اردو ۵۸ صفحات، حصہ انگریزی ۵۴ صفحات

  پیش لفظ: ڈاکٹر جمیل جالبی مقدمہ ڈاکٹر وحید قریشی: تعارف ڈاکٹر سلیم اختر اور پیش لفظ امجد اسلام امجد۔
- تحریک پاکستان میں اسلامیہ کالج لاہور کا کردار۔ (اردو+انگریزی) تعارف از ڈاکٹر وحید قریشی ریاض، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ۱۹۹۰ء ۱۹۰+۱۲۴

Marfat.com

صفحات۔

- مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش: لاہور، لاء ٹائمز پبلشرز، ۱۹۷۶ء ۲۸۰ صفحات۔

(د) اسلام

- قائداعظم اور اسلام: پیش لفظ سید قاسم محمود، لاہور، بک مین، ۲۰۰۱ء، ۱۶۸ صفحات۔
- کتاب اخلاق: تعارف مقبول جہانگیر لاہور۔ ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۶ء ۱۱۲ صفحات۔
- حقوق وفرائض: مقدمہ ڈاکٹر سید عابد احمد علی لاہور، ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۵ء ۸۰ صفحات۔
- سیرت رضاؒ: حضرت ابوالرضاؒ کی سوانح حیات اور مجموعہ کلام، لاہور، مکتبہ حفیظ، ۱۹۶۶ء، ۸۰ صفحات۔
- بیت القرآن: پنجاب پبلک لائبریری، ۱۹۷۳ء ۱۲ صفحات۔
- رحمت اللعالمینؐ اور دوسری تقاریر سیرتؐ (طباعت کے لئے تیار) ۲۵۰ صفحات
- عدل وانصاف (طباعت کیلئے تیار)
- Why Islam is our only choice? (Part One) Riyadh, Darus-Salam, 1995, 300 pages.
- Why Islam is our only choice? (Part Two) Riyadh, Dar-al-Hadyan, 1997, 313 pages.
- Writings of Allama Abdullah Yousaf Ali, Lahore, Sh. Muhammad Ashraf, 2001, 204 pages.
- Writings of Allama Muhammad Marmaduke

Marfat.com

Pickthall, Lahore, Sh. Muhammad Ashraf, 2003, 310 pages.

- o Why Women are accepting Islam? (Part Three, Females) Riyadh, Dar-us-Salam, 2003, 300 pages.
- o The Sovernigty of Allah and Other Writings of Allama Syed Suleman Nadvi, Lahore, Urdu Academy, (Under Print)
- o Writings of Allama Dr. Muhammad Asad (Ready for the Press)
- o Earliest Biographies of the Holy Prophet (PBUH) (Ready for the Press)
- o A Set of Six Books about the Holy Prophet (Under compilation)
- o Writings of Sir Sh. Abdul Qadir on Islam (Ready for the Press)
- o Life and Services of Hazrat Asma Bint Hazrat Abu Bakr Siddique (Ready for the Press)

(ہ) شہدائے افواج پاکستان

- o میجر طفیل محمد شہید نشان حیدر: دیباچہ میجر جنرل سرفراز خان، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۶۹ء، ۳۰۰ صفحات۔

Marfat.com

- کیپٹن راجہ محمد سرور شہید نشان حیدر: دیباچہ مقبول جہانگیر لاہور، سن رائز پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء، ۲۴۰ صفحات۔
- نشان حیدر: پاکستان کا سب سے بڑا فوجی اعزاز پانے والے آٹھ شہداء کی داستان اور کارنامے تعارف جنرل ٹکا خان، منظوم خراج تحسین حفیظ جالندھری، لاہور ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۲ء، ۳۹۲ صفحات۔

(و) سر شیخ عبدالقادر: مدیر پنجاب آبزرور اور مخزن

- سر شیخ عبدالقادر (کتابیات) پیش لفظ ڈاکٹر جمیل جالبی، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۲ء، ۴۸ صفحات۔
- مقالات عبدالقادر: لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ۳۴۵ صفحات
- سر عبدالقادر اور اردو: (انگریزی + اردو)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ۴۴ + ۵۲ صفحات
- Sir Abdul Qadir on Urdu Literature Lahore, West Pakistan Urdu Academy, 1994, 136 pages.
- سر شیخ عبدالقادر کی سیاسی خدمات: (طباعت کے لئے تیار)

(ز) اردو زبان و ادب

- اردو: پاکستان کی قومی زبان مولفہ میاں بشیر احمد مرتبہ محمد حنیف شاہد
- موجِ ظرافت: دیباچہ از مقبول جہانگیر لاہور ٹیکنیکل پبلشرز، ۱۹۷۵ء، ۹۶ صفحات
- سعودی عرب میں اردو: تعارف ڈاکٹر وحید قریشی اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء، ۲۴ صفحات

Marfat.com

- عورت مشاہیر عالم کی نظر میں: لاہور، مکتبہ حفیظ، ۱۹۶۶ء، ۱۶۸ صفحات
- کہانیاں: (غیر ملکی زبانوں سے تراجم) لاہور، ماہ ادب، ۱۹۸۷ء، ۴۸ صفحات
- شمس العلماء: ممتاز علمی، ادبی اور دینی شخصیات کی سیرت وسوانح اور کارہائے نمایاں جن کے اعتراف میں انہیں ''شمس العلماء'' کے خطاب سے نوازا گیا (طباعت کیلئے تیار)

خصوصی توجہ کیلئے:

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں ''انٹرنیٹ'' پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ مفکر پاکستان (1984)
۲۔ علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات (1977)
۳۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام (1977)
۴۔ اقبال اور پنجاب کونسل (1977)
۵۔ اقبال چودھری محمد حسین کی نظر میں (1977)
۶۔ نذر اقبال (1972)
۷۔ اسلام اور قائداعظم (1976)
۸۔ پنجاب کی کہانی قائداعظم کی زبانی (1976)
۹۔ مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش (1976)
۱۰۔ نشان حیدر (1972)
۱۱۔ میجر طفیل محمد شہید نشان حیدر (1969)
۱۲۔ اردو: پاکستان کی قومی زبان (1997)
۱۳۔ عورت مشاہیر عالم کی نظر میں (1966)

14. Tributes to Iqbal, (1977)–
15. Tributes to Quaid-e-Azam, (1976)
16. Iqbal: The Great Poet of Islam, (1979)
17. Quaid-e-Azam on Important Issues, (1976/1989)
18 Sir Abdul Qadir Aur Urdu (English + Urdu), 1989.
19. Sir Abdul Qadir on Urdu Literature, 1994.

Marfat.com

کتابیات

(اُردو، انگریزی کتب، اخبارات رسائل)

Marfat.com

☆ ابن ہشام: سیرت النبی کامل، جلد اول ترجمہ وتہذیب مولانا غلام رسول مہر، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز سن ندارد

☆ احمد سعید: گفتار قائداعظم، اسلام آباد، قومی کمشن برائے تاریخ ثقافت، 1976ء

☆ افضل حق چوہدری: ظہور قدسی، لاہور، تحریک تنظیم مساجد، 1935ء

☆ الاناجی: قائداعظم جناح: ایک قوم کی کہانی۔ لاہور۔ فیروز سنز 1967ء

☆ الاناجی: ہمارے مجاہدین آزادی

☆ انڈین اینوئل رجسٹر: حصہ دوم 1942ء صفحہ 295

☆ چھوٹو رام، چودھری: پیغمبر اسلام۔ لاہور تحریک تنظیم مجاہد 1935ء

☆ رئیس احمد جعفری: قائداعظم اور ان کا عہد، لاہور۔ مقبول اکیڈمی، 1962ء

☆ شاہد محمد حنیف: اسلام اور قائداعظم، لاہور۔ مکتبہ زریں 1976ء

☆ شاہد محمد حنیف: اسلام اور قائداعظم۔ ریاض/ لندن۔ انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ، 1992ء

☆ شاہد محمد حنیف: اقبال اور انجمن حمایت اسلام، لاہور۔ انجمن حمایت اسلام 1976ء

☆ شاہد محمد حنیف: اقبال اور پنجاب کونسل، لاہور۔ مکتبہ زریں 1977ء

☆ شاہد محمد حنیف (مرتب): اقبال چودھری محمد حسین کی نظر میں، لاہور۔ سنگ میل 1975ء

☆ شاہد محمد حنیف (مرتب): اقبال کی کہانی اقبال کی زبانی، لاہور۔ مکتبہ حفیظ 1977ء

☆ شاہد محمد حنیف: علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات، لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز 1976ء

☆ شاہد محمد حنیف: پنجاب کی کہانی قائداعظم کی زبانی، لاہور۔ سنگ میل 1976ء

☆ شاہد محمد حنیف: تحریک پاکستان میں اسلامیہ کالج لاہور کا کردار، ریاض/ لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1992ء

☆ شاہد، محمد حنیف: رحمت اللعالمین قائداعظم کی نظر میں ، لاہور۔ ماہ ادب 2003ء

☆ شاہد، محمد حنیف: قائداعظم پر قاتلانہ حملہ، لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز 1976ء

☆ شاہد، محمد حنیف: قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام ۔ ریاض/ لندن ۔ انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1994م

☆ شاہد، محمد حنیف: قائداعظم کے دست راست، لاہور۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز 1976ء

☆ شاہد، محمد حنیف: قرارداد لاہور۔ (نمبر مطبوعہ) صفحات 59 تا 60

☆ شاہد، محمد حنیف: مفکر پاکستان، لاہور۔ سنگ میل پبلی کیشنز، 1982ء

☆ شاہد، محمد حنیف (مرتب) نذر اقبال، لاہور۔ بزم اقبال، 1972ء

☆ ظفر علی خان مولانا: میر حجاز، لاہور۔ تحریک تنظیم مساجد، 1935ء

☆ عبداللہ یوسف علی علامہ: نور کامل، لاہور۔ تحریک تنظیم مساجد، 1935ء

☆ فاطمہ جناح محترمہ: میرا بھائی تالیف شریف المجاہد ترجمہ۔ خواجہ وصی حیدر، کراچی، قائداعظم اکیڈمی 1988ء

☆ رضوان احمد: قائداعظم ابتدائی تیں (30) سال ، لاہور۔ آتش فشاں 1976ء

☆ حبیب احمد ملک قائداعظم کی شخصیت کا روحانی پہلو، لاہور۔ گوہر سنز 1998ء

☆ کارلائل، تھامس: مشاہیر اور مشاہیر پرستی

☆ محمد اقبال: ختم نبوت مؤلفہ محمد اقبال، علامہ عبداللہ یوسف علی اور جسٹس مرزا ظفر علی، لاہور۔ تحریک تنظیم مساجد، 1935ء

☆ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر سر: کلیات اقبال اُردو، لاہور۔ شیخ غلام محمد اینڈ سنز 1972ء

☆ محمد عالم، ڈاکٹر: سرورِ عالم، لاہور، تحریک تنظیم مساجد، 1935ء

☆ محمد علی جناح، قائداعظم: رحمت اللعالمین: تقریر سیرت از محمد علی جناح، لاہور۔ تحریک تنظیم مساجد 1935ء

☆ مشتاق احمد خان یوسفی (مرتب) : قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد اول، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، لاہور۔ بزم اقبال 1998ء

Marfat.com

☆ مشتاق احمد خان یوسفی: (مرتب) قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد دوم ترجمہ اقبال احمد صدیقی، لاہور، بزم اقبال 1995ء

☆ مشتاق احمد خان یوسفی (مرتب) قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد سوم، لاہور۔ بزم اقبال 1996ء

☆ مشتاق احمد یوسفی (مرتب): قائداعظم: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، لاہور۔ بزم اقبال 1998ء

☆ مودودی، مولانا ابوالاعلیٰ: تفہیم القرآن، جلد اول، لاہور۔ ادارہ ترجمان القرآن 1987ء

☆ ہیل، موزف (جرمن مصنف): عرب قبل از ظہور اسلام

☆ Allana, G: Quaid-e-Azam Jinnah: The story of a Nation, Lahore. Ferozsons, Ltd. 1967.

☆ Compbell Johnson Allan: Mission with Mountbatten New yark, dutton and Co., 1953.

☆ Dictionary of Natinal Biography 26th ed, 1998.

☆ Fatimah Jinnah: A sister's Recollections (in) Pakistan; Past and Present. London, Stacy International, 1976.

☆ Jamil-ud-Din Ahmad(Comp): Quaid-e-Azam as seen by his contemporaries. Lahore, Publisher United, 1956.

☆ Jamil-ud-Din Ahmad, ed. Speeches and writtings of Mr. Jinnah, compiled by Jamil-ud-Din Ahmad Lahore. Sh. Muhammad Ashraf, 1946?

☆ Shahid, Muhammad Haneef, ed. Iqbal: The Great Poet of Islam. Lahore, Sang-e-Meel, 1975.

☆ Shahid,Muhammad Haneef: Tributes to

Marfat.com

Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Haneef Shahid, Lahore. Sang-e-Meel, Publications, 1976.

☆ Sherwani, L., ed. Spececches writings and statements of Iqbal ed. by Sherwani, Lahore, Iqbal Academy, 1977.

☆ Who's who is the world. 13th ed. 1996.

☆ Zaidi, A.M. (ed): Evolution of Muslim Political Thought in India: volume Five: The Demand for Pakistan. New Delhi, Chand and Co., 1978.

☆ انقلاب روزنامہ: 18 اگست 1927ء، 3 جون 1938ء، 22 اکتوبر 1939ء، فروری 1940ء

☆ ایسٹرن ٹائمز: 11 اکتوبر 1945ء

☆ پاکستان ٹائمز: 25 فروری 1947ء

☆ پرتاپ (متعصب ہندو اخبار)

☆ پنجاب آبزرور، لاہور۔

☆ پیسہ اخبار، رونامہ: متفرق شمارے

☆ الجمعیت (دہلی روزنامہ): 20 جولائی 1929ء

☆ چھتری (اخبار) میرٹھ

☆ ڈان (دی اخبار): (11 مارچ 1944ء) (15 جنوری 1945ء) 26 جنوری 1946ء

☆ سٹار آف انڈیا، دی 13 جنوری 1938ء، 15 اگست 1947ء

☆ سٹیٹس مین (اخبار)

☆ لائٹ (اخبار):

☆ مخزن، لاہور۔

☆ مسلم دیوز، بمبئی: 5 فروری 1945ء

☆ نوائے وقت 19 جنوری 1946ء، 15 اپریل 1988ء صفحات 8 تا 9

☆ نیو یارک ٹائمز

☆ ہندوستان ٹائمز

Marfat.com

اشاریہ (انڈکس)

شخصیات

☆ آتمارام (کباڑی) 147, 144, 142

☆ آر، وی۔این 129

☆ آمنہؓ حضرت (حضور اکرمؐ کی والدہ محترمہ):24, 25

☆ ابراہیمؓ (حضور اکرمؐ کے صاحبزادے): 30

☆ ابراہیم علیہ السلام، حضرت:12, 17, 18

☆ ابرہہ (عیسائی حاکم یمن) 23, 22

☆ ابوبکر صدیقؓ، حضرت: 212, 170

☆ ابوطالب (حضور اکرمؐ کے چچا):20, 28

☆ ابوالعاص (حضور اکرمؐ کے داماد، حضرت زینبؓ کے شوہر):30

☆ ابوعبیدہ بن جراحؓ: 50

☆ ابوفراس حمدانی: 40

☆ ابوالقاسمؐ (حضور اکرمؐ کا لقب، آپ کے صاحبزادے قاسمؓ کی نسبت سے) =30

☆ ابولہب: 24

☆ اتاترک، مصطفےٰ کمال: 197

☆ احمد، شہزادہ: 163

☆ اسلم کمال، مصور پاکستان: 36

☆ اسمٰعیل علیہ السلام حضرت: 17, 18

☆ اشرف علی تھانوی، حکیم الامت مولانا: 42,40, 43, 50, 60, 61, 62, 66, 76

☆ اکبر بھائی پیر بھائی، بارایٹ لاء۔129

☆ اکبر، جلال الدین شہنشاہ: 173, 204

☆ اکبر علی: 15

☆ الہی بخش، کرنل: 86

Marfat.com

☆ ام کلثومؓ، حضرت (حضور اکرمؐ کی صاحبزادی، حضرت عثمانؓ کی بیوی):30
☆ امیر علی جسٹس سید: 136, 133
☆ امیر گلستان خان جنجوعہ ،سفیر پاکستان:219
☆ امیر الدین، میاں: 221
☆ اورنگ زیب عالمگیر: 45, 40
☆ اولاف کرو، سر (گورنر صوبہ سرحد،1946 تا1947ء) 71
☆ اسحاق علی، آغا۔ 67
☆ بخاری، زیڈ اے: 94
☆ بدیع الزمان، میاں: 53
☆ براڈوے مسٹر جسٹس: 145, 144, 141
☆ برنز، رابرٹ: 164
☆ بھگت رام (گواہ)۔ 147, 146, 145, 142, 141
☆ پیغمبر آخر الزمانؐ: 32
☆ ثوبیہؓ حضرت حضور اکرمؐ کی رضائی والدہ جو ابولہب کی لونڈی تھیں) 24
☆ جامی، مولانا۔ 68
☆ جماعت علی شاہ: حضرت پیر سید:70, 68, 41
☆ جان سن، سیموئل: 164
☆ جان سن، مسٹر جسٹس: 141
☆ جاوید اقبال، جسٹس ڈاکٹر: 221
☆ جناح پونجا: 41
☆ جوگندر ناتھ منڈل: - 202
☆ جوہر، محمد علی، مولانا: 139, 138
☆ چمن لال سیتل واد سر: 94
☆ چندریگر، آئی۔ آئی: 94
☆ چیما جی، (پروفیسر مصنف رنگیلا رسول): 140

☆ حالی، شمس العلما مولانا الطاف حسین: 19 ، 191
☆ حبیب اللہ، ملک: 73, 68, 65, 42, 40, 39
☆ حسرت موہانی، مولانا: 65, 40
☆ حلیمہ سعدیہؓ (حضور اکرم کی رضائی والدہ): 24
☆ خالدؓ بن ولید، حضرت: 50
☆ خدا بخش (غازی): 140
☆ خدیجہ الکبریٰؓ، حضرت: 30, 29, 26, 25, 21
☆ خورشید احمد شیخ: 53
☆ خورشید کے ایچ: 42
☆ دلیپ سنگھ، جسٹس: 139, 138
☆ راج پال (پبلشر): 148, 147, 145, 144, 140
☆ راجہ صاحب محمود آباد: 51
☆ رحمت للعالمین: ملاحظہ فرمایئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
☆ رضوان احمد: 125, 41
☆ رقیہؓ بنت محمدؐ (حضور اکرم کی صاحبزادی، حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ): 30
☆ روسو: (جین جیکولیس روسو 1712ء تا 1778ء)
فرانس کا مشہور فلسفی اور انشا پرداز جس کی تحریریں۔ فرانس میں انقلاب برپا کرنے کا باعث بنیں "معاہدہ عمرانی" اور ایمیلی (EMILE) اس کی مشہور کتابیں ہیں: 164
☆ رئیس احمد جعفری، مولانا: 58, 45
☆ ریاض علی شاہ، ڈاکٹر: 86
☆ رستم عیسائی: 94
☆ سرور شاہ گیلانی، سید: 16, 13, 12
☆ زینبؓ بنت محمدؐ (حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی، ابو العاص کی زوجہ): 30
☆ سلیم اختر، ڈاکٹر: 221

Marfat.com

☆ سلیمان ندوی، مولانا سید: 43

☆ سید احمد خان، سر: 133

☆ سید الانبیا ملاحظہ فرمایئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 164,163,162,161,160

☆ سید محمود جسٹس: 133

☆ شادی لعل: جسٹس سر: 141, 140

☆ شاہجہاں شہنشاہ: 45

☆ شاہد محمد حنیف: 36

76، 78، 80، 81، 84، 85، 87، 88، 89، 91،
100، 105، 167، 108، 121، 122، 123،
126، 128، 129، 130، 131، 140، 149
153، 155، 159، 161، 176، 176، 171،
181، 182، 183، 184، 185، 186، 190،
191، 193، 194، 195، 196، 197، 198،
200، 202، 204، 205، 206، 208، 209،
212، 218، 219، 231۔

☆ شاب مفتی: 53

☆ شبلی نعمانی، شمس العلماء مولانا: 132, 131, 128

☆ شبیر احمد عثمانی، علامہ: 210, 194, 189, 188, 187, 74, 73, 72, 44, 43, 40

☆ شبیر علی تھانوی، مولانا: 62, 51, 4, 48, 47

☆ شمل، ڈاکٹر، این میری، جرمن مستشرق و اقبال سکالر: 221

☆ شوکت علی، مولانا: 47

☆ شیروانی، ایل۔اے: 11

☆ شیریں بائی جناح: 41

☆ صدیقی، ڈاکٹر محمد مرتضی: 187

☆ صدیقی، مولانا نصر اللہ شاہ: 187

Marfat.com

☆ صلاح الدین، مولانا (مدیر اعلیٰ ہفت روزہ تکبیر): 13
☆ ضیاالاسلام انصاری، ڈاکٹر: 53
☆ ظفر احمد عثمانی، مولانا: 62, 61, 47, 43
☆ ظفر علی خان، مولانا: 12
☆ ظفر اللہ خاں، سر: 74
☆ عبدالجبار، مولانا: 47
☆ عبدالحکیم، ڈاکٹر خلیفہ: 59
☆ عبدالحمید قاضی، ڈاکٹر: 116
☆ عبدالرب نشتر، سردار: 224, 73, 44
☆ عبدالرحمٰن، منشی: 194, 50, 49, 47
☆ عبدالغنی پھولپوری: 47
☆ عبدالقادر، شیخ سر: 222, 220, 218
☆ عبدالقدیر خان، ڈاکٹر: 221, 35
☆ عبداللہ، حضرت (حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد): 20
☆ عبداللہ یوسف علی، علامہ: 40
☆ عبداللہ عمر نصیف، ڈاکٹر: 34
☆ عبدالمطلب (حضور اکرم ؐ کے دادا) 25, 23, 22, 20
☆ عثمانؓ بن عفان، حضرت: 30
☆ عدنان (حضور اکرم ﷺ کا سلسلہ نسب): 17
☆ علم الدین شہید: 149, 148, 144, 141, 140
☆ علوی، ڈاکٹر اے آر خالد: 224
☆ عمرؓ فاروق، حضرت: 207, 206, 90, 52
☆ عمروؓ بن عاص، حضرت: 50
☆ عیسیٰ علیہ السلام حضرت: 18
☆ فاطمہ الکبریٰؓ، حضرت (حضور اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی، حضرت علیؓ کی

زوجہ محترمہ):30

☆ فاطمہ جناح محترمہ: 123, 42

☆ فیروز خان نون سر: 43

☆ قاسمؓ (حضور اکرمؐ کے صاحبزادے): 30

☆ قیدار (حضرت ابراہیمؑ کے صاحبزادے): 17

☆ کارلائل تھامس، 160

☆ کچلو، سیف الدین، ڈاکٹر: 113

☆ کدار ناتھ (عینی گواہ): 146, 145, 142, 141

☆ کراموِیل، آلیور: 164

☆ کرن شنکر رائے: 202

☆ کمپبل، مسٹر ڈون (نمائندہ رائٹر): 200

☆ گاندھی، موہن داس کرم چند: 196

☆ گبن، ایڈورڈ: 168

☆ گورنر جنرل پاکستان: 203, 201, 200, 191, 179, 178

☆ لیاقت علی خان: 80

☆ مانع حماد الجہنی، ڈاکٹر: 219

☆ ماؤنٹ بیٹن، لارڈ، وائسرائے ہند، اور گورنر جنرل ہند: 203, 174, 86, 85

☆ محمد اجمل خان، حکیم: 113

☆ محمد اعظم خان: 163, 160

☆ محمد افضل خان: 67

☆ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر سر: 82, 81, 68, 59, 33, 15, 14, 11
221, 220, 219, 218, 204, 89,

☆ محمد حسن، مفتی: 60

☆ محمد حسین، چودھری: 222

☆ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 12، 13، 17، 18، 19، 20،

Marfat.com

21تا32، 33،35،39،44،52،66، 67،68،
74،81،83،84،87،88،89،90،110،112،
118،122،124،125،126،140،146،
147،150،151،152،153،154،156،
160،162،163،164،165،166،169،
170،172،173،174،175،176،177،
178،179،180،190،194،203،204،
211۔

☆ محمد رفیق، جسٹس تارڑ: 35, 221

☆ محمد زکریا کاندھلوی، شیخ الحدیث: 43

☆ محمد شریف طوسی: 40

☆ محمد شفیع، سرمیاں: 141

☆ محمد شفیع، مولانا مفتی: 210

☆ محمد ضیاء الحق، جنرل: 35, 218, 219

☆ محمد طیب، مولانا قاری: 43

☆ محمد علی جناح قائد اعظم: 12، 13، 14، 15، 16، 33، 34، 35، 36، 37،
38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47،
48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57،
58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67،
68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77،
78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87،
88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97،
98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105،
106، 107، 108، 109-113، 114، 115،
116، 119، 120، 121، 122-125، 130-،

140-131، 141، 142، 143، 144، 145،
146، 147، 148، 149، 150، 151، 152،
153، 159-، 160، 161، 162، 163، 164،
165، 166، 172-، 180-، 190، 190-194،
197-195، 200-، 218-، 220-، 226-۔

☆ محمد منور، پروفیسر مرزا: 39

☆ محمد نعیم الدین، مولانا: 63, 62

☆ محمد یامین خاں، سر: 194

☆ محمود علی: 35

☆ مرتضیٰ حسین چاند پوری، مولانا: 47

☆ مریم علیہ السلام، حضرت: 18

☆ معظم حسین، مولانا: 47

☆ معین الرحمٰن، سید: 222

☆ مقبول حسین وصل بلگرامی: 51

☆ ممتاز حسن احسن: 79, 51

☆ مناظر احسن گیلانی، سید مولانا: 43

☆ منیر الدین چغتائی، ڈاکٹر: 218

☆ ناظم الدین، خواجہ: 73, 44

☆ نائیڈو، مسز سروجنی: 130

☆ نپولین بوناپارٹ: 164

☆ نذیر نیازی، سید: 218

☆ نضر بن کنانہ: 17

☆ نظام دکن (اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں): 199

☆ نظام الدین اولیاء حضرت: 45

☆ نہرو، پنڈت جواہر لعل: 94, 11

Marfat.com

☆ وحید قریشی، ڈاکٹر: 224
☆ وزیر چند، دیوان (گواہ): 146
☆ وقار عظیم، پروفیسر سید: 221, 218
☆ ویول، لارڈ: 68
☆ ہارڈنگ، لارڈ، وائسرائے ہند: 133, 130
☆ ہنٹر ڈبلیو ڈبلیو: 128
☆ ہومی مودی: 94
☆ ہیلی، سر میلکم، گورنر پنجاب: 139
☆ یعقوب بیگ مرزا: 11

﴿موضوعات﴾

☆ آب زم زم: 67
☆ آمریت: 196
☆ احادیث نبویؐ: 187, 120, 119, 117, 116, 113, 63, 50, 37
☆ اُردو زبان: 163, 162, 161, 160, 161, 151, 119, 114
220, 218, 164,
☆ آسٹریلیا: 174
☆ اخوت اسلامی: 212
☆ اسلام: 49، 46، 45، 44، 38، 31، 19، 18، 15، 12،
65، 64، 60، 59، 58، 57، 56، 55، 53، 52،
90، 89، 88، 87، 84، 81، 80، 79، 77، 68
117، 116، 115، 112، 108، 107، 91،
153، 152، 151، 150، 131، 122، 121،
178، 176، 175، 171، 169، 166، 158،
197، 196، 192، 191، 182، 181، 179،

Marfat.com

217،216،207،206،202

☆ اسلام کا پرچم (پاکستان کا پرچم تیرہ سوسالہ جھنڈا) 83, 89, 215, 216

☆ اسلامی آئیڈیالوجی: 181

☆ اسلامی اقتصادی نظام: 91, 107, 119, 207-209

☆ اسلامی تعلیمات: 77، 81، 117، 118، 120، 152، 153، 155،
158، 159، 166، 173، 176، 178، 179،
191، 195، 197، 198، 205، 213

☆ اسلامی تہذیب وثقافت: 157، 158، 175، 177، 181، 191، 200،
205

☆ اسلامی جمہوریت: 77، 97، 107، 118، 119، 166، 167، 168،
178، 180، 192، 194، 195، 196، 200،
201

☆ اسلامی حکومت (ریاست): 76، 80، 83، 84، 107، 116، 118، 183،
194، 196، 201، 202، 204، 205، 207،
208، 209

☆ اسلامی سوشلزم: 208

☆ اسلامی عدل وانصاف: 193، 197، 208، 209، 215

☆ اسلامی فکر کے احیا میں علامہ اقبال اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کا کردار: 220

☆ اسلامی قانون (دستور، آئین، فقہ): 113، 118، 119، 127، 128، 129،
131، 132، 134، 135، 136، 136، 137،
171، 200، 201، 205، 207، 210، 211

☆ اسوۂ حسنہ: 157، 158، 167، 172، 173، 175، 176،
202، 205، 211

☆ اصحاب فیل: 21, 24

☆ اقلیتیں: 191، 193، -201، 202، 203، 204، 205،

215

☆ الامین (حضور اکرم کا معزز خطاب): 29

☆ اللہ کی حاکمیت: 22، 32، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83،
84، 85، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92،
93، 94، 95، 96، 97، 99، 100، 101، 102،
104، 105، 106، 110، 111، 121،
168، 170، 171، 172، 174، 190، 194،
199، 207، 212، 213

☆ اموی خلفاء: 72

☆ انگریز (سامراج): 56، 61، 83، 84، 89، 93، 94، 186، 187،
189

☆ انگریزی قانون: 134، 219

☆ اہل حدیث: 45

☆ بائبل: 17

☆ بریلوی: 48

☆ پاپائیت: 175

☆ پاکستان: 40، 41، 43، 45، 53، 54، 55، 56، 57،
62، 66، 67، 68، 72، 84، 76، 79، 81، 84،
85، 86، 88، 90، 91، 94، 97، 98، 101، 103،
104، 105، 106، 108، 115، 116، 117،
126، 156، 157، 158، 159، 167، 169،
173، 174، 175، 177، 178، 181، 181،
182-، 190، 191-197، 198، 200 - 214،
215، 216، 218

☆ پاکستان: اسلام کی تجربہ گاہ: 181، 182، 193، 194، 195، 186، 191،

197

☆ پاکستان صدیوں سے موجود ہے: 181،182،183،184،197۔

☆ پروٹسٹنٹ: 203

☆ تثلیث (تین خدا ماننا عیسائیوں کے عقیدے میں وحدت خدا کی تین شاخیں ہیں یعنی باپ، بیٹا، روح القدس، جبریلؑ) 22

☆ تحریک خلافت: 140

☆ تورات: 17

☆ توحید: 207, 195, 185, 182

☆ توہین انبیاء کے انسداد کا بل: 139

☆ جداگانہ انتخاب: 127

☆ جمعۃ المبارک: 200،111،105،104،103،102

☆ جہاد (اسلامی): 52

☆ جہاد کشمیر: 67

☆ حبشہ (ہجرت): 170, 169

☆ حج بیت اللہ: 111, 69, 68

☆ حصول علم (تعلیم): 172, 166, 165

☆ حکومت الہیہ: 201

☆ حنبلی: 45

☆ ختم نبوت (خاتم النبیینؐ): 14, 13, 12, 11

☆ خطبہ حجۃ الوداع: 211

☆ خلافت (اسلامی): 213

☆ خلفائے راشدین: 116

☆ خوجہ: 83, 39

☆ دارالسلام: 194

☆ دارالکفر: 171

Marfat.com

☆ دوقومی نظریہ: 187, 182, 175, 159, 156-48

☆ دیوبندی:

☆ رحمت اللعالمین ﷺ: 32, 17, 16

☆ رمضان المبارک (روزہ): 168, 166, 153, 110, 105, 103, 94, 44

☆ رومن کیتھولک: 203

☆ سبّی شاہی دربار: 206

☆ سُنی (اہل سنت والجماعت): 117, 83, 51, 45

☆ شافعی: 45

☆ شریعت سلامیہ: 193, 192, 76, 50, 49

☆ سوشلزم: 157

☆ شعب ابی طالب ؓ: 170

☆ شمالی مغربی سرحدی صوبہ: 92

☆ شہادت (شہید): 192, 191

☆ شہدائے پاکستان: 220

☆ شیخ الاسلام (لارڈ بشپ): 210

☆ شعیہ (فرقہ) 159, 117, 83, 59, 51, 50, 45

☆ صوبائی عصبیت: 192, 178

☆ عباسی خلفاء: 72

☆ علامہ اقبال انٹرنیشنل کانگریس: 219, 218

☆ علامہ اقبال اور عربی زبان: 219

☆ علامہ اقبال اور گورنمنٹ کالج لاہور: 218

☆ عیدالفطر: 167, 153, 118, 112, 111, 110

☆ عید میلاالنبیؐ: 192, 179, 178, 166

☆ عیسائی: 204

☆ غیر اسلامی رسمیں: 203, 202

☆ فسطائیت(Fascism): فاشزم، ایک تحریک جس کا معاشی نظام اشتراکیت سے ملتا ہے اور اس میں مذہب سیاست سے الگ تھلگ ہے۔ 196, 193, 99

☆ فقہ اسلامی: 55, 45

☆ قادیانیت (احمدیت): 14, 11

☆ قادیانی (احمدی): 15, 14, 11

☆ قرآن مجید (تعلیمات): 12، 23، 37، 40، 41، 44، 50، 55، 56، 57، 59، 63، 66، 74، 76، 78، 80، 81، 82، 83، 88، 89، 90، 91، 107، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 120، 121، 152، 168، 169، 174، 194، 197، 199، 207، 211

☆ قرارداد لاہور: 183, 113, 62, 46

☆ کانگریسی حکومت: 100

☆ کمزوروں کی رہنما: (قائد اعظم کا خطاب) 215

☆ کمیونزم: 157

☆ گجراتی: 38

☆ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ: 1935ء، 100

☆ لائبریری سائنس: 218

☆ لٹل گو (امتحان): 126, 125, 124, 123

☆ "لوگوں کا ناخدا" (خطاب) قائد اعظم محمد علی جناح: 215

☆ مذہب اور سیاست: 55, 50, 49

☆ مسلم ہند: 101، 105، 117، 118، 158، 166، 168، 183، 195، 204،

☆ مشرقی پاکستان: 174

Marfat.com

☆ مغربی پاکستان: 174
☆ مغربی جمہوریت: 197, 196
☆ مقدس بانیان مذاہب کے ناموس کا تحفظ: 138
☆ نشان حیدر: 220
☆ نماز: 212, 200, 167, 99, 51, 50, 48, 45
☆ وقف بل (مسلم اوقاف): 127، 128، 129، 130، 131، 133، 134، 135
☆ وہابی: 51, 45
☆ ہجرت: 172, 171, 169
☆ ہندو: 38، 101، 102، 119، 120، 121، 127، 129، 130، 140، 150، 151، 176، 182، 186، 189، 204
☆ ہندو تہذیب: 92, 75, 38
☆ ہندوراج (ہندومت): 187, 171, 159, 100, 99, 92
☆ ہندو مسلم اتحاد کا سفیر (قائداعظم کا خطاب): 140, 130
☆ یوم استقلال پاکستان: 220, 85
☆ یوم اقبال: 220, 219
☆ یوم پاکستان: 220, 186, 184, 183
☆ یوم نجات: 100, 99, 63
☆ یہودی: 24

﴿اماکن﴾

(ادارے، تنظیمیں، ممالک)

☆ آریہ سماجی: 140
☆ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، لندن: 163

Marfat.com

☆ آل انڈیا ریڈیو: 110, 94
☆ آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس): 63
☆ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن جالندھر: 155
☆ آل انڈیا مسلم لیگ: 14، 15، 47، 56، 57، 60، 61، 62، 63، 64،
82، 83، 84، 89، 92، 93، 101، 102، 103،
113، 116، 102، 127، 128، 133، 150،
154، 158، 168، 176، 183، 194، 195،
215، 216
☆ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: 195, 154, 127
☆ احمد آباد: 183
☆ ادارہ ادبیات پاکستان، اسلام آباد: 221
☆ اسٹوڈنٹس یونین اسمعیل کالج آندھیری بمبئی: 64
☆ اسلامیہ کالج پشاور: 191
☆ افریقہ: 18
☆ اقبال اکیڈیمی پاکستان لاہور۔ 39, 11
☆ الہ آباد: 155
☆ انٹرکونٹی نینٹل ہوٹل ریاض (سعودی عرب) 34
☆ انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ریاض (لندن) 224, 220
☆ انجمن اتحاد طلباء جامعہ اسلامیہ علی گڑھ: 197
☆ انجمن اثناء عشریہ لکھنو: 116
☆ انجمن حمایت اسلام: 14, 12, 11
☆ انجمن فروغ ادب پاکستان ریاض: 220
☆ انڈین نیشنل کانگرس: 56، 61، 66، 92، 99، 100، 101، 102، 127،
151، 154، 196، 199، 201، 215
☆ انرٹمپل (Inner Temple): 122

☆ انگلستان: 199, 186, 175, 122
☆ اورنگ زیب روڈ، نیو دہلی: 70
☆ اورینٹ پریس آف انڈیا: 198, 173, 15
☆ ایران: 199
☆ ایشیا، براعظم: 18
☆ اینگلو عربک کالج دہلی: 51
☆ بادشاہی مسجد (شاہی مسجد): 45
☆ بزم اقبال ریاض: 220
☆ بلوچستان: 184, 98, 97
☆ بلوچستان مسلم لیگ: 171
☆ بمبئی: 162, 160, 145, 141, 99, 96, 95, 94
☆ بمبئی پریذیڈنسی: 129
☆ بمبئی ریڈیو اسٹیشن: 96, 95
☆ بمبئی گزیٹیر: 38
☆ بمبئی مسلم لیگ: 216, 94
☆ بمبئی ہائی کورٹ: 141, 135, 134, 128
☆ بنگال: 184, 101
☆ بنی قیس: 20
☆ بہار (فسادات): 177, 176
☆ بہاولپور یونیوسٹی لائبریری: 13
☆ پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لاہور۔ 218
☆ پاکستان کلچرل گروپ ریاض (انجمن ثقافت پاکستان): 219
☆ پریوی کونسل: 136, 135, 134, 132, 129
☆ پشاور: 216
☆ پنجاب پبلک لائبریری لاہور: 218
☆ پنجاب مسلم سٹوڈینٹس فیڈریشن لاہور: 186, 184, 158

Marfat.com

☆ پنجاب مسلم کانفرنس لائل پور (فیصل آباد): 114
☆ پنجاب مشین رجمنٹ: 216
☆ پنجاب ہائی کورٹ لاہور۔ 149, 144, 141
☆ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ 218
☆ پنجاب یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور: 107
☆ تحریک تنظیم مساجد: 16, 13, 12
☆ ٹاؤن ہال گراؤنڈ لاہور۔ 197
☆ جالندھر: 155
☆ جامعہ ملک سعود (ریاض): 218, 187
☆ جرمنی: 219, 171
☆ جزیرۃ العرب: 18
☆ جمعیت العلماء: 72, 46
☆ جناح اسلامیہ کالج برائے طالبات لاہور۔ 156
☆ جنگ بدر: 30
☆ چٹاگانگ (چاٹگام): 208
☆ چین: 165
☆ حجاز مقدس: 73, 69, 17
☆ حجر اسود (سنگ اسود): 27
☆ حرم پاک: 111, 82, 81
☆ ''حلف الفضول''۔ 21
☆ حیدرآباد دکن: 200,199,198,194,187,163,121,55
☆ دارالعلوم دیوبند: 187
☆ دہلی: 195, 194, 183, 154, 139, 96, 94
☆ ڈھاکہ یونیورسٹی: 43
☆ راجکوٹ: 39
☆ روس: 199

Marfat.com

☆ روم: 199
☆ ریاض (سعودی عرب): 219, 218
☆ ریڈیو پاکستان (لاہور): 218, 104, 103, 94
☆ ریڈیو پاکستان پشاور: 104
☆ ریڈیو پاکستان ڈھاکہ: 104
☆ زیارت: 106
☆ سپریم امپیریل کونسل: 133, 132, 131, 129, 128, 127
☆ سٹیٹ بنک آف پاکستان: 209
☆ سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن (صوبہ سرحد): 185, 184, 115
☆ سری لنکا: 219
☆ سعودی عربین براڈ کاسٹنگ سروس جدہ: 220
☆ سعودی عربین ٹیلی ویژن ریاض: 220, 219
☆ سفارت خانہء پاکستان ریاض: 220, 219
☆ سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل: 184, 172
☆ سندھ مدرسۃ الاسلام: 41, 40, 39
☆ سوڈان: 219
☆ شام: 20
☆ شملہ 139
☆ شیلانگ: 119
☆ عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد دکن): 163, 160, 43
☆ عجم: 18
☆ عراق: 219
☆ عرب (سعودی عرب): 187،171،170،158،151،29،25،18،17
☆ عرفات (میدان): 212
☆ علی پور رسیدان سیالکوٹ: 69
☆ غرناطہ: 32

Marfat.com

☆ فرانس: 199, 158

☆ فرانسیسی: 218

☆ فلیٹیز ہوٹل لاہور: 35

☆ قریش مکہ: 29, 23, 20, 17

☆ کارواں ادب، کراچی: 168

☆ کراچی: 173, 172, 167,126, 87, 86

☆ کراچی بار ایسوسی ایشن: 192, 178

☆ کعبہ مقدس: 18،22،23،27

☆ کمیونسٹ پارٹی: 157

☆ گجرات (کاٹھیاوار): 165, 38

☆ گراہمس شپنگ اینڈ ٹریڈنگ کمپنی (لندن): 125, 123

☆ گریزان:(.Grays Inn)122

☆ گورنر ہاؤس لاہور۔ 219

☆ گیا جامع مسجد 150

☆ لاہور: 16،96،107،113،140،141،156،
218،184

☆ لکھنؤ: 195

☆ لندن: 164, 123, 71, 52, 21

☆ لنکزان(Lincoln's Inn): 125, 124, 123, 122, 38

☆ مجلس احرار: 46

☆ مجلس دستور ساز پاکستان: 202, 200, 173, 97

☆ مدینہ منورہ دارالاسلام: 172, 170, 25

☆ مڈل ٹمپل(Middle Temple): 122

☆ مراکش رباط: 219

☆ مرکزی مجلس قانون ساز: 151, 101

☆ مری: 163

Marfat.com

☆ میرٹھ: 215
☆ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (احمد آباد): 165
☆ مسلم سٹوڈینٹس فیڈریشن پنجاب: 53
☆ مسلم لیجسلیٹرز کنونشن دہلی: 56
☆ مسلم نیشنل گارڈز بمبئی: 91
☆ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ: 196, 182, 181
☆ مشن اسکول: 41
☆ مصر: 219, 151
☆ مکہ مکرمہ: 172،27،22،19،17
☆ مکہ مسجد (حیدر آباد): 200
☆ مومن انصار جماعت: 152
☆ میمن چیمبر آف کامرس کراچی: 109
☆ ندوۃ العلماء لکھنو: 132
☆ نیشنلسٹ مسلمان: 46
☆ ہال آف فیم، اسلام آباد: 221
☆ ہسپانیہ: 158
☆ ہندوستان (ہند بھارت ماتا): 31،83،84،89،92،99،117،
130،140،152،169،175،176،177،
182،195،169،197،198،199، 202،
215،216
☆ ہندوستانی مجلس قانون ساز: 79
☆ ہندو مہا سبھا: 140, 101
☆ یمن: 22
☆ ینگ مینز کھتری ایسوسی ایشن کراچی: 81
☆ یورپ: 203, 191, 151, 18

Marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمۃ للعالمین

قائد اعظم کی نظر میں

م 28 جن 297.9921
76579-U-67

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمة للعالمین

قائد اعظم کی نظر میں

محمد حنیف شاہد